يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ

افکار حق کا ترجمان

البرہان

- سانحہ کربلا
- حق تو یہ ہے
- کیا یزید جنتی ہے؟
- اسلام، عقل اور انسانیت
- مقدمہ توہین رسالت (ڈاکٹر صاحب)
- اسلام کا نظریہ حدود و تعزیرات
- ان شاء اللہ
- تحقیق تاریخ ولادت و وصال مصطفیٰ ﷺ
- مدینے سے میدان کربلا تک
- امام حسین رضی اللہ عنہ کی سواری

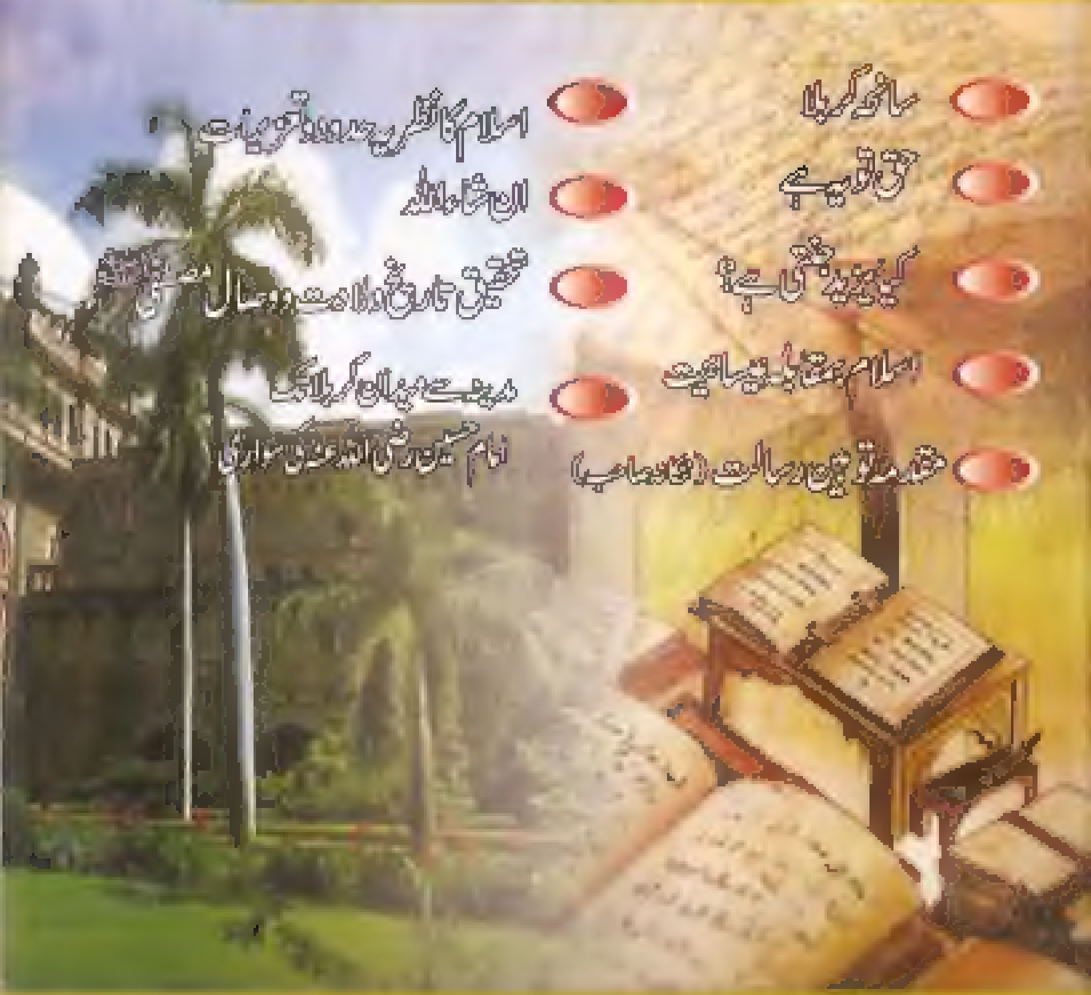

التحقیقات الاسلامیہ فاؤنڈیشن واہ کینٹ

مجلہ

البرہان

واہ کینٹ

مجلس مشاورت

صاحبزادہ محمود احمد

علامہ مفتی سردار علی

غلام مصطفیٰ

محمد عبد السلام

علامہ مفتی کامران محمود

محمد ضیاء الرحمن

صاحبزادہ محمد ...

سرپرست

حضرت علامہ پیر عبد القادر

ایم اے، ایل ایل بی

مدیر اعلیٰ

ظفر محمود قریشی

(واہ کینٹ)

قانونی مشیر

صاحبزادہ عبد الغفور ساقی

ایم اے، ایل ایل بی

ایڈیٹر

ایم اے

محمد افضل شاہد

0300-9129852

مجلس ادارت

غلام رسول

سید صابر حسین شاہ

ظفر القادری

سید بادشاہ تبسم

قلمی معاونین

مولانا محمد اویس قادری (ملتان شریف)

محمد سعید مجاہد آبادی (لاہور)

حافظ محمد طارق قمر (اسلام آباد)

مولانا حافظ ظہور الحق (راولپنڈی)

حافظ محمد حسین رضوی (راولپنڈی)

قاری محمود الحسن (گوجر خان)

حافظ حامد رضا سلطانی (اٹک)

محمد ظفر (واہ کینٹ)

نوٹ: نفس مضمون کی تمام تر ذمہ داری مضمون نگار پر ہو گی

Email:alburhanwah@gmail.com

برائے رابطہ: مکتبہ فیضان سنت دکان نمبر 28 میلاد چوک پی او ایف واہ کینٹ

CELL 0343.5942217 0302.5122663

فہرست

	اداریہ		3
1	سانحہ کربلا	پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری	7
2	حق تو یہ ہے	ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی	25
3	کیا یزید جنتی ہے؟	ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی	28
4	اسلام بمقابلہ عیسائیت	علامہ سعید محمد عامر آسوی	38
5	مقدمہ توہین رسالت	صادق علی زاہد	49
6	اسلام کا نظریہ حدود و تعزیرات	مفتی سید صابر حسین	61
7	ان شاء اللہ	محمد افضل منیر	66
8	تحقیق تاریخ ولادت و وصال مصطفی ﷺ	ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی	82
9	مدینہ سے میدان کربلا تک امام حسین رضی اللہ عنہ کی سواری	ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی	91

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اللّٰهم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ

اداریہ

!! ایڈیٹر !!

عہد حاضر میں ذرائع ابلاغ کی اہمیت سے کوئی بھی باشعور انسان انکار نہیں کر سکتا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ذرائع ابلاغ انتہائی گہرے اور دور رس اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ حکومتوں کے بنانے اور گرانے میں بھی ان کا کردار نمایاں نظر آتا ہے۔ دنیا بھر میں تمام ممالک، قومیں اور ملی تنظیمیں ان کے ذریعے ہی اپنے اغراض و مقاصد کی تشہیر کر رہی ہیں۔ ان سے صرف نظر کر کے تہذیبوں اور معاشروں میں اپنی حیثیت منوانا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

اس وقت وطن عزیز پاکستان کے طول و عرض میں مختلف طبقہ ہائے فکر کی طرف سے متعدد ادبی، سیاسی اور مذہبی اخبارات، رسائل و جرائد شائع ہو رہے ہیں جو کہ ان طبقوں کے افکار و نظریات کی تشہیر کا اہم ذریعہ ہیں۔ ان میں نمایاں حصہ مذہبی تنظیموں اور جماعتوں کی طرف سے شائع ہونے والے رسائل و جرائد کا ہے۔ میرا روئے سخن بھی انہی کی طرف ہے۔

پاکستان میں مختلف مکاتب فکر کی طرف سے لاتعداد مذہبی رسائل و جرائد مطلع صحافت پہ جلوہ گر ہیں۔ اگر ان کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اکثر مجلے مسلک حق اہل سنت وجماعت کے مخالفین کی طرف سے شائع ہو رہے ہیں ان میں سے چند ایک ہی ایسے ہوں گے جو کہ اپنی بات مثبت طریقے سے پیش کرتے ہوں ورنہ اکثر اہل سنت وجماعت کے عقائد و معمولات کے خلاف ہمہ وقت زہر اگلنے میں مصروف ہیں۔ ان کے ذریعے اپنے لوگوں کی اس طرز پہ ذہن سازی کی جا رہی ہے کہ وہ اہل سنت کے خلاف کسی بھی محاذ آرائی کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ بعض نبی علیہ السلام کی عظمت،

رفعت کو گھٹانے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔ بعض صحابہ کرام کی شان کو داغدار کرنے کی ناکام کاوش میں مصروف ہیں۔ اہل بیت پاک کی محبت و عقیدت کو مٹانے کی سعی لا حاصل کے ساتھ ساتھ اولیائے کرام کی تعظیم و تکریم کو شرک کروانے میں مگن ہیں۔ بعض کوتاہ فہم لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات کے کانٹے چبھو کر ان کو فقہ حنفی سے برگشتہ کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ پھر ان لوگوں کے اشاعتی اداروں کی طرف سے اہل سنت و جماعت کے عقائد و معمولات کے خلاف چھپنے والی کتابوں کی ایک یلغار ہے جو الزامات و اتہامات سے پُر ہیں۔ جنہیں پڑھ کر اہل محبت کا خون کھولنے لگتا ہے۔ ان اقدامات کی وجہ سے پاکستان کی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ حالانکہ پاکستان جو ہمارے بزرگوں کی لازوال قربانیوں اور کاوشوں کا ثمر ہے ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

دوسری طرف ہمیں یہ چیلنج بھی درپیش ہے کہ ہمارے بعض عاقبت نا اندیش صراط مستقیم سے پھسلتے نظر آ رہے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے مسلمہ عقائد و نظریات سے انحراف کیا جا رہا ہے۔ سلف صالحین کی تحقیقات کو پس پشت ڈال کر اپنی خود ساختہ تحقیقات کو منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ ایسے میں حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ منظم طریقے سے اہل سنت و جماعت کی طرف سے ان تمام فتنوں کا تحمل و بردباری سے مقابلہ کیا جائے۔ مخالفین کے تمام اخبارات اور رسائل و جرائد نیز ان کی کتب میں چھپنے والے نت نئے اعتراضات اور الزامات کا علمی و تحقیقی جواب دیا جائے اور ان کی طرف سے پھیلائے جانے والے باطل نظریات کے تدارک کے لیے جہد مسلسل سے کام لیا جائے۔

اس مقصد کے لیے اگرچہ اس وقت اہل سنت و جماعت کی طرف سینکڑوں کی تعداد میں رسائل و جرائد مختلف شہروں اور قصبوں سے شائع ہو رہے ہیں ان میں بعض رسائل بہت معیاری اور تحقیقی ہیں جو نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی قارئین کا ایک وسیع اور مضبوط حلقہ رکھتے ہیں۔ ان کے مدیران کی ان کاوشوں کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن ان میں بعض رسائل اتنے غیر معیاری اور غیر تحقیقی ہیں کہ انہیں دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ ان کا حلقہ قارئین اتنا محدود ہے کہ وہ اپنے شہر میں بھی اجنبی ہیں۔ یہ صوری و معنوی خوبیوں سے تہی دامن ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا انداز نگارش ہے کوئی

کسی درگاہ کا ترجمان ہے تو کوئی کسی خانقاہ کا، کوئی کسی تنظیم کا پیامبر ہے تو کوئی کسی شخصیت کی زلف کا اسیر ہے۔

چنانچہ وقت کا تقاضا ہے کہ ایک ایسا معیاری اور تحقیقی مجلہ منظر عام پر لایا جائے جو ظاہری و باطنی خوبیوں سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ دلیل کی قوت سے بھی مالا مال ہو۔ جو چاروں فقہی مسالک اور تمام سلاسل طریقت کا ترجمان ہو۔ جس کی زبان ایسی ہو کہ اس میں اشتعال کی بجائے چاشنی ہو۔ جس میں مخالفین کے علمی تعاقب کے ساتھ ساتھ اپنے عقائد و معمولات کو قرآن و سنت کے محکم دلائل سے ثابت کیا جائے۔ فقہ حنفی کی ثقاہت سے بھی لوگوں کو روشناس کرایا جائے خصوصاً حدیث پاک سے ہر مسئلے کا ثبوت پیش کیا جائے۔ نئے نئے موضوعات کو زیر بحث لایا جائے یا پرانے موضوعات کو نئے رنگ میں پیش کیا جائے، اور دیگر مذاہب کے مقابلے میں اسلام کی حقانیت کو واضح کیا جائے۔ مستشرقین اور سیکولر نظریات کے حامل لوگوں کو منہ توڑ جواب دیا جائے۔ نیز اہل سنت کی صفوں میں چھپے ان بہروپیوں کو بھی بے نقاب کیا جائے جو اہل سنت کے مسلمہ عقائد کو مسخ کر کے اپنے خود ساختہ عقائد کو رائج کرنا چاہتے ہیں۔ مزید یہ کہ ملک بھر میں شائع ہونے والے مجلوں اور اخبارات کے کارآمد حوالوں اور شہ پاروں کو محفوظ کر دیا جائے۔

عرصے سے راقم کی یہ شدید خواہش تھی کہ اس طرح کا کوئی معیاری اور تحقیقی پرچہ سامنے لایا جائے۔ محترم جناب ابو اُسامہ ظفر القادری بکھروی مدظلہ کی بھی یہی خواہش تھی، محترم جناب ظفر محمود قریشی صاحب بھی ایسے ہی جذبات دل میں رکھتے تھے۔ چنانچہ جب ہم تینوں مل بیٹھے تو اللہ پاک کے فضل عظیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم عمیم کے بھروسے پر یہ کام کر گزرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ چنانچہ "الزمان" کے نام سے مجلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مطالعہ کے بعد معزز قارئین سے اور خصوصاً اہل علم سے گزارش ہے کہ اس کے متعلق اپنی آراء سے ہمیں آگاہ فرمائیں اور اپنے قیمتی مشوروں سے بھی ضرور نوازیں۔ میں مشکور ہوں جناب پیر سید صاحب حسین شاہ صاحب بخاری اور علامہ سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب کا کہ جنہوں نے اپنی قیمتی آراء سے ہمیں مستفیض فرمایا۔

ہمیں حضرت مفکر ملت علامہ پیر عبد القادر صاحب اور ان کے تلامذہ کی مساعی جمیلہ کا

اعتراف بھی ہے اور احترام بھی۔ حضرت علامہ پیر سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب اور دیگر علمائے اہل سنت کی خدمات کو بھی ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہمیں ان سب حضرات کی دعاؤں اور مشوروں کی ضرورت رہے گی۔ دعا ہے اللہ کریم ہمیں اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین!

محمد افضل شاہد (ایڈیٹر ...)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

سانحہ کربلا

شیخ الحدیث والتفسیر پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیب اللہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اب تلوار کیوں اٹھائی اور پہلے کیوں نہ اٹھائی تھی؟؟

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے تمام خلفاء راشدین کے دور میں حتیٰ کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک کسی حکومت کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی بلکہ اطاعت گزاری کو اختیار کیے رکھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام میں آیا جایا کرتے تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان دونوں شہزادوں کا بہت احترام فرماتے تھے۔ انکی خدمت میں بہت سے عطیات اور وظائف پیش کرتے تھے اور دونوں شہزادے انہیں بخوشی قبول فرماتے تھے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۸)۔

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غریب آدمی نے آ کر خیرات مانگی۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ ہمارا وظیفہ آنے والا ہے، جیسے ہی وظیفہ پہنچ جائے گا آپ کو دے دیا جائے گا۔ تھوڑی دیر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک ایک ہزار دینار کی پانچ تھیلیاں پہنچ گئیں۔ تھیلیاں پہنچانے والوں نے عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ نے معذرت کی ہے کہ یہ تھوڑی سی رقم ہے اسے قبول فرمائیں۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ساری رقم اس غریب آدمی کے حوالے کر دی اور اس سے معذرت چاہی (کشف المحجوب صفحہ ۷۷)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا یا نہیں؟ اسکے بارے میں دو قول

موجود ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ آپ نے اسے ولی عہد مقرر نہیں کیا بلکہ اس نے خود بخود حکومت سنبھال لی تھی۔ یہ بات علامہ ابو الشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی پانچویں صدی) نے اپنی مایہ ناز کتاب التمہید کے صفحہ ۱۹۹ پر بیان فرمائی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یزید کو ولی عہد مقرر کرنے کے لیے حضرت امیر معاویہ نے مختلف احباب سے مشورہ لیا تھا۔ کچھ لوگ اس تجویز سے متفق ہو گئے جبکہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم اس بات سے متفق نہیں تھے۔ یہ سب باتیں شیعہ کی کتاب (تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۲۲۹) پر اور اہل سنت کی کتاب (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۸) پر درج ہیں۔ نیز مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ ﷜ نے یزید سے کہا تھا کہ امام حسین ﷜ کے ساتھ اچھا رویہ اختیار کرنا فصل رحمہ و ارفق بہ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۶۹ اور شیعہ کی کتاب جلاء العیون صفحہ ۳۲۸ فصل دوازدہم)۔ حضرت امیر معاویہ ﷜ ایک باپ ہونے کی حیثیت سے یزید کے کرتوتوں سے آگاہ نہیں تھے۔ اور اگر کوئی چھوٹی موٹی خرابی آپ کے علم میں تھی بھی تو آپ نے یہ سوچ کر یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا کہ جب ذمہ داری سر پہ آئے گی تو انسان بن جائے گا۔ مگر یزید نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ حضرت امیر معاویہ ﷜ کے زمانے میں ہی عراق کے شیعہ لوگوں نے سیدنا امام حسین ﷜ کو حضرت امیر معاویہ کے خلاف اکسایا تھا مگر آپ ﷜ نے شیعوں کی اس بات کو قبول نہ فرمایا اور صبر سے کام لینے کا حکم دیا ایشان را مصاحب نمود و بصبر امر کرد (شیعہ کی اپنی کتاب جلاء العیون صفحہ ۳۲۸)۔ یہی بات شیعہ کے مشہور عالم شیخ مفید نے اپنی کتاب الارشاد کے صفحہ ۱۸۲ پر عربی زبان میں لکھی ہے فابیٰ علیھم و ذکر ان بینہ و بین معاویۃ عھدا و عقدا لا یجوز لہ نقضہ حتی تنقضی المدۃ (الارشاد ۱۸۲)۔ غور فرمایئے! آخر کیا بات ہے کہ سن ۶۰ ہجری تک سیدنا امام حسین ﷜ نے تمام خلفاء علیہم الرضوان کی تابعداری کو قبول کیے رکھا مگر سن ۶۱ ھ میں جب یزید کی باری آئی تو آپ ﷜ نے تلوار کھینچ لی؟

حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں: "تا آنکہ ظاہر بود مر حق را واضح بود و چوں حق مفقود شد شمشیر برکشید" یعنی جب تک حق ظاہر تھا امام

حسین رضی اللہ عنہ حق کے تابع رہے۔ مگر یزید کے دور میں حق رخصت ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار کھینچ لی (کشف المحجوب صفحہ ۷۶)۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا عمل اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ چاروں خلفاء راشدین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کے ساتھ امام عالی مقام متفق تھے۔ اسی لیے ان کے تابع رہے اور ان سے وظیفہ بھی قبول فرماتے رہے۔ مگر یزید سے متفق نہ تھے اسی لیے اسکے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

کوفیوں کی طرف سے خطوط:

کوفہ کے شیعوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بے شمار خط لکھے اور عرض کیا کہ آپ کوفہ میں تشریف لائیں آپ ہی ہمارے امیر ہیں۔ ہم نے یہاں کے حکمرانوں کی اطاعت چھوڑ رکھی ہے اور کوفہ کے والی نعمان بن بشیر کے پیچھے جمعہ تک ادا نہیں کرتے (الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۲ تحت حسین بن علی شیعہ کی کتاب جلاء العیون صفحہ ۳۵۶)۔

فبعث اهل العراق الى الحسين الرسل والكتب يدعونه اليهم (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۶۵)۔ جلاء العیون میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ وسائر شیعان او از مومنان و مسلمانان اهل کوفه یعنی یہ خط کوفہ کے تمام حسینی شیعوں کی طرف سے ہے (جلاء العیون صفحہ ۳۵۶)۔

یزید نے حکومت سنبھالتے ہی اہل مدینہ سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ خصوصاً سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا صدیق اکبر کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت لینے پر زیادہ زور دیا تا کہ ان دونوں معتبر ہستیوں کے بیعت کر لینے کے بعد باقی اہل مدینہ کے لیے بیعت کا راستہ آسان ہو جائے۔ مگر ان دونوں مقدس ہستیوں نے بیعت نہ کی بلکہ راتوں رات مدینہ طیبہ سے نکل کر مکہ شریف چلے گئے۔ فبعث الى الحسين و ابن الزبير في الليل و دعاهما الى بيعة يزيد فقالا نصبح و ننظر فيما يعمل الناس و وثبا فخرجا (سیر اعلام النبلاء للذہبی جلد ۳ صفحہ ۱۹۸)۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ:

[illegible]

[illegible]

[illegible] مشہور [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عبداللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] محمد بن حنفیہ [illegible]

[illegible] محمد بن حنفیہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت مسلم بن عقیل کی روانگی

[illegible]

... شہید کر دیا (طبقات ابن سعد جلد [illegible] صفحہ [illegible] تحت مسلم بن عقیل [illegible]) سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
واپس واقعہ کی کوئی خبر نہ تھی

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی

حالات [illegible] کا [illegible] سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ [illegible] کی [illegible]
[illegible] کی طرف روانہ ہوئے [illegible] حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ
کو شہید کر دیا گیا تھا

[illegible]

بھی [illegible] سے [illegible] کی۔

[illegible] ان [illegible] اہل بیت [illegible] کی عظمت [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

سیدنا امام حسن [illegible] کی صورت میں جنگ نہیں چاہتے تھے [illegible]

[illegible] ان حالات میں [illegible]

[illegible] تین باتوں میں سے کوئی ایک بات تسلیم کر [illegible]

1. [illegible]

2. [illegible]

3. [illegible] کی صورت [illegible]

([illegible] جلد [illegible] صفحہ ۲۳۴ [illegible] جلد ۸ صفحہ ۲۰۴)

[illegible]

[illegible] امام حسین [illegible]

[illegible]

[illegible] امام حسین [illegible]

[illegible] جلد ۸ صفحہ ۸۵ [illegible]

[illegible] سیدنا امام حسین [illegible]

میدان میں گئے [illegible] سیدنا حضرت [illegible]
[illegible] سیدنا امام حسین سے پہلے جام شہادت نوش فرمایا (البدایہ والنہایہ جلد [illegible]
صفحہ ۱۸۸)

جنگ سے [illegible] سیدنا [illegible]
[illegible] حتی دخل علیہ رجل مظهر لقتله بحسین [illegible]
مروهم فليكفوا عن القتال حتى مضى (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۹۰) [illegible]
[illegible]

سیدنا امام حسین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
(صفحہ [illegible])

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] صفحہ 155)۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شیعہ تھے ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جلد ۳ ص ۹۹۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میں کہیں چھپا تھا [illegible] جلد ۲ صفحہ ۲۲۵

تاریخ کی کتابوں میں [illegible] سے یاد کیا جاتا ہے [illegible] اس میں [illegible]

[illegible] علیہم و رضوان کی عظمت و

[illegible] ہے

[illegible] کی شہادت سے

[illegible] جلد ۲ صفحہ ۱۸۵

آپ پڑھ چکے ہیں کہ [illegible] اہل [illegible] سے [illegible]

[illegible] مارنے کا حکم دیا [illegible]

[illegible] شیعوں کی کتاب [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible]

[illegible] اہل سنت کی کتاب [illegible] جلد [illegible] صفحہ ۲۲۰)

صرف رونا جائز ہے یا نہیں؟

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت مولا علی [illegible] کو

[illegible]

کسور کرکے وران کا پانی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۳۲۴ [illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] موت [illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] والذی نفسی بیدہ لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل [illegible]

[illegible] ۲۳۵ [illegible]

[illegible] گلستان [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت کا [illegible]

[illegible]

[illegible] کا کام [illegible] کی طرف [illegible]
[illegible]

[illegible] الصالحین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مرج البحرين [illegible]

اللؤلؤ والمرجان [illegible] مرج البحرين [illegible]

[illegible] الفاظ [illegible]

[illegible]

[illegible] مرج البحرين

[illegible] والمرجان [illegible]

[illegible]

[illegible]

1 [illegible]

2 [illegible]

3 [illegible]

4 [illegible]

5 [illegible]

6 [illegible]

7 [illegible]

[illegible]

[illegible]

کچھ علم حدیث کے بارے میں

0344-7519992

[illegible]

[illegible] اور تعبیر اللہ تعالیٰ کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم ولعلهم یتفکرون ○ [illegible] النحل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۔ سند حدیث یا روایت حدیث ۲۔ متن حدیث

۱۔ سند حدیث

۲۔ متن حدیث

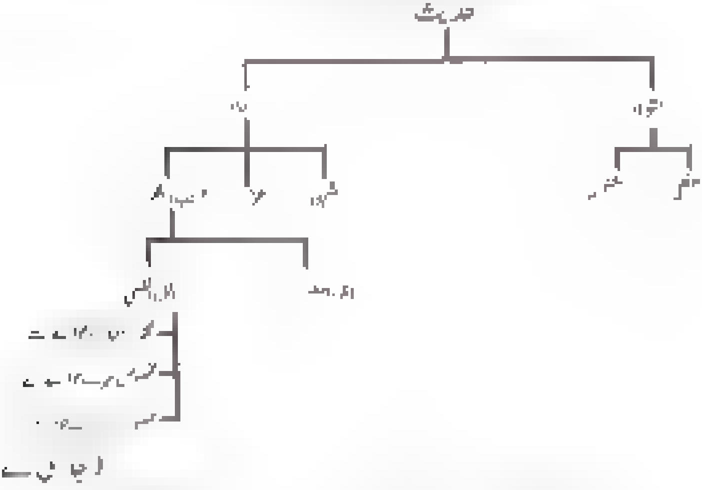

کیا یزید جنتی ہے؟

[illegible]

٣ [illegible]

٤ [illegible]

٥ [illegible]

قیصر روم پر پہلا غزوہ اور بشارت مغفرت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]
[illegible]

[illegible] فرماتے ہیں [illegible]
[illegible] حدیث [illegible]
[illegible] قیصر [illegible]
[illegible] قیصر [illegible]
[illegible] بھی [illegible]

[illegible] حافظ ابن حجر نقل فرماتے ہیں: وخبر يعقوب بن سفيان [illegible] المدينة
التي كان بها يومئذ قال النبي صلى الله عليه وسلم [illegible] هي حمص وكانت دار مملكته [illegible]
[illegible] قیصر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی غلطی ہے۔

حافظ ابن حجر [illegible] حضرت ابو ایوب انصاری کی
[illegible] میں شامل تھے [illegible] وعلى أهل مصر عقبة بن عامر وعلى أهل
[illegible] يزيد [illegible] بن عبيد [illegible]
شام پر یزید [illegible] فضالہ بن عبید [illegible] تھے [illegible]

[illegible] حدثنا [illegible] بن عمرو بن [illegible]
[illegible] بن [illegible] عن يزيد [illegible] بن [illegible]

[illegible]

حالد [illegible]

[illegible]

حدثنا سعيد بن منصور ثنا عبد الله بن وهب قال اخبرني عمرو بن الحارث عن بكير بن الاشج عن ابن الاشج عن ابن تعلى قال غزونا مع عبد الرحمن بن خالد بن الوليد فاتي باربعة اعلاج من العدو فامر بهم فقتلوا صبرا قال ابو داود قال لنا غير سعيد عن ابن وهب في هذا الحديث قال بالنبل صبرا فبلغ ذلك ابا ايوب الانصاري فقال سمعت رسول الله ﷺ ينهى عن قتل الصبر فو الذي نفسي بيده لو كانت دجاجة ما صبرتها فبلغ ذلك عبد الرحمن بن خالد بن الوليد فاعتق اربع رقاب

[illegible]

شہادت دالی حدیث [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قوله [illegible] مدينة قيصر [illegible]

[illegible] مدينة قيصر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مدينة قيصر [illegible]

[illegible]

[illegible] مغفور [illegible] مغفورة [illegible]

[illegible] اتفاق [illegible]

[illegible] مغفرة [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حافظ ابن حجر اور علامہ عینی [illegible] بات لکھی ہے۔

علامہ بدر الدین عینی [illegible] فرماتے ہیں: وكان في ذلك الجيش ابن عباس وابن عمر وابن الزبير وأبو أيوب الأنصاري قلت الأظهر أن هؤلاء السادات من الصحابة كانوا مع سفيان هذا ولم يكونوا مع يزيد لأنه لم يكن أهلا أن يكون هؤلاء السادات في خدمته قال المهلب في هذا الحديث منقبة لمعاوية لأنه أول من غزا البحر ومنقبة لولده يزيد لأنه أول من غزا مدينة قيصر قلت أي منقبة كانت ليزيد وحاله مشهور فإن قلت قال صلى الله عليه وسلم في حق هذا الجيش مغفور لهم قلت ليس يلزم من دخوله في ذلك العموم أن لا يخرج بدليل خاص إذ لا يختلف أهل العلم أن قوله صلى الله عليه وسلم مغفور لهم مشروط بأن يكونوا من أهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم فدل على أن المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيهم

[illegible]

[illegible] ۱۵ھ

[illegible] ۵۲ ہجری میں [illegible]

[illegible] ۵۲ ہجری [illegible]

[illegible] حضرت ابو ایوب انصاری [illegible] بھی شامل تھے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ۵۲ ہجری میں ہوا

(۱) علامہ ابن کثیر [illegible] "وذلک سنہ ۵۲ [illegible] وخمسین ومعهم ابو ایوب [illegible]" [illegible] ۵۲ ہجری میں [illegible] ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی [illegible]

(۲) [illegible] ابو ایوب سنہ ۵۲ ھجری [illegible] انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ۵۲ ہجری میں ہوا [illegible]

(۳) [illegible] ۵۲ ہجری [illegible] حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ [illegible]

(۴) [illegible] "[illegible] ابو ایوب [illegible] القسطنطینیہ [illegible] سنہ ۵۲ [illegible]

(۵) [illegible] سنہ [illegible] وخمسین [illegible] القسطنطینیہ [illegible] ۵۲ [illegible]

انصاری رضی اللہ عنہ [illegible] قسطنطنیہ [illegible]

[illegible]

[illegible] شامل تھے

[illegible] حضرت ابو ایوب [illegible] قسطنطنیہ [illegible] مغفرت [illegible] کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت عباس [illegible] حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] بالعدل [illegible] عبد اللہ بن عامر [illegible] الی جمع کثیر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسلام بمقابلہ عیسائیت

[illegible]

عیسائیت

[illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال و افعال اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

Christianity The re igion founded by Jesus of Nazareth in the first century AD and centring in life mission and message

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (Jesus christ) [illegible]

Any attempt to write a "Life of Jesus" shou d be frankly abandoned The material for it certain y does not exist .It has been calculated that the total number of days in his life regarding which we have any record does not exceed 50

[illegible]

[illegible] Dean Inge [illegible]

"No real biography of Jesus can ever be written"

[illegible]

(Christian Ethics and Modern Problems, London, 1930)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] Floyd Ross [illegible]

[illegible] (Mrs Hi ls) [illegible]

Of all the people associated with the beginnings of Christianity, paul was the most responsible for the turn its beliefs took He added a new note that determined its future course.

[illegible]

(Floyd.H.Ross and Tynette Hi.s p.137)

[illegible]

[illegible] Arnold Meyer) [illegible]

"As one asks whence did St paul derive his teaching? The simplest answer would seem to be By tradition from Jesus through the instrumentality of the original apostles But the answer given by St paul himself is quite different I received my Gospel not from men ,but by a revelation of Jesus Christ

[illegible]

[illegible]

(Arno d Meyer "Jesus or pau ")

[illegible]

"and that this has remained the same without any change and alteration" (The construction of the Bible and Quran)

Bible)

(What is Christianity)

presbytarian

(Atonement) (Trinity)

Persons) (Trinity)

[illegible] Trinity [illegible]

[illegible]

[illegible] Atonement [illegible]

vol 5

The doctrine of salvation has taken the most common place in the christian faith so

prominent indeed that to a large portion of believers it has been the supreme doctrine and the doctrine of the deity of Jesus has been valued only because of its necessity on the effect of atonement"

[illegible]

(Original Sin) [illegible]

[illegible]

[illegible]

(An, event which however no eye saw.

[illegible]

(Adolf Harnack History of Dogma. London 1961)

[illegible]

[illegible] Dr Hugh Schonfield

"Christianity today is about as far from the teaching of Jesus as from those of Hinduism."

[illegible]

(The Daily "Today" London March 28 1986)

[illegible]

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

مقدمہ

توہین رسالت ننکانہ صاحب

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] (4)

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] مخالفت [illegible]

[illegible] (5)

[illegible] ﷺ [illegible] مخالفت [illegible]

[illegible] (6) [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] (7) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible]

ﷺ [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] ﷺ [illegible]

[illegible] (8)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اصل حقائق تک پہنچ [illegible]

[illegible] مناسب سمجھا کہ اصل حقائق

تک پہنچا جائے [illegible]

[illegible]

[illegible] NGO S [illegible]

[illegible] 14/06/2009 [illegible]

326/09 19/06/2010

S 295/C

RPO

SP 24/06/2009 18523 26/Leaga

SP

[illegible] 29/06/2009 [illegible] 29/06/2009 [illegible]

[illegible] 04 [illegible] 27 [illegible] FIR [illegible]

[illegible]

[illegible] 29/06/2009 [illegible] 03 [illegible]

[illegible] 12 [illegible] 03 [illegible]

[illegible]

04/07/2009 [illegible]

[illegible] SP [illegible]

[illegible] 04/07/2009 [illegible] 04

[illegible]

[illegible] SP [illegible]

[illegible]

[illegible] 06/07/2009 [illegible] SP [illegible]

[illegible] 05 [illegible]

[illegible] 05 [illegible]

[illegible]

[illegible]

12/07/2009 [illegible] I/SHO [illegible]

[illegible]

14/09.2009 [illegible]

[illegible] 03.10 2009 [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] 01/06/2010 [illegible]

[illegible] 15/06/201 [illegible] SI [illegible]

06/07/2010 [illegible] SP [illegible]

[illegible] 01/10/2010 [illegible]

[illegible] 20/10/2010 [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] 08/11/2010 [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] 26/11/2010 [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] 20/11/2010 [illegible]

[illegible]

[illegible]

حواشی:

[illegible]

ایف۔ آئی۔ آر

154 [illegible]

14/04/09 [illegible] 15682326/9 [illegible]

1 [illegible] 23/19-06-09 | 6 [illegible]

[illegible] 6:15 [illegible]

2 [illegible]

[illegible] 3 [illegible]

[illegible] AS [illegible]

3 [illegible] 295/C

4 [illegible] 3 [illegible] 7 [illegible]

5 [illegible]

[illegible] As [illegible]

[illegible] SHO [illegible]

[illegible]

[illegible] 14/06/09 [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] 19/06/09 [illegible]

[illegible]

[illegible] 14/06/09 [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] 3 [illegible] 3 [illegible]

[illegible] 842/C [illegible] 909/C [illegible]

[illegible] 7631/SAG [illegible] 468/C [illegible]

[illegible]

[illegible] 295/C [illegible]

842/C [illegible]

[illegible]

[illegible] ASI [illegible] 5,45 [illegible]

[illegible]

F R [illegible] S [illegible]

[illegible] ASI [illegible]

19/06/09

اسلام کا نظریہ حدود وتعزیرات

[illegible]

0321 2880864

[illegible] ہے [illegible] حاصل ہوا [illegible] پریشانیاں [illegible]

[illegible] سے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] ہوتی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک وقت ایسا بھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ اجب یہ حقیقت ظاہر ہو گئی [illegible] ہیں [illegible] پہلے سے [illegible]

[illegible] ہے اور [illegible] ہے [illegible]

[illegible] قصاص [illegible]

[illegible] اور مجرم کو قتل [illegible]

[illegible] مقصد [illegible] معاشرے میں [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ولکم فی

القصاص حیوۃ یا اولی الالباب لعلکم تتقون [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (Customary Practice) [illegible]

[illegible]

[illegible] (National Reconciliation Order-NRO) [illegible]

[illegible]

[illegible] (Executive Order) [illegible]

[illegible]

[illegible] (Transparency International) [illegible]

[illegible]

(The [illegible] National Corruption Perception Survey) [illegible] 2009 [illegible]

[illegible]

(Rule of Law)

(Law of Ruler)

اِن شاء اللہ

0321-5108424

[illegible]

[illegible] (پ۱۶، الکہف ۵۸)

[illegible]

[illegible]

[illegible] ما شاء الله لا قوة الا [illegible]

[illegible]

ولو لا اذ دخلت جنتك قلت ما شاء الله لا قوة الا بالله [illegible] ۳۹

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان شاء اللہ [illegible]

العرفان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳ [illegible]

[illegible]

کرم کے اقوال پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) سیدنا حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۹۹۲ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تمہاں سے گا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی [illegible] جب تا مجلس [illegible] مرض [illegible] کی جب [illegible] سال

[illegible] نے [illegible] نہ تو [illegible] بیٹھ [illegible]

[illegible] سب [illegible] کے [illegible] جس سے پہلا [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] سے ساتھ [illegible]

[illegible] اعلیٰ [illegible] اصحاب [illegible]

وانا ان شاء الله لمهتدون ○ [illegible] اور ہم ان شاء اللہ [illegible] ہوں

گے

جب انہوں نے [illegible] کیا تو [illegible] حکم [illegible] عجیب ہوگی حضور

سیدنا محمد ﷺ نے [illegible] وہ ان شاء اللہ [illegible] کرتے تو وہ کبھی بھی [illegible]

[illegible] القرآن)

۴) [illegible] حاصل یہ ہے کہ [illegible]

[illegible] قوم [illegible] مصیبت [illegible]

[illegible] ان کی [illegible]

[illegible] طرح [illegible] طرف [illegible]

[illegible] حقیقت [illegible] سب [illegible]

[illegible] تمہارا [illegible]

[illegible] نکلتے [illegible] بھی [illegible]

[illegible]

[illegible] القرآن [illegible]

[illegible] جس کے باعث اس قوم [illegible]

[illegible]

[illegible]

پارہ ۲۹ سورہ القلم میں آیت ۱۷ تا ۲۰ [illegible] ان آیت میں ایک واقعہ کی [illegible]

جس کا خلاصہ یہ ہے۔

[illegible] کے فاصلہ پر [illegible] ایک باغ تھا جس کا [illegible] والا

تھا۔ [illegible] ایک [illegible] تھا [illegible] سے [illegible] فقیر [illegible] جب [illegible]

فقیر [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن میں اس واقعہ [illegible] کیا

اذ اقسموا لیصرمنہا مصبحین O ولا یستثنون O (پ ۲۹ القلم ۱۷-۱۸)

[illegible]

[illegible]

فطاف علیہا طائف من ربک وھم نائمون O فاصبحت کالصریم O

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان شاء اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان شاء اللہ [illegible]

[illegible] ان شاء اللہ [illegible]

[illegible] ان شاء اللہ [illegible]

[illegible] ہوگا۔

[illegible] ان شاء اللہ [illegible]

[illegible]

ہے [illegible] ان شاء اللہ [illegible]

[illegible]

اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] مصیبت [illegible]

[illegible]

[illegible] ماشاء اللہ [illegible]

[illegible]

☆☆☆ ☆☆ ☆☆☆

تحقیق تاریخ

ولادت و وصال مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: ڈاکٹر ظفر القادری بکھروی

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین اما بعد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت کا بیان

شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طویل عمر عطا [illegible]

[illegible]

[illegible] طبری جو فقید المثال مفسر و بانی تاریخ [illegible] ہیں [illegible] ولد رسول الله صلی الله علیه وسلم يوم الاثنين عام الفيل لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول [illegible] کی [illegible] تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی [illegible]

طبری ج ۲ ص ۱۲۵

۲۔ علامہ ابن خلدون جو علم تاریخ و فلسفہ تاریخ میں امام تسلیم کیے جاتے ہیں [illegible] تحریر فرماتے ہیں: ولد رسول الله صلی الله علیه وسلم عام الفيل لاثنتي عشرة ليلة خلت من ربيع الاول لاربعين سنة من ملك كسرى انوشروان [illegible] کی [illegible] عام الفیل [illegible] ربیع الاول کی [illegible] تاریخ [illegible] نوشیروان کی حکومت کا چالیسواں سال تھا (تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۷۱۰)

۳۔ [illegible] سب سے پہلے [illegible] سیرت نگار [illegible] ابن اسحاق (علامہ ابن ہشام [illegible]) [illegible] ولد رسول الله صلی الله علیه وسلم يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول عام الفيل [illegible] ربیع الاول [illegible] عام الفیل میں پیدا ہوئے [illegible] السیرۃ [illegible] ابن ہشام [illegible]

۴۔ علامہ [illegible] فرماتے ہیں: لانه ولد بعد خمسين يوما من الفيل وبعد موت ابيه في يوم الاثنين ثاني عشرة من شهر ربيع الاول [illegible] پچاس روز بعد [illegible] آپ صلی الله علیه وسلم [illegible] ربیع الاول [illegible] اعلام النبوۃ ص ۱۹۲

۵۔ [illegible] صلی الله علیه وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱) [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳ [illegible] شیخ محمد [illegible]

۸ شیخ [illegible] ص ۹۸ [illegible] ۹) [illegible] شیخ [illegible]

ص ۲۹۰ [illegible] ۱۰ [illegible] ص ۹۶ [illegible]

[illegible] ص ۳۱ [illegible] ص ۳۲ [illegible] ۱۳) [illegible]

[illegible] ۱۴) [illegible] محمد بن عبد الوہاب [illegible]

۱۵) [illegible] خاتم النبیین ص ۹ [illegible] ۱۶) [illegible]

[illegible] ص ۹ [illegible] ۱۸) [illegible] ص ۲۲

۹ [illegible] (غیر مقلد) [illegible] ص ۵۹ [illegible] ۲۰) [illegible]

[illegible] ص ۳۳ [illegible] ص ۳۵ [illegible] ۲۲) [illegible]

[illegible] ص ۸ [illegible] ۲۳) [illegible] ص ۱۲۲ [illegible] ۲۴) [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ۲۵) [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ص ۳۳

[illegible]

عن عثمان عن سعید بن [illegible] عن ابن عباس [illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ص ۲۶ ۔

چوتھے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جمہور علما کا مسلک

[illegible]

[illegible] ص ۱۸۹)

اہل مکہ و مدینہ کا معمول

[illegible]

[illegible]

اسی طرح [illegible]

[illegible]

ان تمام حوالہ جات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس میں چار اقوال مشہور ہیں [illegible] مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے [illegible]

[illegible]

۱۲ ربیع الاول [illegible] محدثین کا اجماع [illegible]

[illegible]

[illegible] وهذا هو المشهور عند الجمهور، ولا على الصحيح بمكة عند طلوع الفجر يوم الاثنين لاثني عشر وهو الذي عليه العمل وبالغ ابن الجوزي وابن الجزار فنقلا فيه الاجماع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے نام سے [illegible] دیا گیا [illegible]

[illegible]

مدینہ سے میدانِ کربلا تک

امام حسین رضی اللہ عنہ کی سواری

از: [illegible]

جب بھی محرم الحرام آتا ہے ماتمی جلوسوں میں "ذوالجناح" کا وجود ایک مقدس امر سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں شامل گھوڑے کو [illegible] جاتا ہے [illegible] اصل ہے [illegible] اس وجہ سے [illegible] بیان کرتے ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھوڑے [illegible] میں مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں [illegible] کتب کا مطالعہ کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سید الشہداء جناب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ [illegible] دوران اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ ان کتب کے مختلف حوالے [illegible] ہیں۔

۱) مدینہ سے [illegible] اونٹنی پر [illegible] خرج الحسين [illegible] ابن الحنفية [illegible]

الحسين يريد العراق [illegible] مكة [illegible] أهل الكوفة قد عرفت غدرهم

بأبيك وأخيك [illegible]

بني أمية في مكة فأكون كالذي يستباح به في حرم الله [illegible]

[illegible] الناس [illegible] الحسين عليه السلام يا أخي [illegible]

كان وقت السحر عزم على المسير إلى العراق فأتاه محمد بن الحنفية [illegible]

وقال يا أخي ما سبب ذلك [illegible]

[illegible] امام حسین رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳ قال الحسين [illegible] ما اسم هذه [illegible] كربلاء [illegible] ذات كرب و بلاء [illegible]

[illegible]

[illegible] ثابت ہوئی۔

۱۔ [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] امام حسین بھی تقیہ [illegible] رکھتے۔

۲۔ [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] [illegible] [illegible]

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible]

[illegible] آپ [illegible] تھے

۴۔ [illegible] شیع کے مستند و معتبر [illegible] مصنف کا بیان "فقال محمد [illegible] لا يعطى بيدى عطاء الذليل ولا افر فرار العبيد [illegible] انى عذت بربى وربكم من كل متكبر لا يؤمن بيوم الحساب [illegible] ومر عقبة بن سمعان [illegible] [illegible] (نقل [illegible]) [illegible] امام حسین رضی اللہ عنہ [illegible] قسم [illegible] جنت [illegible] [illegible] کی طرح [illegible] [illegible] [illegible] قیامت کا منکر [illegible] امام حسین [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

فائدہ [illegible] امام حسین [illegible] تھے

[illegible] [illegible] کتاب [illegible]

۲۔ [illegible] کتاب [illegible] [illegible] [illegible] کتب۔

[illegible]

[illegible] کتب سے

رحمان کا معنی [illegible]

الرحمان [illegible] بہت [illegible] کرنے والا۔

الرحمن [illegible] الرحمة [illegible]

۳) لسان العرب [illegible]

رحل [illegible] رحل و رحال [illegible]

[illegible] رحمان [illegible]

مقتل ابی مخنف [illegible] قصة نظر الطرماح [illegible] الحسین [illegible]

یاناقتی لا تذعری من زجری وشمری قبل طلوع الفجر

بخیر رکبان وخیر سفر حتی تحلی بکریم الفخر

(مقتل ابی مخنف [illegible] مطبوعہ نجف [illegible])

[illegible] تشریف [illegible]

[illegible] حسین [illegible] طرماح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] طلوع فجر [illegible]

[illegible]

[illegible] لکھتے ہیں

یاناقتی لا تذعری من زجری [illegible] قبل طلوع الفجر

بخیر [illegible] وخیر سفر [illegible]

[illegible] مطبوعہ [illegible] طبع جدید

غلام رسول قادری

ناشر

مکتبہ رحمت عالمین

0300-6004816

البرہان

قدم بڑھاؤ برہان ...

فکرِ حق کا ترجمان ویب سائٹ

مجلہ البرہان حق

شمارہ 2

مدیرِ اعلیٰ
افضل شاہد عون
0300-9129852

مدیر
سید بادشاہ تبسم بخاری
0300-5097304

مجلسِ مشاورت

علامہ پیر سید غلام مصطفیٰ شاہ

صاحبزادہ حافظ محمود احمد دریدوی

علامہ مفتی محمد عبد السلام قادری

علامہ مفتی محمد ضیاء الرحمٰن قادری

علامہ مفتی کامران مسعود رضوی

مجلسِ ادارت

مفتی رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

علامہ پیر غلام رسول قاسمی نقشبندی

علامہ مفتی حافظ سردار علی خان

سید صابر حسین شاہ بخاری

علامہ مفتی سید صابر حسین

0344 7519992

عبد الغفور

Email: alburhanwah@gmail.com
Email: zaf.wah786@gmail.com

0343-5942217
0302-5122663

ملتقہ فیضانِ سنت ... 28 ...

فہرست

[illegible]		3
[illegible]	[illegible]	5
[illegible] 2	[illegible]	18
[illegible] 1	[illegible]	27
285. C [illegible]؟	[illegible]	38
[illegible]	[illegible]	48
تہذیب جدید کے [illegible]	[illegible]	57
[illegible]	[illegible]	66
[illegible] 1	[illegible]	70
[illegible]	[illegible]	82
[illegible]	[illegible]	88
[illegible]	[illegible]	91
تبصرہ کتب	[illegible]	96

اداریہ

صدائے دل

مسعود جی رحمٰن ○

''البرہان سے البرہان للحق تک''

معزز قارئین! جب ہم نے ایک مجلّہ کے اجرا کا فیصلہ کیا تو اس کے لیے مختلف اہل علم و دانش سے مشاورت اور غور و خوض کے بعد مجلّہ کا نام ''البرہان'' رکھنے پر اتفاق کیا جو کہ قرآن مجید کی آیت ''قد جاءکم برہان من ربکم'' سے ماخوذ ہے۔ مگر شمارہ کے ساتھ ساتھ ہم دوسرے دوستوں سے بھی اس حوالے سے رابطے میں تھے۔ ہمیں کسی نے بھی یہ نہیں بتایا کہ اس نام سے پہلے ہی لاہور سے ایک مجلّہ ایک دوسرے مکتبہ فکر کے لوگوں کی طرف سے شائع ہو رہا ہے اور نہ ہی ہمارے علم میں یہ بات تھی۔ جب ہمارا مجلّہ ''البرہان'' کا پہلا شمارہ چھپ کر تقسیم ہو رہا تھا کہ جنوری کے آخر میں محترم جناب [illegible] احمد شاہ جتالہ صاحب جو کہ مجلّہ ماہنامہ ''اقراء اسلامی'' [illegible] سے [illegible] تشریف لائے تو ہم نے انہیں مجلّہ البرہان پیش کیا۔ دیکھنے پر جہاں انہوں نے خوشی کا اظہار کیا، وہاں یہ بھی فرمایا [illegible] تحقیق مشوروں سے بھی [illegible] وہاں کسی نے یہ بھی بتایا کہ اس نام سے پہلے لاہور سے ایک مجلّہ چھپ رہا ہے۔ بہتر ہے آپ اپنا نام تبدیل کر لیں یا اس کے ساتھ کوئی لفظ کا اضافہ کر دیں تاکہ فرق واضح ہو جائے۔ انہوں نے [illegible] مہربانی فرماتے ہوئے [illegible] واپس جا کر اس مجلّے کی ایک کاپی بھی روانہ فرما دی۔ پھر لاہور سے محترم جناب محمد سعید مجاہد آبادی صاحب نے بھی مذکورہ مجلّہ کا ایک شمارہ بھیج دیا۔ چونکہ لاہور سے شائع ہونے والا مجلّہ ''البرہان'' رجسٹرڈ ہے اس لیے [illegible] ہم نے اپنے مجلّہ کا نام اس سے منفرد [illegible] اس کے ساتھ [illegible] مشاورت سے

ہم نے یہ سمجھ لیا کہ ہم نے بندہ لبرٹی اسحق کے نام سے اپنا کام شروع نہیں کیا۔

ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

راقم مجلہ "البرہان" کا پہلا شمارہ حضرت علامہ مولانا عبد الغفار صاحب کی خدمت میں پیش کرنے سے پہلے جامعہ رحمانیہ دار العلوم واہ کینٹ حاضر ہوا تو اس وقت قبلہ قاری صاحب کے پاس ایک بزرگ چند حضرات کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ رخصت ہو گئے تو پیر عبد الغفار صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ صاحب سرحد کی فلاں گدی کے سجادہ نشین ہیں۔ اب وہاں کے حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنا علاقہ چھوڑ آئے ہیں۔ اس پر مجھے بھی بڑا افسوس ہوا اور اپنے دکھ کا اظہار بھی کیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ اس کے ذمہ دار بھی تو یہی حضرات ہیں کہ جنہوں نے اپنے زیر اثر علاقوں میں دینی کام نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا علاقہ بد مذہبوں کے شکنجے میں آ چکا ہے۔ ان بد مذہبوں نے ان حضرات کو اپنا علاقہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس لیے کہ یہ قانون قدرت ہی ہے کہ

جس کی لاٹھی اس کی بھینس

حضرت اقبال بھی یہی فرما گئے ہیں کہ ع

ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

اب بھی اگر ہم بیدار نہ ہوئے اور خواب خرگوش کے مزے لیتے رہے تو اس "کیمرہ" سے ہم بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ خدارا ہوش کیجیے، خود بیدار ہو کر دوسرے اہل سنت کو بھی بیدار کیجیے۔ حالات کا تجزیہ کیجیے، حضرت مفادات پر نگاہ رکھیے۔ اپنی قوت کو مجتمع کیجیے ورنہ آگے بڑھنے والا ... گا

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اللہ کا شکر ہے کہ حکومت پاکستان نے جہاد کے نام پر مسلح تنظیموں کو غیر مسلح کرنا شروع کر دیا

سے بصورت مگر بہ کل صحت پہ جو ہے یہ ہی مقصود مدد کی تھیں۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

جب مجلہ الاحسان کا پہلا شمارہ منظر عام پر آیا تو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس کی اتنی پذیرائی ہو گی۔ ایک ہفتے کے اندر اندر تمام کاپیاں تقسیم ہو گئیں اور ہر طرف سے مزید کاپیاں بھیجنے کے لیے کہا جا رہا تھا۔ لیکن ہم کسی وجہ سے اس سے محروم ہو گئے اور ہم پوری کوشش کے باوجود بھی اس کا ایک کاپی پیش نہ کر سکے۔ ہم کی نتیجے پہنچے۔ مگر دوں کام پوری لگن و محنت سے کیا جائے تو اس کو دوبارہ [illegible] کامیابی قدم چومتی ہے۔ اور یہ سچ ہے۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

آپ دعا کریں ہم اس کی اشاعت میں اضافہ کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ حسب سابق علماء کرام، مشائخ عظام اور معزز قارئین اس کی پذیرائی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

علامہ مفتی محمد عابد جلالی پر قاتلانہ حملہ

دوران 2011ء کے اوسط میں گوجرانوالہ میں تحفظ شریعت کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عابد جلالی پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس حملے میں آپ بال بال بچ گئے۔ ہم اس بزدلانہ حرکت کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کا سایہ ہم پر قائم رکھے اور ایسے لوگوں سے تمام علماء اہل سنت کو محفوظ و مامون فرمائے۔

نوٹ: صفحات کے بالائی حصے پر سر شمارہ کا تعلق موجودہ شمارہ سے ہے جبکہ دیگر حصہ موجودہ نمبر شمارہ کا تعلق جلد سے ہے۔

[illegible]

قرآنی آیات و رکوعات میں عددی اختلاف

بعض باتیں اتنی مشہور ہو جاتی ہیں کہ عوام تو عوام خواص بھی انہیں

بالکل ایسی ہی صورتحال قرآنی آیات و رکوعات کی تعداد کے سلسلے میں

سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ قرآنی آیات اور رکوعات کی تعداد کتنی ہے تو

تعداد 6666 ہیں اور رکوع 540 ہیں اسی طرح قرآن سے

تعداد لکھی ہوئی نظر آتی ہے ابتدائی تعلیم سے اعلیٰ تعلیم تک

کی یہی تعداد لکھی ہوئی ہے حتیٰ کہ ریڈیو ٹی وی کے معلوماتی سے

بھی یہی تعداد بتائی جاتی ہے۔ مزید یہ کہ کئی جید علماء نے

میں یہی تعداد درج کی ہے

چنانچہ مولانا نجم الدین صاحب نے لکھا ہے کہ "

مشہور و معروف ہے کے مطابق قرآن مجید کی آیات کی تعداد

6666 ہے"

ڈاکٹر عبد الصمد صارم نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں کل 6666 آیتیں

ہیں۔

0300-8128852

سید قاسم محمود نے صدیقی صاحب کو بتایا کہ آیات کی تعداد 6666 کیسے ہے۔ اسی طرح

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اور دوسرے اداروں نے گزشتہ سالوں میں قرآنی معلومات میں بھی یہی

تعداد درج کی گئی ہے۔ مستند علماء تک بھی یہی پڑھتے اور پڑھاتے رہے ہیں۔ حقیقت میں

ایسا نہیں ہے کیونکہ ۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو وزارت مذہبی امور نے حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی

جس میں تعداد شریف قرآن کریم صحیح بیان کی گئی ہے۔ اوقاف اور تعلیمی

اداروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ آئندہ سے صرف درست تعداد قرآن مجید مطبوعہ

مجلس تحقیقات اسلامی کے مطابق آیات کی تعداد 6236 ہے جسے ہی صحیح تصور

کیا جائے اور سرکاری اور غیر سرکاری امتحانات میں اسی تعداد کو بطور جواب درست کریں۔ میں یہ پڑھ

کر ششدر رہ گیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ 430 آیات کا فرق ہو جو معمولی نہیں

ہے۔ چنانچہ یہ صورتحال کی مناسبت سے ضروری ہے کہ میں اس کے پیچھے پڑتی اور

حکومت کے اس اعلان کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ آخر میں نے سوچا کہ کیوں نہ خود

آیات شمار کر کے دیکھوں کہ معاملہ کیا ہے۔ چنانچہ میں نے جب آیات شمار کیں تو

مجموعہ واقعی 6236 آیات ہی بنا۔ تسلیم ہے کہ وجہ حقیقی میں افسوس کی بات تو یہ ہے

کہ ملک بھر میں میری طرح تعداد غلط شمار کرنے والے ہی موجود ہیں جو کہ ہوتے ہوئے

بھی کسی نے بھی یہ زحمت گوارا نہیں کی کہ خود بھی تحقیق کرے۔ اگر ہر سورت سے پہلے لکھی

گئی بسم اللہ کو بھی ایک آیت مان کر 113 مزید آیات کو بھی شامل کیا جائے تو پھر بھی آیات

کی تعداد 6666 نہیں بنتی۔

پروفیسر محمد ... کے مطابق سعودی عرب کی وزارت حج و اوقاف کی طرف

سے شائع کردہ قرآن مجید جس کا مصحف مدینہ النبوی ہے، اس پر جو آخر میں ایک

سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے جس پر سعودی عرب کے چند علماء و مشائخ کے دستخط ہیں، یہ ایک

کمیٹی سے منظور شدہ ہے۔ اس سرٹیفکیٹ کے نیچے عربی میں اس کا ترجمہ پروفیسر صاحب نے

اس طرح ہیں:

اس مصحف شریف میں عدد آیات کا طریقہ کوفیوں والا ہے جو عبداللہ بن حبیب سلمی سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہوا ہے جیسا کہ امام شاطبی کی کتاب ناظمۃ الزھر، دیگر کتب میں ہے، اور علم الفواصل وغیرہ کی آیات کے متعلق کتابیں ہیں۔ کوفیوں کے طریقے کے مطابق آیات کی تعداد 6236 ہے۔

مصر سے مطبوعہ ایک قرآن مجید کے آخر میں دیئے گئے عربی نوٹ اور اس کا ترجمہ بھی اس حوالے سے بڑا اہم ہے۔

"والمصحف في عد آياته طريقة الكوفيين عن أبي عبد الرحمن عبد الله بن حبيب السلمي عن علي بن أبي طالب حسب ما ورد في كتاب ناظمة الزهر للإمام الشاطبي وشرحها لأبي عيد رضوان المخللاتي وكتاب أبي القاسم عمر بن محمد بن عبد الكافي وكتاب تحقيق البيان للأستاذ الشيخ محمد المتولي شيخ القراء بالديار المصرية سابقا وآي القرآن على طريقتهم ٦٢٣٦ آية"

ترجمہ: اس مصحف قرآن میں آیات کی عدد کے ضمن میں اہل کوفہ کا وہ طریقہ اپنایا گیا جو ابو عبدالرحمن عبداللہ بن حبیب السلمی سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جیسا کہ امام شاطبی کی کتاب ناظمۃ الزھر اور اس کی شرح جو ابو عید رضوان مخللاتی کی ہے، نیز ابو القاسم عمر بن محمد بن عبد الکافی کی کتاب اور استاد شیخ محمد متولی جو مصر میں سابق شیخ القراء تھے، ان کی کتاب تحقیق البیان میں مذکور ہے۔ اس طریقہ کے مطابق قرآن مجید کی آیات 6236 ہیں۔

١- [illegible]

٢- مصحف قرآن مجید [illegible] 1400ھ 1980ء

1974ء میں شائع ہونے والے ... جس میں آیات ... قرآن ... چھپے ہیں
ہے

"وأما عدد آي القرآن ... بقراءة ... ستة آلاف ومائتان وست وثلاثون ..."

ترجمہ: اور اس قرآن کی آیات کی تعداد کوفیوں کی قرأت کے مطابق جو ہمارے ہاں رائج ہے 6236 ہے۔

شروع میں تو اس طرف دھیان ہی نہیں گیا ... یاد دہانی ... بعض حضرات نے اس طرف توجہ دی ہے چنانچہ ... یہ مضمون جب ۲۱ فروری 1993ء کو روزنامہ پاکستان میں شائع ہوا تو اس کے بعد نومبر ۱۹۹۶ء کے ماہنامہ منہاج القرآن لاہور میں پروفیسر محمد ... کا ایک مضمون بعنوان "قرآنی آیات و رکوعات کی صحیح تعداد" شائع ہوا جس میں انہوں نے اپنی تحقیق کے مطابق آیات کی تعداد 6236 اور رکوعات کی تعداد 558 ثابت کی ہے۔

حضرت علامہ ... نے ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور بابت فروری 1997ء میں اپنی اور اپنے ... کی مشترکہ تحقیق کے بعد آیات کی تعداد 6236 ہی لکھی ہے۔

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی نے اپنی تفسیر تبیان القرآن کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ بعض جید محققین کی رائے ہے کہ کل آیات کی تعداد 6236 ہے۔

قرآنی آیات و رکوعات کی تعداد کے سلسلہ میں ... احتیاط ... حروف سے ان اعداد و شمار پر یقین کرنا مشکل ہو گیا ہے ... ہیں
اگرچہ قرآنی آیات و رکوعات کی تعداد کے سلسلہ میں مختلف روایات موجود ہیں

چنانچہ قرآن مجید کی آیات کی تعداد میں جو اختلاف ہے ... محمد عبد ... سے

بتاتے ہیں جو علامہ سمرقندی [illegible] ہے [illegible] کی طرح ہے

آیات [illegible]	آیات عراقی	آیات بصری	آیات کوفی	آیات شامی	[illegible]
6212	6214	6216	6236	6250	6666

اسی طرح [illegible] علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے "الاتقان فی علوم القرآن" میں نقل کیے ہیں۔

ڈاکٹر حسن الدین احمد لکھتے ہیں!

علم القرآت کے [illegible] پانچ درسگاہیں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ اور شام میں قائم تھیں۔ [illegible] درسگاہ نے آیات قرآنی کی تعداد الگ الگ بتائی [illegible] ہے

☆ مکہ معظمہ [illegible] کے بموجب قرآن مجید کی آیات کی تعداد 6212 ہے

☆ [illegible] کے بموجب آیات کی تعداد 6214 ہے۔

☆ بصرہ کے مسلمانوں [illegible] عاصم [illegible] بیان [illegible] تھے ان کے بموجب قرآن کی آیات کی تعداد 6216 ہے۔

☆ کوفہ کے مسلمان حضرت علی [illegible] کے پیرو تھے اس مکتب بیان کے بموجب قرآن مجید میں 6236 آیات ہیں۔ ہندوستان میں [illegible] کی پیروی کی جاتی ہے۔

☆ شام کے مسلمان حضرت عبداللہ بن عمر [illegible] کی پیروی کرتے تھے [illegible] تھے اس مکتب بیان کے بموجب قرآن کی آیات کی تعداد 6250 ہے۔ [2]

1. [illegible] ص ۲۳۲ [illegible]

2. [illegible] ص ۶۶ [illegible]

ہو یا ہے۔ نقطے کے تعلق و ارسے قرآن مجید میں معمولی سی تبدیلی ہو سکے یا مت
نہ ہوئی ہوتا۔ اسکی حفاظت کا ذمہ خود حق تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔ قرآن مجید کی اس
خوبی کا اعتراف اپنے تو اپنے غیروں نے بھی کیا ہے بعض مستشرقین نے بھی۔ احادیث میں متن
قرآن کے اختلاف کے بارے میں جو بعض روایات ملتی بھی ہیں تو وہ اسناد اور روایت
کے لحاظ سے غیر مستند اور ناقابل اعتبار ہیں۔

غرض پوری امت مسلمہ قرآن پاک کے ایک ایک لفظ پر متفق ہے تاہم قرآن
مجید کی آیات کی تعداد کے متعلق جو اختلاف پایا جاتا ہے تو اس اختلاف کا یہ نتیجہ نہیں ہے کہ
بعض شمار کرنے والے عبارت قرآنی میں اضافہ اور بعض اس میں کمی کا خیال کرتے ہیں بلکہ
درحقیقت وقوف ہی کے تعین میں جس کی وجہ سے شمار آیات کا یہ اختلاف پیدا ہو گیا ہے کہ
ایک وقوف کا تعلق اس آیت سے جو اس تک پہنچ کر ٹھہر جاتا ہے اور جو
وقف کا لحاظ کرتے ہیں وہ متعدد آیتوں کو ایک آیت شمار کرتے ہیں اس لیے کمی بیشی
میزان آیتوں کی ہو جاتی ہے۔

قاضی صاحب "علوم القرآن" میں زرکشی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

علاوہ ازیں علماء نے آیات کی تعداد میں بھی اختلاف کیا ہے۔ زرکشی البرہان
فی علوم القرآن ۱/۲۵۲ پر لکھتے ہیں کہ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض روایات کے مطابق
آنحضرت ﷺ آیت کے ختم پر ٹھہر جایا کرتے تھے
آیات سے آگاہ ہو گئے تو آپ آیت کو ملا کر پڑھنے لگے جس سے یہ خیال ہوا کہ شاید یہاں
آیت ختم نہیں ہوئی ہے۔

نقل معلوم ہوا سعدی سے ماخوذ ہے۔

---

۱ مدارس نظامیہ ... ص ۲۲۴ ... محمد عبدالصمد
۲ علوم القرآن ... ص ۲۲۹ ... محمد تقی

آیات کو شمار کرنا بہت مشکل اور دقیق کام ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ آیت کی [illegible]
طرف پر وقف فرماتے تھے اور بعض اوقات دو آیتوں کو ملا کر پڑھتے جس سے وہ یہ
گمان کرتا کہ یہ ایک آیت ہے۔ [1]

دائرہ معارف اسلامیہ میں تحت مادہ قرآن درج ہے:

آیات کی تعداد میں اختلاف ہے اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بعض اوقات آیات کے خاتمہ پر فصل کرتے اور بعض اوقات وصل فرماتے تھے چونکہ بعض لوگوں نے فصل کا اعتبار کیا ہے اور بعض نے وصل کا اس لیے تعداد میں کمی بیشی ناگزیر تھی۔ [2]

یہی بات پروفیسر عبد الصمد صارم ازہری نے "تاریخ القرآن" میں اور پیر سید محمد [illegible] شاہ صاحب نے "[illegible] القرآن" میں لکھی ہے۔

یہ وجہ [illegible] سے قرآن مجید میں ہے کہ ایک آیت کی تلاوت میں جملوں کی تلاوت اور تکمیل پیش نظر نہیں۔ قرآن کریم کے بہت سے مقامات ایسے ہیں کہ ایک جملہ کئی آیات سے مکمل ہوتا ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی آیت میں کئی جملے آجاتے ہیں۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ آیت کی حد بندی کا دارومدار وقف کو مدنظر رکھ کر کی گئی ہے۔

مذکورہ صورت میں مختلف علاقوں کے حوالے سے آیات کی مختلف تعداد نقل کی گئی ہے لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ 6666 کی تعداد کسی سے بھی مروی نہیں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تعداد کیونکر مشہور ہو گئی؟ میرے خیال میں اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔

[1] [illegible] القرآن [illegible]

[2] اردو دائرہ معارف اسلامیہ [illegible] مطبوعہ دانش گاہ پنجاب لاہور

والے ستاروں کے بیچ چاروں سمتوں میں سب سے بڑا ہے Round

Figure میں 6666 بنایا گیا ہے جس طرح قرآن پاک سے اس کا رشتہ

تقریباً 22 سال 5 ماہ اور 14 دن ہے لیکن اس کو آسانی سے Round

Figure میں 23 سال پورا ہوتا ہے۔

تاہم بعض حضرات نے علم کے لحاظ سے آیات کی تقسیم اس طرح کی ہے

آیات وعدہ 1000 آیات وعید 1000 آیات امر 1000 آیات نہی 1000

آیات مثال 1000 آیات قصص 1000 آیات تحریم 250 آیات تحلیل 250

آیات تسبیح 100 آیات متفرق 66۔

اس سب کا مجموعہ 6666 بنتا ہے۔ اب غور کیجئے کہ قرآن پاک سے مراد کئی آیات میں ہیں

جن میں امر وعدہ بھی ہے اور ساتھ ہی وعید بھی۔ ساری بات یہ ہے کہ کئی آیات وعدہ کی

آیات میں بھی شامل ہوں گی اور وعید کی آیات میں بھی۔ مثلاً

"لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید" یعنی اگر تم شکر

کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

پہلے حصے میں انعام کا وعدہ ہے اور دوسرے حصے میں عذاب کی وعید ہے۔ اسی طرح کئی

آیات ایسی ہیں جن میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ ظاہر ہے ایسی آیت کا شمار آیات امر میں

بھی ہوگا اور آیات نہی میں بھی۔ مثلاً

"واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا" اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے

تھامو اور تفرقے میں نہ پڑو۔

اس آیت کے پہلے حصے میں امر ہے اور دوسرے حصے میں نہی ہے۔ چنانچہ یہ آیت اور اس

طرح کی دیگر تمام آیات، آیات امر میں بھی شامل ہوں گی اور آیات نہی میں بھی۔ ساری

بات یہ ہے کہ اس طرح کی آیات جب دو دو دفعہ شمار ہوں گی تو آیات کا مجموعہ اصل آیات کی

تعداد بتائی جاتی ہے کہ اگرچہ 6666 کی تعداد آیات کی قسم کے لحاظ سے ہے لیکن سورتوں کی کل آیات کے طور پر مشہور ہو گیا۔

یہ بھی یاد رہے کہ اقسام کے لحاظ سے جو تقسیم تھی یہ حدیث پاک میں مذکور نہیں ہے بلکہ بعد کے لوگوں کی کاوش ہے مجھے لگتا ہے کہ یہ تعداد بھی تخمینی ہے قطعی نہیں کیونکہ ہے کہ ... بار بار کی آیات وعدہ، وعید، امر، نہی، امثال اور قصص میں سے ہر ایک کی تعداد ایک ایک ہزار بتائی گئی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو ایسی کوئی بات منسوب نہیں فرمائی جس سے یہ پتہ چل سکے کہ سب کی تعداد برابر ہزار ہزار ہو۔ مجھے لگتا ہے کہ یہاں بھی Round Figure کا کلیہ استعمال کیا گیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی صاحب علم وقت نکال کر مضامین کے لحاظ سے ... آیات کا شمار کرے تاکہ حقیقی تعداد سامنے آسکے۔ اسی طرح قرآن کے حروف اور کلمات کی تعداد و شمار جو مختلف کتب میں مذکور ہیں وہ بھی قطعی نہیں ہیں بلکہ تخمینی ہیں انہیں بھی کمپیوٹر کی مدد ... کے ساتھ شمار کیا جائے تو نتائج ... تاہم ان کی درستگی ہو سکتی ہے۔

جب تحقیق کے بعد مجھ پر یہ بات منکشف ہوئی کہ قرآن مجید کی آیات 6666 نہیں بلکہ 6236 ہیں تو سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ رکوعات کی مشہور مروجہ تعداد بھی غلط ہو۔ چنانچہ جب میں نے انہیں شمار کیا تو یہ معلوم ہوا کہ یہ 540 نہیں بلکہ 558 ہیں۔ یہ میرے لیے ایک انکشاف تھا حالانکہ مولوی محبوب عالم نے اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں، سیپارہ ڈائجسٹ اور ماہنامہ ... لاہور نے قرآن نمبر ... اور دیگر کتب میں رکوعوں کی تعداد 540 ہی لکھی گئی ہے۔ یہاں تک کہ فتاویٰ عالمگیری جو کہ حنفی معتبر اور مستند فتاویٰ ہے اس میں بھی یہی 540 کی تعداد درج ہے۔ چنانچہ لکھا ہے

ان المشايخ رحمهم الله جعلوا القرآن خمس مائة واربعين ركوعا

واعلموا ذلك في المصاحف حتى يحصل الختم في ليلة السابع

"والعشر" یں [illegible] بعض حضرات جو اصحاب [illegible] پانچ سورتوں پر رکوع [illegible] تقسیم کرتے اور مصحف میں علامتیں بناتے تا کہ [illegible] میں قرآن مجید کا [illegible] ثابت نہیں ہوتے۔

ڈاکٹر حسن الدین احمد لکھتے ہیں: "[illegible] میں پہلے دس آیات پڑھنے کا عمل تھا بعد میں اس طرح ہوا کہ جہاں مطلب ختم ہوتا وہاں [illegible] کر دیا جاتا۔ اس طرح پانچ سو چالیس رکوع [illegible] بعض [illegible] یہ عمل حضرت عثمان سے اور بعض نے حضرت عمر سے منسوب کیا ہے۔"[1]

میں سید قاسم محمود [illegible] رکوعوں کا تعین بنی امیہ کے عہد میں فضل [illegible] یا قتادہ [illegible] میں معنی [illegible] آیات اور مضامین [illegible] کا لحاظ رکھا گیا ہے۔"[2]

علاوہ ازیں [illegible] کی کتب موجود ہیں جن میں رکوعوں کی تعداد 540 لکھی گئی ہے۔ [illegible] سید قاسم محمود [illegible] شاہکار [illegible] میں رکوعوں کی تعداد 558 درج کی ہے [illegible] 540 کے ساتھ ساتھ 558 کا ذکر [illegible] ہو سکتا ہے شروع میں رکوعوں کی تعداد 540 ہو اور بعد میں 16 رکوعوں کی تعداد کا اضافہ [illegible] شاید پہلے [illegible] چھوٹی سورتوں کے بعد رکوع کی علامت لگائی گئی ہو [illegible] 540 سے بڑھ کر 558 ہو گئی ہو [illegible]

---

1. بحوالہ علوم القرآن، ص ۹۰، حسن الدین احمد
2. [illegible] علوم القرآن [illegible] مطبوعہ [illegible]
3. [illegible]

پاس ہے جن میں چونکہ وہ کسی بھی مثلاً قرآن سے وہ سے شائع کردہ اصولوں کے
مطابق رکوعوں کی تعداد 558 ہی ہے۔

ڈاکٹر حسن معیز احمد نے خطاب ... ہندوستان ... کتاب میں اس وقت
رکوعوں کی جو تقسیم مروج ہے اس کے بموجب رکوعوں کی تعداد 558 ہے۔[1]

اس وقت کسی بھی کمپنی کا مطبوعہ قرآن مجید ہے جس کی میں رکوع کی
تعداد 558 اور آیات کی تعداد 6236 ہی ہوتی ہے ... ملتی ہیں ...
مطبوعہ قرآن مجید جس کے مطابق سورۂ نساء اور سورۂ انعام کی آیات کی تعداد
بالترتیب 177 اور 166 لکھی ہے جبکہ کمپنیوں نے بالترتیب 176 اور 165 لکھی
ہے۔ ان کمپنیوں میں مجمع ... سعودی ... تاج کمپنی ... شامل
ہیں۔ انہوں نے سورۂ نساء اور سورۂ انعام کی آیتوں ... آیت
نمبر 173 اور آیت نمبر 73 ... دو دو
آیات قرار دیے ہیں ... جن میں سورۂ نساء اور
سورۂ انعام کی آیات کی تعداد بالترتیب 176 اور 165 ہی بتائی گئی ہے ...
جاتا ہے ... مطبوعہ ... مختلف ہیں۔
آئیے ... سعودی عرب اور مجمع ... کے مطبوعہ
قرآن پاک میں سورۂ فاتحہ سے قبل موجود بسم اللہ الرحمن الرحیم کو آیت نمبر ایک قرار دیا
گیا ہے اور اس سمیت سورۂ فاتحہ کی سات آیات بتائی گئی ہیں جبکہ باقی کمپنیوں نے بسم اللہ
کے بغیر سورۂ فاتحہ کی سات آیات تسلیم کی ہیں ... سورۂ فاتحہ کے ...
آیت نمبر 6 اور آیت نمبر 7 ... سعودی عرب اور مجمع ... کے مطبوعہ
قرآن پاک میں ... آیات ... ایک کی آیت قرار ...

[1] ... علوم القرآن ...

ہے۔ اگرچہ اس کی مختلف روایات موجود ہیں جنہیں مختلف ... سے آپ اپنے موقف کے حق میں پیش کر سکتے ہیں لیکن وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک ہی بات پر اتفاق کر کے اس فرق کو دور کیا جائے۔ دنیا بھر میں سارے قرآن کریم کی طباعت ایک ہی طریقے اور ایک ہی انداز سے کریں۔ قرآن پاک کے تمام نسخوں میں ہر لحاظ سے مطابقت ہو۔ یہ بات ہونی چاہیے ہمارے علماء کرام، محققین اور حکومت کو خصوصی توجہ دینی چاہیے تاکہ کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے اور تخریبی و انتشاری ذہن رکھنے والے لوگ اس سے جو فائدہ اٹھا سکیں یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ قرآنی آیات کی تعداد 6236 اور رکوعوں کی تعداد 558 ہی لکھی اور پڑھی جائے اور اسے ہی عام کیا جائے

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

بقیہ (غوث پاک کی گیارہویں)

خوشی میں دسویں محرم کو روزہ رکھا اور اس روزے کا حکم بھی دیا (بخاری جلد ا صفحہ ۲۶۸، مسلم جلد ا صفحہ ۳۵۹)۔ ان سب احادیث میں دن مقرر کرنے کا ثبوت موجود ہے۔ تاریخ یا دن مقرر کرنے میں حکمت یہ ہوتی ہے کہ سب کو معلوم ہو جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کا اجتماع ہو سکے۔ چنانچہ منکرین کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یہ بات تجربہ سے معلوم ہوئی ہے کہ جو کام کسی خاص وقت میں کیا جاتا ہے وہ اس وقت یاد آ جاتا ہے اور ضرور اسی وقت ہو جاتا ہے۔ نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی اس کا خیال بھی نہیں آتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر بات میں ہیں جس کی تفصیل بہت کی ہے (امداد المشتاق) حضرت غوث پاک قدس سرہ کی گیارہویں، دسواں، بیسواں، چہلم، برسی وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق ردولوی رحمت اللہ علیہ و شیرینی حضرت بو علی قلندر رحمت اللہ علیہ شب برات کا حلوہ اور ایصال ثواب کے دوسرے طریقے اسی قاعدے پر مبنی ہیں (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۲۳۳)

مولانا [illegible] القادری [illegible]

(قسط 2)

کچھ علم حدیث کے بارے میں

علم حدیث سے تحقیق بہت ضروری ہے اس لیے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی عجالہ نافعہ میں فرماتے ہیں:

چونکہ (علم حدیث) ایک [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

(حاشیہ شرح نخبۃ الفکر ص ۲۷)

مسند کی تعریف

متن حدیث [illegible] [illegible] [illegible] طریق کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

0344-7519992

متن کی تعریف

جس (مضمون) پر اسناد کلام ختم ہو جائیں اسے متن کہتے ہیں۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۳۰) یعنی جہاں سند ختم ہو جائے اسے متن کہتے ہیں۔

مثلاً حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال والذی نفسی بیدہ الخ متن ہے

حدیث کی تعریف

حدیث کے لغوی معنی جدید کے ہیں۔ شرعی تعریف سے متعلق ... ہوتا ہے اس کے علاوہ گفتگو، بیان، واقعہ اور قصہ کو بھی حدیث کہا جاتا ہے

قرآن مجید میں حدیث کا لفظ بمعنی گفتگو، بیان، بات، واقعہ اور قصہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے (النساء ۸۷، النجم ۵۹، الطور ۳۴، الکہف ۶، المرسلات ۵۰) وغیرہ میں

استعمال ہوا ہے

حدیث سے مطلق مراد نبی کریم ﷺ کے قول، فعل یا تقریر ہے۔ بعض محدثین صحابہ و تابعین کے قول، فعل اور تقریر کو بھی حدیث کہتے ہیں۔ جمہور علماء نے اسے اثر و خبر وغیرہ بھی کہتے ہیں

قولی حدیث: ایسی حدیث جس میں حضور ﷺ کا قول بیان کیا گیا ہو

فعلی حدیث: ایسی حدیث جس میں حضور ﷺ کا فعل بیان کیا گیا ہو

تقریری حدیث: ایسی حدیث جس میں حضور ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا ہو اور آپ نے اسے چھوڑ دیا ہو

اصطلاح محدثین میں حدیث سے مراد ہر وہ بات ہے جو نبی ﷺ کے قول، فعل یا تقریر سے متعلق ہو

طرق کے لحاظ سے حدیث کی دو قسمیں ہیں

(۱) متواتر (۲) آحاد (خبر واحد)

(۱) متواتر: وہ حدیث جس کے روایت کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر کثیر ہوں کہ ان سب کے جھوٹ پر اتفاق کر لینے کو عقل ناممکن سمجھے۔

(۲) آحاد (خبر واحد): وہ حدیث یا احادیث جس کے راوی اس حد تک نہ پہنچے ہوں۔

اقسام متواتر:

(۱) متواتر الاسناد (۲) تواتر طبقہ (۳) تواتر عمل (۴) تواتر مشترک (تواتر معنوی)

(۱) تواتر اسناد: یہ ہے کہ شروع سند سے آخر سند تک حدیث کو ایک جماعت روایت کرے جس کا اجتماع جھوٹ پر محال ہو۔ جیسے حدیث من کذب علی متعمداً فلیتبوء مقعدہ من النار۔ علامہ ابن الصلاح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اسے ۶۲ صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ علامہ نووی نے شرح صحیح مسلم میں فرمایا ہے کہ تقریباً دو سو صحابہ نے روایت کیا ہے۔ یونہی ختم نبوت کی احادیث ہیں۔ جو کہ ڈیڑھ سو سے زائد ہیں۔ جن میں سے کے قریب صحاح ستہ میں ہیں۔

(۲) تواتر طبقہ: جیسے تواتر قرآن ہے کیونکہ قرآن مجید شرقاً غرباً درساً تلاوۃً حفظاً قراءۃً متواتر ہے۔

(۳) تواتر عمل: یہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے سے آج تک ہر زمانے میں اتنی بڑی جماعت نے اس پر عمل کیا ہو جتنے لوگوں کا اتفاق جھوٹ یا غلط بات پر محال ہو۔ جیسے وضو کے اندر مسواک کرنا سنت ہے اور اس کی سنیت کا ثبوت قطعی ہے کیونکہ یہ تواتر عمل سے ثابت ہے۔

(۴) تواتر مشترک (تواتر معنوی): یہ ہے کہ راویوں کے الفاظ اس میں مختلف ہوں یعنی راویوں کی ایک جماعت ایک واقعہ روایت کرتی ہو اور دوسری جماعت دوسرا واقعہ

اور وہ سب راوی سب واقعات کی قدر مشترک پر مشتمل ہوں تو اس کو تواتر مشترک یا تواتر معنوی کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر، راویوں کی ایک جماعت روایت کرے کہ حاتم طائی نے سو دینار بخشے تھے اور دوسری جماعت یوں بیان کرے کہ سو اونٹ بخشے تھے اور تیسری جماعت بتائے کہ دس گھوڑے بخشے تھے تو سب روایتوں میں یہ بات مشترک ہے کہ حاتم طائی نے اپنے مال سے لوگوں کی بخشش کی جو اس کی سخاوت کی دلیل ہے۔ عقائد میں بھی مثال موجود ہے۔

خبر واحد کی پہلی تقسیم: خبر واحد اپنے منتہیٰ کے اعتبار سے تین قسم پر ہے

(۱) مرفوع (۲) موقوف (۳) مقطوع

(۱) مرفوع: یہ وہ حدیث ہے جس میں حضور ﷺ کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو

(۲) موقوف: یہ وہ حدیث ہے جس میں صحابی رضی اللہ عنہ کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو

(۳) مقطوع: یہ وہ حدیث ہے جس میں تابعی علیہ الرحمہ کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو

خبر واحد کی دوسری تقسیم: خبر واحد راویوں کی تعداد کے اعتبار سے بھی تین قسم پر ہے

(۱) مشہور (۲) عزیز (۳) غریب

(۱) مشہور: محدثین کی اصطلاح میں مشہور سے مراد وہ حدیث ہے جسے بیان کرنے والے ہر دور میں کم از کم تین ہوں اور یہ تعداد تمام طبقات میں اسی طرح قائم رہے لیکن متواتر کی حد کو نہ پہنچے۔ مثال کے طور پر حدیث ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه مشہور ہے۔ اہل علم کے ہاں مشہور ہونا اور عام لوگوں کے ہاں مشہور ہونا۔ اس قسم کی کتب درج ذیل ہیں

(۱) التذکرة فی الاحادیث المشتهرة از حافظ بدر الدین زرکشی

(۲) اللآلی المنثورة فی الاحادیث المشهورة از حافظ ابن حجر عسقلانی

(۳) المقاصد الحسنة از حافظ سخاوی

۴۔ کشف الخفاء: شیخ اسماعیل عجلونی

۵۔ ... فی الاحادیث المشہورة: قاضی محمد بن احمد ... (ج ... ص ۲۱۳)

۶۔ عزیز: وہ حدیث جس کے راوی سند کے تمام طبقات میں دو سے کم نہ ہوں یعنی کسی طبقے میں کم سے کم دو ہوں اور اگر بعض طبقوں میں زیادہ ہوں تو کوئی حرج نہیں تاہم ضروری ہے کہ یہ تعداد کسی بھی طبقے میں دو سے کم نہ ہو خواہ وہ ایک ہی طبقہ ہو مثلاً حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ اس کی سند اس طرح ہے

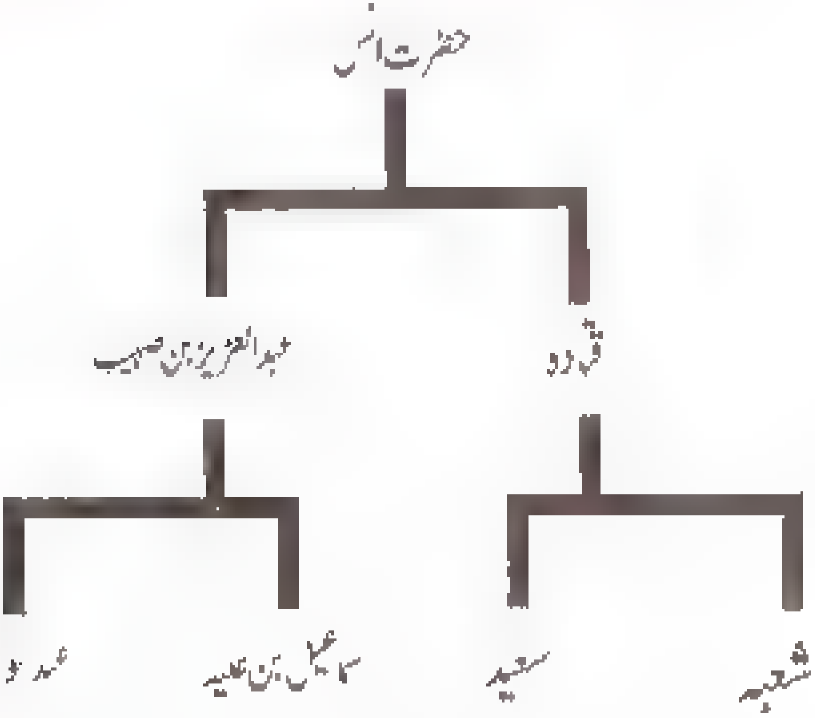

سے یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، ان سے قتادہ و عبدالعزیز روایت کرتے ہیں
پھر قتادہ سے شعبہ، سعید روایت کرتے ہیں، عبدالعزیز سے اسماعیل بن علیہ اور عبدالوارث
اور پھر ہر ایک سے ایک جماعت روایت کرتے ہیں۔

۳) غریب: وہ حدیث ہے جسے روایت کرنے والا صرف ایک شخص ہو، یعنی وہ حدیث جسے روایت کرنے میں ایک شخص اکیلا اور منفرد ہو اور یہ تفرد سند کے تمام طبقات میں یا بعض میں ہو، یا کسی ایک طبقے میں صرف ایک راوی ہو اور باقی طبقات میں اس سے زیادہ راوی بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ اعتبار کم سے کم تعداد کا ہوتا ہے۔ اکثر علماء الغریب اور الفرد کا نام بھی دیتے ہیں۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں

(ا) فرد مطلق (ب) فرد نسبی

(ا) فرد مطلق: وہ حدیث جس میں غرابت یعنی تفرد سند کی ابتداء میں ہو یعنی صحابی سے روایت کرنے والا ایک ہی شخص ہو، مثلاً حدیث "انما الاعمال بالنیات" (بخاری و مسلم) اس روایت میں صحابی راوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۲) فرد نسبی: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان کسی طبقے میں راوی اکیلا رہ جائے یعنی ابتداء میں اس کی سند میں روایت کرنے والے زیادہ ہوں (یعنی صحابی سے) لیکن بعد کے کسی طبقے میں کوئی ایک شخص اس روایت کو بیان کرنے میں اکیلا رہ جائے۔

خبر واحد کی تیسری تقسیم: خبر واحد اپنے راویوں کی صفات کے لحاظ سے تین قسم ہے

۱) صحیح لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے نقل کرنے والے کامل الضبط عادل ہوں اور اس کی سند متصل ہو، معلل و شاذ ہونے سے محفوظ ہو، ایسی حدیث کو صحیح لذاتہ کہتے ہیں

۲) حسن لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے راوی میں صرف ضبط ناقص ہو، باقی سب شرائط صحیح لذاتہ اس میں موجود ہوں۔

۳) ضعیف: وہ حدیث ہے جس کے راوی میں حدیث صحیح و حسن کی شرائط نہ پائی

جاتی ہے

کسی بھی حدیث کو ضعیف قرار دینے کے لیے مختلف اسباب ہیں یہ اسباب مجموعی طور پر دو صورتوں میں واقع ہوتے ہیں۔

(۱) راوی میں عیب   (۲) سند میں سقوط

(۴) صحیح لغیرہ: اس حدیث حسن لذاتہ کو کہا جاتا ہے جس کی سندیں متعدد ہوں۔

(۵) حسن لغیرہ: اس حدیث ضعیف کو کہا جاتا ہے جس کی سندیں متعدد ہوں

(۶) موضوع: وہ حدیث جس کے راوی پر حدیث نبوی میں جھوٹ بولنے کا طعن ہو یعنی کسی راوی میں یہ عیب ثابت ہو جائے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتا ہے اور کسی حدیث کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے تو اس کی روایت موضوع ہے

(۷) متروک: وہ حدیث جس کا راوی ایسا ہو جس پر جھوٹ بولنے کی تہمت ہو تو اس کی روایت متروک کہتے ہیں۔

(۸) شاذ: وہ حدیث جس کا راوی ثقہ ہو مگر ایسی جماعت ثقہ کی مخالفت کرتا ہو جو اس سے زیادہ ثقہ ہیں۔

(۹) محفوظ: وہ حدیث جو شاذ کے مقابل ہو۔

(۱۰) منکر: وہ حدیث ہے جس کا راوی باوجود ضعیف ہونے کے جماعت ثقات کے مخالف روایت کرے۔

(۱۱) معروف: وہ حدیث جو منکر کے مقابل ہو۔

(۱۲) معلل: وہ حدیث جس میں کوئی ایسی علت خفیہ ہو جو صحت حدیث میں نقصان دیتی ہو، جسے معلوم کرنا ہر شخص کا کام نہیں۔

(۱۳) مضطرب: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں ایسا اختلاف واقع ہو کہ اس میں ترجیح یا تطبیق نہ ہو سکے

۱۴) مقلوب: وہ حدیث جس میں بھول سے متن یا سند سے کوئی لفظ یا جملہ مقدم و موخر ہو گیا ہو یعنی لفظ مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کر دیا گیا ہو یا بھول کر ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔

۱۵) مصحف: وہ حدیث جس میں باوجود صورت خطی باقی رہنے کے نقطوں یا حرکات و سکون کے تغیر کی وجہ سے تلفظ میں غلطی واقع ہو جائے۔

۱۶) مدرج: وہ حدیث جس میں کسی جگہ راوی اپنا کلام درج کر دے۔

خبر واحد کی چوتھی تقسیم: خبر واحد سقوط و عدم سقوط راوی کے اعتبار سے سات قسم ہے

۱) متصل: وہ حدیث جس کی سند میں کوئی راوی بیچ سے چھوٹا نہ ہو۔

۲) مسند: وہ حدیث جس کا سلسلہ حضور ﷺ تک متصل ہو۔

۳) منقطع: وہ حدیث جس کی سند متصل نہ ہو یعنی بیچ سے کوئی راوی رہ گیا ہو۔

۴) معلق: وہ حدیث جس کی سند کے شروع سے ایک یا ایک سے زیادہ راوی رہ گئے ہوں۔

۵) معضل: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان میں سے دو یا دو سے زیادہ راوی پے در پے چھوٹ گئے ہوں۔

۶) مرسل: وہ حدیث جس کی سند کے آخر سے راوی چھوٹ گیا ہو۔

۷) مدلس: وہ حدیث جس کے راوی کی یہ عادت ہو کہ وہ اپنے شیخ یا شیخ الشیخ کا نام چھپاتا ہو۔

نوٹ: [illegible] کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں

[illegible] جائے

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

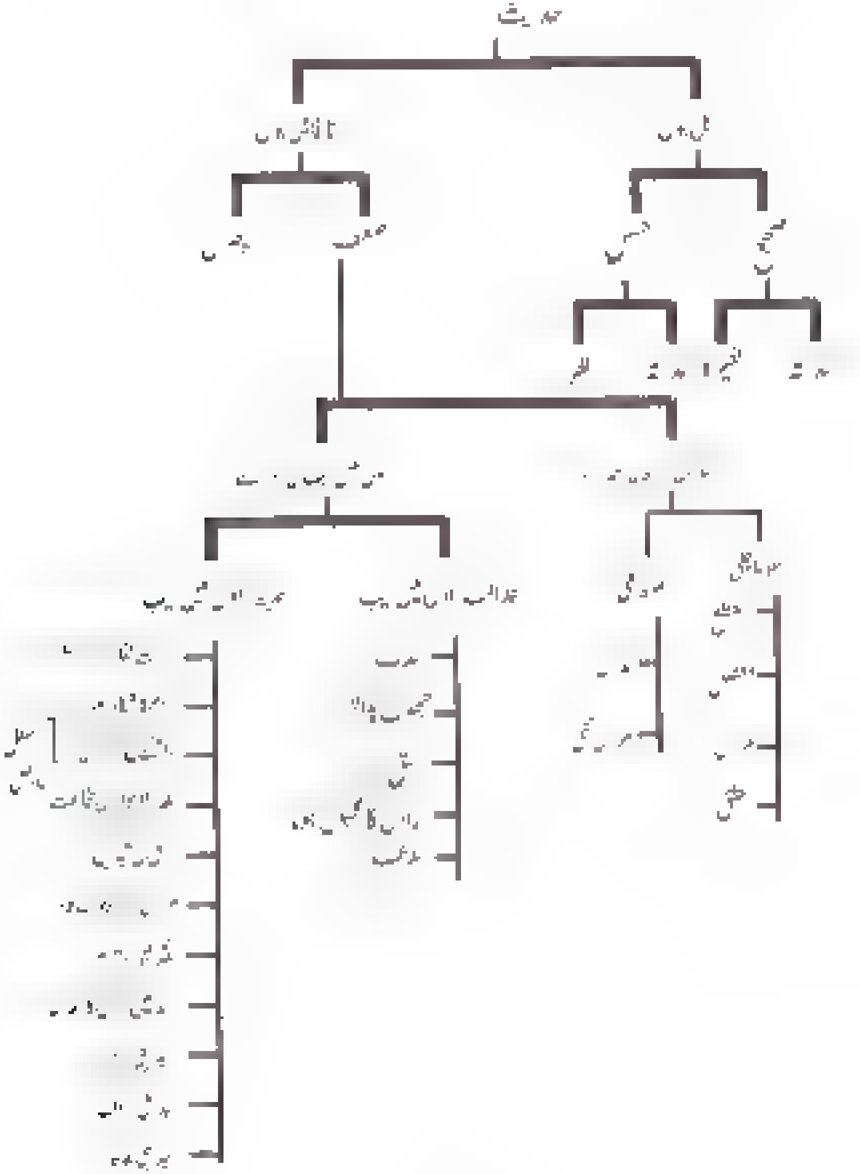

تحریر: [illegible]

(قسط 1)

قبر سے حصولِ فیض

یہ 21 جون 2003ء/20 جمادی الاول 1424ھ بروز ہفتے کے دن کی بات ہے کہ میں اور
کیمسٹ سے لاہور میں سید علی ہجویری معروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر
رات بارہ بجے حاضر ہوا۔ میں حضرت داتا صاحب کے چہرہ مبارک کے سامنے پشت قبلہ کی
جانب بیٹھا تھا۔ آنکھیں بند کی ہوئی تھیں اور مراقبہ والی کیفیت میں بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ
وقت گزاری کے سبب آتے جاتے لوگوں کی حاضری کو نظر انداز کیے دیکھنے کی کوشش کر
رہا تھا۔ رات کوئی ڈیڑھ بجے کے قریب مجھے اپنے پیچھے پینٹ شرٹ میں ملبوس ایک نوجوان
بچہ نظر آیا جو سر جھکائے، آنکھیں بند کیے اس جہان سے لاتعلق اور اس کے شور شرابے سے مکمل
طور پر بے نیاز کسی تصور میں گم بیٹھا تھا۔ میری نظر اس پر ٹک گئی کیونکہ تمام ہجوم میں کوئی بچہ
ایسا نظر نہ آیا جس سے مطابقت ہو (اکثر بچے ہوں گے ساتھ والے لوگوں سے مختصر بھی ہوں گے اور
سادہ بھی)۔ میں اٹھ کر اس کے قریب جا بیٹھا تاکہ اس سے اس کی یہاں حاضری کا راز پوچھ سکوں۔
لیکن اس کیفیت میں اس کی توجہ اپنے مقصد سے ہٹانا مناسب نہ لگا کیونکہ بچے کی یہی حالت تھی اور
میں مناسب موقع کی تلاش میں لگ گیا۔ کوئی پندرہ منٹ بعد اس نے سر اٹھایا، میں نے بغور دیکھا اور
غالباً "واپسی" کا سفر شروع کیا۔ جب وہ مکمل طور پر واپس آگیا تو میں نے ہاتھ
آگے بڑھاتے ہوئے السلام علیکم کہا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ نام اور وطن دریافت
کرنے کے بعد میں نے اس سے پوچھا "یار بیٹے یہ سر جھکائے آپ کن خیالوں میں گم
تھے؟" چھوٹی سی عمر کے بچے نے جواب دیتے ہوئے کہا: "میں ایک طالب علم ہوں جو ..."

رابطہ: 0300-6570547

کہ مراقبہ کر رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے مراقبہ کہاں سے سیکھا ہے؟ [illegible] تھوڑے فاصلے پر ایک وضو شدہ [illegible] پر وہاں بیٹھے [illegible] اور حجاب میں مستغرق ہو گئے [illegible] درمیانی [illegible] تھا [illegible] کسی ذات میں مستغرق ہیں سے پہلے میں [illegible] کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا یہ میرے بھائی عامر ہیں۔ ایک بھائی [illegible] سے بھی بڑے ہیں جو لندن میں حضرت مولانا جمال محمد صاحب کے حلقہ میں سے ہیں۔ ہم نے مراقبہ ان سے سیکھا ہے۔" میں نے کسی حیرانی کے پیش نظر ان سے پوچھا کہ آپ کے شیخ آپ لوگوں کو یہاں آنے سے منع نہیں کرتے؟" اس نے جواب دیا کہ "وہ فرماتے ہیں کہ سب ہی [illegible] ہو جاؤ تو [illegible] جب [illegible] دیا۔" میں نے ان سے مزید سوال کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ میں اٹھ کر [illegible] اور وہ [illegible] نکل گیا تھوڑی دیر بعد دیکھا تو دونوں بھائی پھر کسی [illegible] میں چلے گئے۔ میں حیران تھا کہ ان [illegible] ہو گیا [illegible] گئی ہے [illegible] ان کی چہرہ کا [illegible] تھا اور [illegible] حالت [illegible] [illegible] کا [illegible] تھا۔ جب اس نے مراقبہ ختم کیا اور [illegible] نکلنے لگا تو میں نے سلام کیا مصافحہ کیا [illegible] بڑی محبت سے بتایا کہ ان کے بڑے بھائی [illegible] صاحب سے وہ [illegible] مراقبہ کرتے ہیں۔ اس کو اس بات کا قلق تھا کہ [illegible] نہیں جاتا۔

میں نے بہاؤالدین [illegible] سے پوچھا کہ مراقبہ کیا ہوتا ہے؟ وہ تھوڑا [illegible] کے فرق اور [illegible] بتایا [illegible] الفاظ [illegible] کی قدرت نہیں [illegible] مراقبہ میں صاحب مزار کی جانب متوجہ ہو کر ان سے فیض لیتے ہیں۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ یا میں تو ہر چیز آنکھیں [illegible] جاتی ہے [illegible] عجیب شے ہے جو [illegible] مدد کے بن جاتی ہے۔ پھر خیال آیا کہ جب [illegible] اپنے محبوب ﷺ [illegible] کے لیے سورج کی روشنی کی [illegible] سے قبل [illegible] کا انتخاب [illegible] یقیناً اس جہاں میں کچھ [illegible] ہوگا جو

۱ [illegible]

آنکھیں بند کرتے بیٹھا پڑتا ہوگا

فیض کے لفظی معنی ہیں بہنا یا جیسے پانی کا چشمہ سے بہہ جانا ہو، سے جیسے شعاعوں کے نکلنے کے لیے بھی مستعمل ہوتا ہے ... فیض کا لفظ فعل متعدی اور یہاں سے فائدہ (دینے کی راہ) اور فعل سبب اور مسبب کے لیے استعمال ہوتا ہے نیکی فعل خیر کے لیے مستعمل ہوتا ہے یہاں اس کا حقیقی مفہوم مراد ہوتا ہے۔

جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر، قرآن پاک کی تلاوت، اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک ﷺ کی ذات کے ساتھ ساتھ درود کرتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور و خوض اور تدبر کرتا ہے (عموماً مراقبہ کی صورت میں) تو اللہ تعالیٰ سے نور لیتا رہتا ہے۔ قرآن پاک میں اس نور اور اس کے حصول کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" [2]

ترجمہ: اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور (سچے دل سے) اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لے آؤ (اس کے نتیجہ میں) اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دوہرے حصے عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے ایک نور بنا دے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے اور وہ تمہیں بخش دے گا اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس نور کے ورود کا تذکرہ قرآن پاک میں جا بجا ملتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

"اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا" [3]

ترجمہ: کیا وہ شخص جو (پہلے) مردہ تھا، پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لیے نور بنا دیا

1) اسلامی انسائیکلوپیڈیا جلد 19 صفحہ 1083 2) سورۃ الحدید آیت نمبر 28

3) سورۃ الانعام آیت نمبر 123

جس سے اعضاء میں وہ لوگ سے روحانی چھپتا ہے اس (فیض) جیسے ہو سکتا ہے جو ذخیروں میں تم ... سے نکلے ...؟

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠ (1)

ترجمہ: جو لوگ (قرآن پاک پر) ایمان لائے اور ان کی تائید اور مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان (قرآن پاک) کے ساتھ نازل کیا گیا ہے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

حدیث پاک میں بھی اس نور (فیض) کا تذکرہ موجود ہے: "اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ" (ترمذی)

ترجمہ: مومن کی فراست سے بچا کرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ انہیں نور عرف عام میں "فیض" کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

صرف فیض کا ورود ہی ایمان پر ثابت قدم رہنے والے پر آج بھی اللہ تعالیٰ فرشتے اتارتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۝ (2)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور انہیں کہتے ہیں) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور تمہیں (اس) جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اس میں تمہارے لیے موجود ہے جس کو تمہارا جی چاہے اور

(1) الاعراف آیت نمبر 157 (2) حم السجدہ آیت نمبر 30 تا 31

تمہارے سینے میں موجود ہے جو تم مانگو گے، یہ بات ضرور تمہاری طرف سے ہے۔

درحقیقت اس شخص کے سینے میں جو مسلمان پر طاعت کی تابع عادت ہو، آپ ﷺ کی عبادت اور مجاہدے، اللہ تعالیٰ کی توفیق اور آپ کے شوق پر استقامت کے موافق ہوتا ہے۔ اور ذکر کا نتیجہ شرح صدر ہوتا ہے۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ؕ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ O ۱

ترجمہ: بھلا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے اور وہ اپنے رب کی طرف سے عطا کردہ نور پر چل رہا ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جسے یہ نعمت نہ ملی اور اس کے نتیجے میں شرح صدر عطا نہ ہوا؟ تو بڑی تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کی یاد سے متاثر نہیں ہوتے، یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

قرآن کریم کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ ذکر اللہ سے شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ شرح صدر ذکر اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کا نتیجہ ہے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے انوار اور شرح صدر کی صورت عطا فرمائی ہے ان کی بہت سی مثالیں قرآن پاک میں ملتی ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کی اس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْھُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ O ۲

ترجمہ: (یوسف علیہ السلام نے فرمایا) میری یہ قمیص لے جاؤ اور میرے والد کے چہرے پر ڈال دو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اور اپنے سب اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ۔ اور جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا (تو ادھر کنعان میں) ان کے والد نے کہا کہ مجھے

سورۃ الزمر آیت نمبر 22 ۲۔ سورۃ یوسف آیت نمبر 94

یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں، اگر تم مجھے بیوقوف خیال نہ کرو۔

یہ شرحِ صدر ہے۔ سینکڑوں میل دور سے بیٹے کی خوشبو سونگھ لی جاتی ہے۔ قمیض سے سفید آنکھوں میں بینائی لوٹ آتی ہے۔ یعنی قمیص سے بینائی کا عمل ہوتا ہے۔ یہی حال جب انوار اور شرحِ صدر حاصل ہو جاتا ہے، یہ سب ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے آپ گمان کریں کہ یہ تعلقات تو پیغمبر علیہم السلام سے متعلق ہیں جو ان کے مقام کی وجہ سے تھے، اولیاء اللہ اس معاملہ میں کیا مقام رکھتے ہوں گے؟ قرآن پاک سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مشیر آصف بن برخیا (سلیمان علیہ السلام کے متقی) 2300 کلومیٹر دور یمن سے ملکہ بلقیس کا تخت پلک جھپکنے میں بیت المقدس میں لے آئے۔ قال یٰاَیُّھَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ فَلَمَّا رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ قَالَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ۔(1)

ترجمہ: (حضرت سلیمان علیہ السلام نے) فرمایا: اے میرے درباریو! تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لائے گا اس سے پہلے کہ وہ لوگ مطیع ہو کر میرے پاس حاضر ہوں؟ ... ایک ایسا شخص بولا جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے لا پیش کرتا ہوں۔ جونہی انہوں نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو بولا یہ میرے رب کا فضل ہے۔

آصف بن برخیا ولی اللہ تھے۔ یہ فیضان تمام ... ہے کہ ... بہت مختصر سے جاتی ... پہنچ جاتے تو ان کی ... اور بصارت کو میلوں دور تک وسعت دے دیتا ہے ... [illegible] وہ جس کی آنکھیں ... کے ساتھ لگی ہیں اوپر اور دور دیکھ ... اس کے لیے ممکن ہی نہیں ... [illegible] ...

1) سورۃ النمل آیت نمبر 38,40

علیہ السلام اور ان کے لشکر کو دیکھ رہی ہے۔ چیونٹی رک رہی ہے انہیں تک بھی دیکھ رہی ہے اور سوچ بھی رہی ہے۔ جس جانور کی آنکھ اتنی نازک ہو اس سے ہم دوسروں کے بارے میں سوچنے سے قاصر ہے، سلیمان علیہ السلام کی آمد کی خبر کئی کلومیٹر دور سے کیسے ہوئی؟ قرآن پاک اس حقیقت کا اظہار یوں کرتا ہے: قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا

ترجمہ: ایک چیونٹی نے (دوسری چیونٹیوں سے) کہا: اے چیونٹیو! اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان (علیہ السلام) اور ان کا لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ ڈالیں۔ سو اس کی بات پر سلیمان (علیہ السلام) مسکرا کر ہنس پڑے۔

یہاں غور طلب مقام یہ ہے کہ جونہی حضرت سلیمان علیہ السلام کی توجہ چیونٹی کی طرف مبذول ہوئی تو وہ چیونٹی جو چند انچ تک دیکھنے کی بصارت نہیں رکھتی، کئی کلومیٹر دور کی علیہ السلام اور ان کے لشکر کو صرف دیکھ ہی نہیں رہی، انہیں پہچان بھی رہی ہے۔ جب یہ توجہ مشکوں جانوروں پر اللہ کے مظاہر ہونے کا سبب بن رہی تو کیا انسان اس طرف توجہ سے، تو وہ کیوں اس سے محروم رہے گا؟ یہ بات واضح ہو گئی کہ فیض، انوارات اور برکات اور شرح صدر کا سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا، اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ اقبال فرماتے ہیں:

وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات
وہ قوم نہیں لائق ہنگامۂ فردا جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے
جنہیں وہ فیض میسر نہیں ان کے متعلق اقبال فرماتے ہیں

اے اہلِ نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

---

(1) النمل، آیت نمبر 18،19

چنانچہ ہم سے شیخ ... تشریف ... پوچھا جاتا اس کے جواب تک سے دور ہیں کی حد تک ... حضرت اقدس ... نہیں ملتا ہے کہ ان بشارتوں کے ذریعے میں کسی ایسے شخص ... پھونک ... کرتے وقت قیامت کی حد تک سے خوشخبریوں میں

کشف المحجوب میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ پیش آنے والے کشفات کا تذکرہ فرماتے ہیں جب ... حالت ... میں لکھتے ہیں

1 مجھے ایک مشکل درپیش تھی جس کا حل میرے لیے دشوار تھا۔ بعد میں شیخ ابوالقاسم کرمانی علیہ الرحمہ کی زیارت کے لیے طوس پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اپنے گھر کی مسجد میں تشریف فرما ہیں اور عالمِ تنہائی میں میرا حال ایک ستون سے کہہ رہے ہیں۔ مجھے بغیر سوال کیے جواب مل گیا۔ میں نے پوچھا "جناب شیخ یہ آپ کس سے کہہ رہے ہیں؟" فرمایا "بیٹا! ابھی اللہ تعالیٰ نے اس ستون کو زبان دی اور اس نے یہ سوال مجھ سے پوچھا (اور میں اس کا جواب دے رہا تھا)۔"

2۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں مہنہ میں ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حسبِ عادت تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سفید کبوتر آیا اور قبر کے غلاف کے اندر چلا گیا۔ میں سمجھا کسی کا پالتو کبوتر اڑ کر چلا آیا ہے۔ غلاف اٹھا کر دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ دوسرے اور تیسرے روز بھی یہی واقعہ پیش آیا جس سے مجھے حیرت ہوئی۔ ایک رات شیخ مجھے خواب میں نظر آئے تو میرے پوچھنے پر فرمایا "کبوتر میری صفائے معاملت ہے جو ہر روز میری ہم نشینی کے لیے میری قبر پر آتا ہے۔"

راقم حروف (الطاف محمود) قیام ... کے عرصہ میں قریبی گاؤں گڑھی اعوان میں پیر محمد اعظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک بار بہت پریشانی کا سامنا تھا جو کسی صورت حل نہیں ہو رہی تھی۔ لہٰذا خاص طور پر انہی پریشانیوں کے حل کے لیے حاضر ہوا۔ اتنا عرصہ بہت قریبی تعلق رہنے کے باوجود کبھی ذاتی اور گھریلو معاملات و پریشانیوں کا ذکر بالکل نہ ہوا تھا۔ میرے شیخ طریقت رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے

جن کی طرف ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

کشف و کرامات: آپ میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ پیش آنے والے مکاشفات کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ آپ ... مکتوبات میں لکھتے ہیں

1۔ مجھے ایک مشکل درپیش تھی جس کا حل میرے لیے دشوار تھا۔ بعد میں شیخ ابوالقاسم گرگانی علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لیے طوس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے گھر کی مسجد میں تشریف فرما ہیں اور عالم تنہائی میں میرا حال ایک ستون سے بیان کر رہے ہیں۔ مجھے بغیر سوال کیے جواب مل گیا۔ میں نے پوچھا "جناب شیخ! یہ آپ کس سے کہہ رہے ہیں؟" فرمایا "ابھی ابھی اللہ تعالیٰ نے اس ستون کو زبان دی اور اس نے یہ سوال مجھ سے پوچھا (اور میں اس کا جواب دے رہا تھا)۔"

2۔ ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ میں حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حسب عادت تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سفید کبوتر آیا اور قبر کے غلاف کے اندر چلا گیا۔ میں سمجھا کہ شاید کبوتر اڑ کر چلا آیا ہے۔ غلاف اٹھا کر دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ دوسرے اور تیسرے روز بھی یہی واقعہ پیش آیا جس سے مجھے سخت تعجب ہوا۔ ایک رات شیخ مجھے خواب میں نظر آئے تو میں نے پوچھا۔ فرمایا "یہ کبوتر میری صفائے معاملات ہے جو ہر روز میری ہم نشینی کے لیے قبر پر آتا ہے۔"

راقم الحروف (الطاف محمود) اپنی ... سال کے عرصہ میں قریبی ... [illegible] میں پیر محمد اعظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک بار کسی پریشانی کا سامنا تھا جو کسی صورت حل نہ ہو پا رہی تھی۔ بعد ازاں جب خاص طور پر اپنی پریشانیوں کے حل کے لیے حاضر ہوا ... تمام عرصہ بہت قریبی تعلق رہنے کے باوجود کبھی ... اور گھریلو معاملات اور پریشانیوں کا ذکر نہ کیا تھا مجھ سے پیر طریقت رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے

لوگ ہمارے پاس اس وقت آتے ہیں جب پانی سر سے گزر جاتا ہے۔ ہم لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ فقیر کے پاس خوش حالی کی حالت میں آئیں اور جب ان سے پوچھیں تو بتائیں کہ صرف ملنے کے لیے آئے ہیں تو وہ بھی پریشان ہے۔ حضرت اس فرمان کی روشنی میں بیعت کر کے گیا کہ وہ تو پریشانی کا ذکر کرتا ہے اور صرف دعا کے لیے کہتا ہے۔ حضرت نے مجھ سے کچھ کہے بغیر ہی ختم خواجگان منگوایا اور مجھے ایک جگہ دکھاتے ہوئے فرمایا "یہ پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ضرور حاجت پوری فرما دیتا ہے۔" یہ لوگ ہیں جنہیں شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ علامہ اقبال حضرت مجدد کے مزار پر حاضر ہوئے وہاں واردات کے مشاہدہ ان الفاظ میں کیے

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر / وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے / اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے بعد وہ مشعل جس طرح پردہ پوش ہو گئی لیکن اس کی ضرورت کے پیش نظر اس کے عام ہونے کی خواہش کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔

تھی مدت سے ہیں ہند کے میخانے بند

اب وقت ہے کہ تیرا فیض عام ہو ساقی

ابھی یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن کے پاس فیض ہوتا ہے جس کی روشنی میں وہ چلتے ہیں اور قرآن پاک کے مطابق وہ خلق سے کیسے ممتاز ہوتے ہیں۔ ان کی ایک جہت شریعت محمدی ﷺ پر عزیمت کے ساتھ عمل کرنا ہے اور دوسری جہت تقسیم اور توکل علی اللہ پر ایسی پختگی ہے کہ وہ ما سوا اللہ سے مکمل طور پر بے نیاز ہو جاتے ہیں صرف پہلی جہت رکھنے والی شخصیت کی پہچان آسان ہے جبکہ دوسری جہت والوں کا پہچاننا بہت مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم لوگ ایسے کامل ہستی کی تلاش کے مشکل کام سے بچتے ہوئے معروف ادھر ادھر پیشہ ور گدی نشینوں کی عام گردش کا شکار

دوسرا عمل یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ حرام سے پرہیز کرتے ہیں۔ جو لوگ ان اعمال سے دور رہتے ہیں ان کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ پچانوے فیصد سے زائد لوگ باپ دادا کی وجہ سے ان گناہوں سے دور رہتے ہیں یہ مستقل مزاجی کی بنیاد نہیں بنتی جس پر بحث کریں گے۔ باقی پانچ فیصد لوگ پہلے ہو چکے مریدوں سے جھولی پھیلا کر منتیں کر کے مرید ہو جاتے ہیں۔ پوری آبادی میں سے چند افراد ایسے ہوں گے جو فقط مشاہدہ الٰہی کے ذریعے حق تعالیٰ کی معرفت طے کرتے ہیں اور اس سے مرید ہوتے ہیں۔

یہ بات نہایت شرمناک اور افسوسناک ہے کہ ہم ایسے لوگوں کی بیعت میں اپنا اور بے چاری ان بے وقوفی کی آستانوں میں بیعت ہوئے بیٹھے ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ جو شخص بے بیداری کے اس مقام پر ہو فرصت نہ پائے کہ ہماری طرف متوجہ ہو؟

علامہ اقبال انہیں لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں

خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے — نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے

دراصل یہی شخص مرید ہیں جنہیں پیٹ بھر کا حد سے دور رکھتی ہیں۔ یہ جو بات مشہور ہے کہ ہاسے پیچھے ہوتے ہیں تو اس کی یہی وجہ سمجھ آتی ہے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے وہ تعلق چاہیے ہوتا ہے جو بندے اور خدا کے درمیان حجابات ختم کر دے تو ان کے لیے یہ واسطے صرف مال بکرم ہوتے ہیں بلکہ ان کی تنگی میں ہوتے ہیں۔ مگر انہیں طالب کی طلب صدق اور مضبوط قوت ارادی کا یقین ہو جائے تو بعد کمال پوری جمعیت اشغال دیتے ہیں۔ معمولی سا عیاری کے لیے تحقیق جو کے اکثر دریافت کرنے والوں اور مسجدوں کی رسیاں کھینچے مجالس سے قطع تعلق کرے اور اپنے بچوں سے جڑے ہوئے لوگ یا ان دلوں سے اپنی بیویوں کو جتنا بھی وقت دیں انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ سے حضور کی بے تیاری اور توکل سے حصہ ملنے کی توقع ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ پر توکل اور تعلق سے بیداری کیسے آ سکے جب خود پر طاری کرے دیکھیے کہ

حصول بھی اور تعلق باللہ تقاضا ... مشکل ہے کہ اس جواب چاہئے کا فیصلہ کیجیے۔

(جاری ہے)

بقیہ اسلام اور رسک مینجمنٹ

علیہ وسلم کی ہجرت ... باقاعدہ پلاننگ کرتے ہیں۔ اسی طرح ہجرت کے دوران مدینہ منورہ جاتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین دن تک غار ثور میں قیام کرنا اور مختصر شمالی راستے کی بجائے دراز راستے میں طویل جنوبی راستے کا انتخاب کرنا بھی خطرات کو کم کرنے کے لئے تھا۔ چونکہ اس طریقے سے کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کے لئے شمالی راستے کو ترجیح دی جس کی وجہ سے اُن کا وقت ضائع ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بحفاظت مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

آج پوری دنیا میں رسک مینجمنٹ دوسرے علوم کی طرح باقاعدہ ایک علم (Science) کے طور پر متعارف ہو چکا ہے جسے مختلف شعبوں مثلاً بزنس/بینکنگ میں تقسیم کرتے ہوئے ایک الگ وضاحت کی جاتی ہے۔ اس سے دراصل اس کو واضح کرتے ہوئے عام لوگوں تک اس کے بارے میں شعور و آگہی پیدا کرنے، اس کی اہمیت اجاگر کرنے اور اس سے متعلق کرنے کی غرض سے دنیا بھر میں مختلف قسم کے کورسز کروائے جا رہے ہیں اور باقاعدہ عملی ورکشاپس، پروگرامز اور سیمینارز کا انعقاد بھی ہو رہا ہے۔ بزنس، بینکنگ، میڈیکل اور علم کے دوسرے تمام شعبہ جات میں اسے بطور ایک اہم مضمون کے شامل کیا گیا ہے۔ جبکہ اسلام میں رسک مینجمنٹ سے متعلق مذکورہ بالا معلومات کی روشنی میں غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اسلام نے سب سے پہلے منظم انداز میں مغرب سے رسک مینجمنٹ کا نظریہ اور اس کی عملی اہمیت واضح کرتے ہوئے اس کا عملی اطلاق بھی کر کے دکھایا۔ اسلام نے عقائد، عبادات اور معاملات ہر ایک میں رسک کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف اوقات میں رسک کو cover کرنے کا حکم دیا ہے۔

تحریر: علامہ قاضی محمد محسن ... قادری ☆

295-C میں ترمیم کیوں؟

وطن عزیز پاکستان میں قرآن و سنت کی روشنی میں گستاخان حبیب مکرم کے لیے سزائے موت کا قانون بنا تو اہل ایمان کے سر ہائے باغ باغ ہو گئے ان کے قلوب و اذہان مسرت و خوشی سے جھوم اٹھے ان کی آنکھیں ٹھنڈک پا گئیں کہ اب کوئی دریدہ دہن کسی محبوب شفیع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات بلکہ کسی بھی نبی و رسول کی توہین و بے ادبی یا گستاخی کرنے کی جسارت و جرأت نہ کر سکے گا۔ لیکن اسی ملک خداداد پاکستان میں جہاں مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہنے والے شادماں و خوش ہوئے وہاں چند ایک کچھ لوگ تڑپ اٹھے اور تب سے اب تک اس قانون میں ترمیم بلکہ تنسیخ کے در پے ہیں اور وقفے وقفے سے مطالبے کرتے رہتے ہیں لیکن جب بھی انہوں نے سر اٹھایا سرفروشان ناموس رسالت کے مصداق غلامان مصطفیٰ نے ان کی سرکوبی کر ڈالی۔ آئیے ان لوگوں کے اعتراضات (شکوک و شبہات) کا مختصر سا ایک جائزہ لیتے ہیں۔ پہلے ایک نظر اعتراضات پر ڈالتے پھر ان کا تجزیہ بھی کریں گے ان شاء اللہ۔

پہلا اعتراض: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ نے تو دشمنوں اور راستے میں کوڑا کرکٹ پھینکنے والوں کو معاف فرما دیا کرتے تھے تو ہم سزا کیوں دیں؟

دوسرا اعتراض: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا کسی کو سزا دلوائی۔

☆ خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرخان، 0321-5618894

تیسرا اعتراض: اس قانون کی وجہ سے ہی دنیا میں دہشت گردی بڑھ گئی ہے اس کے علاوہ یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان کا تشخص خراب ہو گیا ہے۔

چوتھا اعتراض: اگر کسی سے گستاخانہ کلمات سہواً ادا ہو جائیں تو سہواً کی گئی کسی بات میں بھی گستاخی کی صورت ہو سکتا ہے اس لیے غیر ارادی طور پر یہ الفاظ ادا ہو گئے ہوں تو اس کے لیے بھی کیا یہی سزا ہے؟

پانچواں اعتراض: اگر کوئی اپنے الفاظ پر ندامت سے تائب ہو کر توبہ کی طرف مائل ہو تو کیا اسے معافی کا مستحق نہیں ہونا چاہیے۔

چھٹا اعتراض: اس قانون کی آڑ میں لوگ ذاتی دشمنی پر جھوٹا الزام عائد کر کے انہیں تختہ دار تک پہنچا دیتے ہیں۔

ساتواں اعتراض: یہ قانون اقلیتوں کے خلاف ایک منظم سازش ہے

آٹھواں اعتراض: بعض معاملات میں ملزم کی عدم موجودگی میں بھی ججز صاحبان حالات کی دباؤ کی وجہ سے صحیح طرح فیصلہ نہیں دے سکتے

جواب نمبر 1: اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت للعالمین ہیں اور آپ نے جن لوگوں نے جرائم کیے اور آپ کی توہین کی ان کو معاف کیا آپ اپنے حقوق معاف کرنے کا اختیار رکھتے ہوئے معاف فرما دیا اس لیے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر شخص اپنے حقوق معاف کرنے کا حق رکھتا ہے لیکن اگر بندہ خود معاف نہ کرے تو بندے کو بندے کا رب بھی معاف نہیں فرماتا۔ اس لیے آج کے دور میں اگر کوئی بدبخت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کا مرتکب ہو تو امت کے معاف کرنے کی کسی صورت بھی مجاز نہیں۔

جواب نمبر 2: جہاں تک دوسرے اعتراض کا تعلق ہے معافی کی مثالیں دی جاتی ہیں

کوشش یہ ہے معلوم ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے حکم سے اپنے گستاخوں کو قتل بھی کروایا ہے جیسا کی تفصیل سے چند ایک مواقع ذکر خدمت ہیں جن میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی الاعلان قتل کروایا

۱۔ کعب بن اشرف یہودی کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر کے حکم کی تعمیل فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ ابو رافع عبد اللہ بن ابی الحقیق کو عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے قتل کر کے تعمیل حکم فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ ایک گستاخ عورت کو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے قتل کر کے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم پورا کیا۔ (مصنف عبد الرزاق)

۴۔ ایک اور گستاخ عورت کو قتل کرنے کا شرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔ (مصنف عبد الرزاق)

۵۔ ایک گستاخ مرد کو بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حکم رسول پر قتل کیا۔ (دلائل النبوۃ)

۶۔ ایک گستاخ عورت کو قتل کرنے کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تو [illegible] کے قبیلہ کے ایک شخص نے اس کا کام تمام کر دیا۔ (ابوداؤد شریف)

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام معافی کا اعلان کرنے کے باوجود چار مردوں اور دو عورتوں کے قتل کا حکم دیا جن میں سے

۷۔ عبد اللہ بن خطل کو غلاف کعبہ سے نکال کر سعید بن حریث رضی اللہ عنہ نے قتل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ (نسائی شریف)

۸۔ مقیس بن صبابہ کو بازار میں نمیلہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

خوش کیا۔ (مسلم شریف)

جب کہ دوسری طرف حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور عبداللہ بن ابی سرح قتل ہونے سے پہلے ہی بارگاہِ مصطفیٰ میں حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے اور مشرف باسلام ہو کر غلامانِ مصطفیٰ میں شامل ہو گئے اور یوں رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادرِ رحمت میں ہمیشہ کے لئے پناہ لے لی۔

یہ دو بدبخت تھے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم خاص سے قتل کیا گیا۔ ان دلائل سے آج کا کوئی "روشن خیال" اور بزعم خویش "مصلح" یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ صرف وہی ہیں جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا انہیں قتل کر دیا گیا لیکن ہمیں تو حکم نہیں دیا گیا تو ہم کسی کو کیسے مار سکتے ہیں۔ جواباً گزارش ہے کہ ان دلائل سے واضح تو ہوا کہ گستاخانِ رسول کی سزا معلوم ہوئی کہ وہ جو بھی اس جرم میں گرفتار ہو گا اس کی سزا یہی ہو گی۔ بتایا گیا کوئی بھی شخص بغیر حکم کے سزا نہیں دی جا سکتی تو اب درج ذیل دلائل پر غور کرنا چاہئے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں خود ہی گستاخانِ رسول کو ٹھکانے لگایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس عمل کو درست قرار دیا اور نہ ہی قصاص یا دیت دلوائی بلکہ ان کے عمل کو پسند فرمایا۔

۱۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک منافق (بشر نامی مسلمان) کو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ تسلیم نہ کرنے پر قتل کر ڈالا آپ کے اس عمل کو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراہا بلکہ خود خدا نے بھی اپنی لاریب کتاب میں تائید کر دی۔ (سورۃ النساء ۶۵)

۲۔ ایک نابینا صحابی نے اپنے دو بچوں کی ماں (اپنی باندی) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے پر قتل کر دیا۔ (ابوداؤد شریف)

۳۔ ایک یہودیہ کو گستاخی پر ایک صحابی نے گلا گھونٹ کر مار دیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

ممکن ہے اس روشن دلائل کے بعد کوئی نادان دل میں شبہ پیدا کرے کہ چلیں صاحب صحابہ نے جو جو کیا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید تو حاصل ہو گی۔ آپ کے بعد کی کوئی دلیل دیجئے کہ کسی گستاخ کو توہین رسالت پر سزا دی گئی ہو تو لیجئے قارئین کرام دلائل حاضر ہیں ملاحظہ فرمایئے

۱۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دو عورتیں جب حضور ﷺ کے گانوں میں توہین رسول کرنے لگیں تو ایک حاکم نے ان کے دانت بھی توڑ دیئے اور اس کے ہاتھ بھی کٹوا دیئے۔ جب یہ خبر سیدنا صدیق خیر امت اور بعد الانبیاء افضل البشر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کاش تم ایسا نہ کرتے تو میں یقیناً اس کے قتل کا حکم دیتا۔ (شفاء شریف) معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک بھی شاتم رسول کی سزا قتل ہی ہے۔

۲۔ ایک شخص امامت کرتے ہوئے توہین رسالت کی نیت سے سورۃ عبس کی ابتدائی آیات پڑھتا تھا۔ جب سیدنا فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے اس کی گردن اڑا دی۔ (روح البیان)

ایسے روشن اور کثیر دلائل کے بعد بھی اگر کوئی توہین رسالت کے مرتکب کی سزا قتل ماننے کے لئے تیار نہیں تو پھر اس کے لئے کوئی جواب سوچے جس دن مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کے سوا کہیں پناہ نہ ملے گی۔ یہاں ایک اور شبہ پیدا کیا جا سکتا ہے کہ رحمۃ للعالمین ہوتے ہوئے آپ کیسے انتقام لے سکتے ہیں۔ قارئین کرام! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی حیثیت فقط ایک فرد کی نہیں بلکہ آپ کی ذات بابرکات تو اسلام، ایمان، قرآن بلکہ خود دین کی پہچان کا نام ہے۔ جب یہ بات ہے تو آپ کی بے ادبی دین کی بے ادبی بھی ہوئی

اور اسلام کی بھی، قرآن مجید کی بھی اور خود محسن کی بھی۔ لیکن صدر پاکستان کی توہین کو پاکستان کی توہین کیوں نہیں سمجھا جاتا۔ اور کمرہ عدالت میں جج سے الجھنے کو توہین عدالت نہیں تصور کیا جاتا

یہاں پر ایک اور مغالطہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب آپ کی توہین، اسلام، پیغام، قرآن اور محسن کی توہین ہے تو پھر آپ نے بعض لوگوں کو معاف کیوں کر دیا۔ جواب بڑا آسان ہے کہ آپ نے رب ذوالجلال کے دیئے ہوئے علم سے جس کے جرم کو قابل معافی سمجھا رب ذوالجلال کے دیئے ہوئے اختیار سے معاف فرما دیا۔ جس کا جتنا اور جس نوعیت کا جرم تھا آپ نے اس کے مطابق فیصلہ فرما دیا۔ ہمیں اس میں پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔

یہاں ایک اور بات کی طرف بھی اشارہ کرتا چلوں کہ بعض حضرات اس سوال کا جواب دیتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا البتہ جن لوگوں نے آپ کے مشن میں رکاوٹ ڈالی ان کو آپ نے کبھی معاف نہیں کیا حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ آپ نے اپنے مشن کے مخالفین کے ساتھ ہمیشہ میدانِ جنگ میں مقابلہ و مقاتلہ کیا جبکہ اپنے ذاتی گستاخوں کو معاف کر دیا۔ آپ کی ذات کی حیثیت [illegible] کی تھی۔

جواب نمبر 3 تیسرے اعتراض کے جواب میں گزارش ہے کہ بیرونی دنیا کے ڈر سے کیا ہم ناموسِ رسالت کے تحفظ سے ہاتھ اٹھا لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں کو کھلی چھٹی دے دیں؟ بیرونی دنیا اگر کل ہم سے خدا کو ایک ماننے پر ناراض ہو جائے تو کیا ہم خدا کو ماننا چھوڑ دیں گے؟ دوسری بات یہ ہے کہ بیرونی دنیا اپنے قوانین کیا ہم سے پوچھ کر اور ہماری پسند و ناپسند کو سامنے رکھ کر بناتی ہے؟ نہیں نا! تو ہم کس اصول سے ان کے جذبات کے پابند رہیں؟ تیسری بات یہ کہ ان کا اپنا کردار کتنا شفاف

سے عراق، فلسطین، افغانستان اور کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ امریکہ کی دہشت گردی کا سبب ہے۔ ملک کا بچاؤ امت کا تحفظ۔ جہاں تک پاکستان کے دفاع کا تعلق ہے جب ہم اس قانون کو ختم کر دیں اور گستاخوں کو کھلی چھٹی دے دی جائے اور گستاخیوں کو عام ہونے دیا جائے تو کیا پاکستان کا کھویا ہوا وقار بحال ہو جائے گا خطرے دور ہو جائیں گے۔

جواب نمبر 4 چوتھے اعتراض کے بارے میں جواب یہ ہے کہ نیت کا اعتبار ہے لیکن الفاظ کا عرف عام میں ان کے مفہوم پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے والد صاحب کو گدھا کہہ دے اور والد صاحب کے پوچھنے پر کہے کہ میری نیت آپ کی توہین کرنا نہیں بلکہ آپ کی شرافت کا اظہار ہے۔ گدھا بھی شریف جانور ہے اور آپ بھی شرافت کا پتلا ہیں تو والد اس کی نیت کو دیکھے گا یا الفاظ کو جب معاشرے میں بولے جانے والے الفاظ ہی ہماری عزت و ذلت کا فیصلہ کرتے ہیں نیت کا دخل نہیں تو پھر انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لیے کلیہ قاعدہ اس سے جدا کیوں۔ پھر قرآن مجید فرقان حمید سے بھی یہی اصول ملتا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ صحابہ کرام ﷺ سے "راعنا" کے الفاظ کبھی بھی گستاخی کی نیت سے نہ کہے تھے لیکن رب العزت نے انہیں بھی یہ کلمہ کہنے سے منع فرما دیا۔ اس کے بعد اگر کوئی اچھی نیت سے بھی کہتا تو گستاخی ہی ہوتی حالانکہ یہ کلمہ تو فی نفسہ گستاخی والا تھا بھی نہیں۔ آج اگر کوئی گستاخانہ کلمات بھی کہہ جائے اور پھر نیت درست ہونے کا ڈھونگ رچائے تو اسے کیسے معاف کیا جا سکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر نیت والے دروازے کی چھوٹی بڑی وجوہات میں ڈال دیا جائے تو یہ گستاخوں کو ایک چھپا راستہ میسر ہو گا۔ آنے والا کوئی نہ کوئی گستاخی کرے گا اور پھر ظاہری طور پر نیت کا عذر کر کے چھوٹ جائے گا۔

جواب نمبر 5 پانچویں اعتراض کے حوالے سے عرض ہے کہ توہین کا معاملہ سمجھنے سے پہلے

اصطلاحات کا عام میں مروج ہے

(۱) لزوم کفر　　(۲) التزام کفر

لزوم کفر کے معنی ہیں "کفر کا لازم ہو جانا" اور التزام کفر کے معنی ہیں "کفر کو اپنے اوپر لازم کر لینا" یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قائل کو اپنے کلمات کے مفہوم کا پتہ نہ ہو یہ لزوم کفر کی صورت ہے یعنی اس کے الفاظ تو کفریہ ہیں مگر اسے کافر نہیں کہا جائے گا۔ اسے اس کے الفاظ کی حقیقت بتا کر توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اگر وہ حقیقت کی تحقیق کرتے ہوئے توبہ کر لے تو ٹھیک ہے۔ اور اگر ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے توبہ سے انکار کر دے تو اس پر التزام کفر متحقق ہو جائے گا اور اب وہ کافر ہو جائے گا اور [illegible] کا مستحق بھی ٹھہرے گا۔ اگر کسی شخص سے شتم رسول میں [illegible] علم کی بنا پر کفریہ کلمات ادا ہو جائیں اور قوی دلائل و قرائن سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ قائل کو معانی کا علم نہ تھا تو ایسے شخص کو سمجھایا جائے گا اور توبہ و رجوع کا موقع دیا جائے گا۔ اگر رجوع کر لے تو بہتر ورنہ التزام کفر متحقق ہو جائے گا اور وہ شخص مرتد ہو کر واجب القتل ہو جائے گا۔

جہاں تک صریح اور واضح الفاظ میں توہین و گستاخی کے مرتکب کی توبہ کا تعلق ہے [illegible] جمہور فقہاء کے نزدیک توبہ نہیں اور وہ واجب القتل ہے جبکہ فقہاء کے ایک محدود طبقے کے نزدیک اگر کوئی فی الواقع اپنے گستاخی و قبیح فعل پر نادم ہو کر تائب ہو جائے تو اس سے توبہ [illegible] لیکن تائب ہونے کے باوجود اسے سزا دی جائے گی یعنی قتل ہی کیا جائے گا سوال یہ پیدا ہوگا کہ جب سزا [illegible] ہے تو توبہ کیوں کرائی جائے اس کا جواب یہ ہے کہ گستاخی کرنے والا اگر پہلے مسلمان تھا تو گستاخی کرتے ہی وہ مرتد ہو جاتا ہے سب کی [illegible] جنازہ [illegible] ہے اور جب توبہ کرے گا تو اس کی مسلمانی واپس [illegible] اور بعد از قتل اس کی نماز جنازہ

پر جس بھی جا کر ہو جاتی وہ یقین دلاتی تھی۔ پھر اگر نیچے سے توبہ کی ہوتی تو پرویز مشرف بھی
کام آ سکتی ہے۔

جواب نمبر 6 چھٹے اعتراض کی بابت التماس ہے کہ اگر کوئی کسی پر جھوٹا الزام لگاتا ہے تو عدالت کا کام ہے کہ وہ صحیح صورت حال تک پہنچے۔ تحقیق کرا کر اگر جھوٹا ہو تو الزام لگانے والے کے لئے بھی شریعت میں مفتری کی سزا موجود ہے۔ جھوٹا الزام لگانے والوں کی گستاخی کی بنیاد پر 295-C کی آڑ لیتے ہوؤں کو قانون شریعت کے مطابق سزا دی جائے تاکہ آئندہ کسی کو ایسی جرات نہ ہو۔ اس مسئلہ کا یہ حل نہیں کہ توہین رسالت کا قانون ہی بدل دیا جائے یا ختم کر دیا جائے۔ ہمارے ملک میں ہزاروں جھوٹی FIR درج کرائی جاتی ہیں اور بے گناہ لوگوں کو گنہگار ٹھہرایا جاتا ہے۔ تو کیا FIR درج کرانا ہی ختم کر دیا جائے۔

جواب نمبر 7 ساتویں اعتراض کے حوالے سے یہ خیال ہی سرے سے غلط ہے جو سامنے آیا ہے کہ یہ قانون صرف اقلیتوں کے لئے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قانون کا اطلاق ہر اس فرد پر ہوتا ہے جو گستاخی کا مرتکب ہوا اس کا تعلق چاہے اقلیت سے ہو چاہے اکثریت سے مسلمانوں سے ہو یا غیر مسلموں سے، پاکستانیوں سے ہو یا غیر پاکستانیوں سے اور وہ مرد ہو یا عورت۔

نیز یہ قانون گستاخی کو روکنے بلکہ گستاخ کو بھی عدالتی تحفظ کی ضمانت ہے۔ اس قانون سے پہلے اگر کوئی گستاخی کا ارتکاب کرتا تو بغیر تحقیق کے دوسرے لوگ بلا مہلت دیئے بغیر ہلاک کر دیتے اور اسے مارنے کے لئے تیار ہو جاتے لیکن اب ملزم جب تک عدالت کے روبرو مجرم ثابت نہ ہو جائے اسے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ وہ لوگ بھی دست اندازی سے باز رہتے ہوئے عدالتوں کا ہی رخ کرتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ یہ قانون صرف جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخصوص نہیں بلکہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام میں گستاخی و بے ادبی کرنے والوں کے لئے ہے۔

جواب نمبر 8 آٹھویں اعتراض سے متعلق گزارش ہے کہ یہ قانون اس لئے قابل تنسیخ ہے کہ تسلیم ہے کہ جج صاحبان کو کسی دباؤ کے پیش نظر درست اور مبنی بر انصاف فیصلہ نہیں کر سکتے تو پھر تو وہ سب قوانین بھی ختم کرنا پڑیں گے جن کا درست اور مبنی بر انصاف فیصلہ کرتے ہوئے کبھی رشوت کا دباؤ ہوتا ہے تو کبھی سفارش کا۔ کبھی مجرمین کا خوف آڑے آجاتا ہے تو کبھی کسی عزیز کی محبت قلم کا رخ موڑ دیتی ہے۔ اور یہ بھی بتایئے کہ کیا قوانین کا کیا یہ جائے جن کا درست فیصلہ ہونے کے امکانات پر یا تو جج کا تبادلہ کر دیا جاتا ہے یا کبھی معطل کر دیا جاتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ کوئی بھی دباؤ تلے دب کر درست فیصلہ نہ کر سکنا جج کی کمزوری یا غلطی تو ہو سکتی ہے قانون کی نہیں لہٰذا جج کی اصلاح کے بارے میں سوچا جائے نہ کہ قانون کے بارے میں۔ نیز ترمیم (...) کے مطابق پر ... ہی باب بند کروا دینا کونسی عقلمندی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر جج (نہ صرف جج بلکہ ہر مسلمان) کوئی بھی فیصلہ صادر کرنے سے پہلے اس عدالت کا تصور دل میں رکھے کہ جس میں سب کے فیصلوں کا دارومدار ہے ... تو کوئی دباؤ ان شاء اللہ بیکار ثابت ہو جائے گا۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

غوث پاک کی گیارہویں

(شریعت کی روشنی میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور سیدنا قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا وصال شریف 561ھ میں 90 سال کی عمر شریف میں ہوا تھا (اخبار الاخیار صفحہ ۲۶) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ماثبت من السنہ میں وصال شریف کی تاریخ 11 ربیع الثانی لکھی ہے۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو نبی کریم ﷺ کو ایصال ثواب کرتے تھے (قرۃ الناظر) ۔ اسی مناسبت سے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں شریف کے نام سے آپ کا عرس منانے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو بڑی گیارہویں شریف منائی جاتی ہے۔ خلاصہ کیا ہے گیارہویں شریف ایک اصطلاح ہے جس کی حقیقت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایصال ثواب ہے۔ اہل علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ حقیقت اگر دلائل سے ثابت ہو تو اصطلاح میں کوئی قباحت نہیں ہوتی۔ مطلق ایصال ثواب کا جواز جب دلائل سے ثابت ہے تو گیارہویں شریف جو ایصال ثواب کا ایک فرد ہے اس فرد کے جواز کے لئے الگ دلائل طلب کرنا جہالت ہے۔

جیسا کہ شریعت میں ہر وہ کام جائز ہوتا ہے جس سے شریعت نے منع نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کی

0303-7931327 0322-7110710

تمام اشیاء تمہارے فائدے کے لئے پیدا کی ہیں (البقرۃ ۲۹)۔ تو گویا پیدا ہی اس لئے فرمائی
سے ہر چیز حلال ہے یہ قاعدہ اور اصل استعمال ہے سوائے اس کے جس کی
جس چیز سے شریعت روک دے گی نہیں رکنا پڑے گا۔ چنانچہ ارشاد ہے وقد
فصل لکم ما حرم علیکم یعنی جو چیزیں تم پر حرام ہیں ان کی تفصیل ہم نے بیان
کر دی ہے (انعام: ۱۱۹)۔

تو گویا جس چیز سے منع کر دیا جائے وہ ممنوع ہو جائیں گی اور باقی چیزیں اپنی
اصلیت پر قائم رہتے ہوئے جائز رہیں گی۔ جب تک ان کے بارے شرعی حکم
ممانعت کا نہ ملے ان سے منع نہیں کیا جا سکتا۔

محبوب ﷺ کی احادیث سے بھی یہی قاعدہ ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً
الحلال ما احل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه وما
سكت عنه فهو مما عفا عنه یعنی حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور
حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے خاموشی اختیار کی وہ معاف
ہے (رواہ ابن ماجہ و ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۷) یہ دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔ عن ابن
عباس قال كان اهل الجاهلية ياكلون اشياء ويتركون اشياء تقذرا فبعث الله
نبيه وانزل كتابه واحل حلاله وحرم حرامه فما احل فهو حلال وما حرم
فهو حرام وما سكت عنه فهو عفو وتلا قل لا اجد فيما اوحي الي محرما
على طاعم يطعمه الا ان يكون ميتة الاية یعنی جاہلیت کے زمانے میں لوگ کچھ
چیزیں کھا لیتے تھے اور کچھ چیزیں ان سے کراہت کی وجہ سے نہیں کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے
اپنے نبی کو بھیجا اور اپنی کتاب کو نازل فرمایا اور حلال کو حلال قرار دیا اور حرام کو حرام قرار دیا
اب جس چیز کو اللہ نے حلال کہا وہ حلال ہے اور جس چیز کو حرام کہا وہ حرام ہے مگر جس چیز
کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے وہ معاف ہے۔ پھر آپ نے قرآن کی یہ آیت

تلاوت کی، فرمایا لکھ دو، جو حلال بتایا اس کے حرام ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے اور
نازل ہوئی ہو بلکہ اس میں کچھ پتا ہو تو تم جاؤ کہ جو بغیر اذن کے مر جائے (پوری
مشکوۃ صفحہ ۳۷۲)۔

ایک اور حدیث میں ہے: ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا وحرم
حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدودا فلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر
نسیان فلا تبحثوا عنھا یعنی اللہ نے کچھ چیزیں فرض کی ہیں انہیں ضائع مت کرو اور
کچھ چیزیں حرام کی ہیں ان سے دور رہو اور حدود قائم کی ہیں ان سے تجاوز مت کرو اور کچھ
چیزوں کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو بھولا نہیں تم ان
کے بارے میں بحث میں مت پڑو (دار قطنی، مشکوۃ صفحہ ۳۲)۔

ایک اور حدیث میں ہے: ان اعظم المسلمین جرما من سأل عن شیء
لم یحرم فحرم من اجل مسألتہ یعنی مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس
نے کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال پوچھا جسے اللہ نے حرام نہیں کیا تھا مگر اس شخص کے سوال
کرنے کی وجہ سے وہ چیز حرام کر دی گئی (بخاری صفحہ ۱۰۸۲)۔

ان دلائل سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے سکوت فرمایا
ہو وہ مباح اور معاف ہے۔

تو گویا یہ مسئلہ طے ہو گیا کہ ہر چیز اپنی اصلیت کے لحاظ سے مباح ہے اور حرمت
کے لئے دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب اس اصول و قاعدہ کلیہ کے عملی طور پر استعمال
کی طرف آئیے۔ گیارہویں شریف، اذان سے پہلے یا بعد میں صلوۃ وسلام پڑھنا، کھڑے
ہو کر درود شریف پڑھنا، سوم یا قل خوانی، چالیسواں، بزرگوں کے عرس، میلاد شریف کی محفل
اور جلوس وغیرہ۔ یہ سب چیزیں بنیادی طور پر مباح ہیں البتہ بعض اہل علم نے الاصول سے
قبل کے بعض چیزیں وجہ استحباب کی تحقیق کی ہیں (ما راٰہ المومنون حسنا فھو عند

اللہ حسن ۔ یعنی جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کو بھی اچھا لگتا ہے۔ (رواہ احمد موقوفا صفحہ ۲۲۳)۔ لہذا اس چیز سے منع نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر کوئی منع کرے تو اسے ممانعت کی دلیل پیش کرنا ہوگی۔ تماشا تو یہ ہے کہ منکرین حضرات گیارہویں وغیرہ کو حرام قرار دیتے ہیں حالانکہ حرام کی تعریف تو یہ ہے کہ ما حرم اللہ فی کتابہ یعنی جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہو (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۷)۔ لہذا ان حضرات پر لازم ہے کہ اس چیز کی حرمت ثابت کرنے کے لیے قرآن وسنت سے نص پیش کریں۔ ورنہ خود شارع بننے سے اجتناب کریں۔

آج ہر مکتبہ فکر کے لوگ طرح طرح کے جلسے کرتے رہتے ہیں۔ حکومتوں کے خلاف جلوس نکالتے رہتے ہیں۔ اپنے اپنے مدارس میں سالانہ تقسیم اسناد کے جلسے کرتے رہتے ہیں۔ کبھی مشکوٰۃ شریف کا افتتاحی جلسہ ہوتا ہے اور کبھی بخاری شریف کا ختم کی جلسہ رکھ دیتے ہیں۔ کبھی اپنے مرکزی مدارس کے صد سالہ جشن مناتے ہیں اور کبھی سیرت کے جلسے منعقد کرتے ہیں۔ کوئی ابوبکر کو نبی کریم ﷺ کا امام اعظم لکھتا ہے اور کبھی کوئی آپ ﷺ کو امام اہل حدیث کہہ دیتا ہے۔ کبھی "امام اہل حدیث کا عرس" کے اشتہارات دیواروں پر چسپاں نظر آتے ہیں اور کبھی جماعت کے پوسٹر اور اسٹیکر دکھائی دیتے ہیں۔ کبھی حق چار یار کا نعرہ بلند ہوتا ہے اور کبھی تاج و ختم نبوت زندہ باد کی گونج سنائی دیتی ہے۔

کیا کوئی صاحب عقل ان سب باتوں کو قرآن وسنت کی تصریحات سے ثابت کر سکتا ہے؟ جیسا کہ ہم سے مطالبہ کرنے والے ہمارے دوست ہیں جو دن رات ہمیں میلاد شریف اور گیارہویں شریف سے منع کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ ہم سے قرآن وسنت سے دلائل کا مطالبہ کیا جاتا ہے مگر جو ان دوستوں کے پاس ہے وہ وہابیہ تمام کام کرنے کے جواز کے لیے نہ قرآن موجود ہے اور نہ حدیث۔

غور فرمایئے آخر یہ چکر کیا ہے؟ یہ خود غور کریں تو جو اور اگر تمام دلیلیں تو درست ہے۔ جو باتیں ہم سے پالیس ہیں اگر یہ جھوٹ ہے تو جھوٹے پر لعنت ہے اور اگر یہ حق ہے اور یقیناً حق ہے تو پھر یہ دوہرا معیار کیوں ہے؟

گیارہویں شریف میں کیا ہوتا ہے؟

گیارہویں شریف کی محفل میں تلاوت قرآن پاک، نعت شریف، درود شریف، ذکر، کھانے پینے کی تمام چیزوں کا ایصال ثواب ہوتا ہے۔ آپ دوبارہ دیکھ لیجئے مذکورہ چیزوں میں سے ہر ایک چیز پر قرآن و حدیث گواہ ہے ان میں سے کوئی ایک چیز بھی ناجائز نہیں بلکہ ہر چیز محمود اور پسندیدہ ہے۔

قرآن کی تلاوت کے اچھی چیز ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے خود اپنی نعت سنا کرتے تھے (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۰)

درود شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنی میرے محبوب پر درود و سلام پڑھا کرو۔

نبی کریم ﷺ ہر سال دو قربانیاں کیا کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہر سال دو قربانیاں کیں۔ حضرت حنش رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ دو قربانیاں کرتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے حضور ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ دو قربانیاں دیا کرو ایک اپنی طرف سے اور دوسری حضور ﷺ کی طرف سے (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۸)۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھ کر اپنی مرحومہ ماں کے نام کا کنواں کھدوایا اور اس کنویں کا نام "سعد کی ماں کا کنواں" رکھا۔

یہی وہ سارے کام ہیں جو گیارہویں شریف میں ہوا کرتے ہیں۔ یعنی تلاوت،

نعت و درود شریف اور کھانے پینے کی حلال چیز دینا کا ایصال ثواب ہے۔ محمد ﷺ ہم سے ...
کام کا ثبوت فراہم کر دیا ہے

گیارہویں شریف کی نسبت

ہمارے کچھ دوست کہتے ہیں ہر چیز تو ملک اللہ ہے۔ پھر گیارہویں شریف یا گیارہویں شریف کے چاول یا بکرے وغیرہ کو غوث اعظم کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ یعنی اللہ نے تم پر مردار خون سور کا گوشت اور وہ چیز منع کر دی ہے جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

چونکہ گیارہویں اور بکرے وغیرہ بھی غیر اللہ کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں لہذا قرآن کی اس آیت کی روشنی میں یہ بھی خنزیر کی طرح حرام ہے۔ اب ایسے بکرے کو بے شک بسم اللہ پڑھ کر ذبح کریں وہ پھر بھی حرام ہے جس طرح کتے کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیں تب بھی وہ حرام ہی رہتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور غوث اعظم کی طرف گیارہویں یا بکرے کی نسبت مجازی ہوتی ہے ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ چاول یا بکرے کا ثواب حضور غوث اعظم کو بخشا جاتا ہے۔ جسے ایصال ثواب کرنا ہو اس کی طرف بکرے وغیرہ کی نسبت کر دیا جاتا ہے جس طرح حضرت سعد نے کنواں کھدوا کر اپنی ماں کی طرف منسوب کر دیا تھا۔

مجازی نسبت کی بے شمار مثالیں قرآن و سنت میں موجود ہیں مثلاً شفاء دینے اور مردے زندہ کرنے کی نسبت حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف (آل عمران ۴۹)
بیٹا عطا کرنے کی نسبت حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف (مریم ۱۹)۔
بارش برسانے کی نسبت بادل کی طرف (النحل ۴۸)۔

حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان المساجد للہ (مسجدیں اللہ کی ہیں) مگر نبی کریم ﷺ کی مسجد کو مسجد نبوی کہا جاتا ہے۔ اگر وہابی اصول کے مطابق دیکھا جائے تو یہ نبی کی مسجد نہیں بلکہ اللہ کی مسجد ہونا چاہیے اور شہر کا نام مدینۃ النبی نہیں بلکہ مدینۃ اللہ ہونا چاہیے۔

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین (یعنی میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہیں)۔ اس آیت شریف میں نماز، قربانی، زندگی اور موت کی مجازی نسبت بندے کی طرف ہے اور عبادات ہونے کے لحاظ سے اس کی نسبت اللہ کریم کی طرف ہے۔ اس آیت میں مجاز اور حقیقت کا بہترین امتزاج موجود ہے۔ اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا گیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رمضان اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے۔ شعبان کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف مجازی ہے۔ ورنہ ہر مہینہ اللہ ہی کا مہینہ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ (یعنی اے لوگو! میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کے دکھاؤں؟) (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۵، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۰۹)۔ اس حدیث شریف میں نماز کو نبی کریم ﷺ کی نماز کہا گیا ہے۔ یہ مجازی نسبت ہے۔

نبی کریم ﷺ ہر سال دو قربانیاں دیتے تھے اور ذبح کرتے وقت فرماتے تھے، محمد اور اس کی امت کی طرف سے، بسم اللہ اللہ اکبر۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ بسم اللہ اللہ اکبر یا اللہ یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جو قربانی نہیں دے سکتے (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۸)۔

اس حدیث پر غور فرمائیے ذبح کرتے وقت اللہ کے نام کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے اپنا اور اپنی امت کا نام بھی لیا ہے لیکن کیا کوئی شخص یہ بدگمانی کرنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا ہے لہٰذا یہ جانور حرام ہے؟ یہاں

ہم اہلِ سنت کے بارے میں بدگمانی سے کام لینے والوں اور انہیں بدعتی مشرک ثابت کرنے والوں کو کہتے ہیں کہ جس طرح آپ حدیث شریف کو سمجھنے کے لیے تحقیق سے غلو، معاملہ فہمی اور تدبر سے کام لیتے ہو اسی طرح محبوب رب ﷺ کی امت کے بارے میں بھی تدبر سے کام لیجیے اور محض غیر اللہ کا لفظ آتے ہی شرک شرک کا واویلا کرنے کا جو رجحان ملتا ہے وہ بند فرمائیے۔ جب ہم پوری صورتِ حال کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ حضرات نہ صرف ہم سے بدگمان ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ بدعتی کہتے ہیں یہی ہیں۔

اسی طرح ہم روز مرہ کی بول چال میں کثرت سے "کا" کا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً فلاں کا گھر، فلاں کی بھینس، قربانی کے بکرے کو بھی فلاں آدمی کا بکرا کہا جاتا ہے۔ [illegible] خدا کا بکرا کوئی نہیں کہتا۔ اسی طرح فلاں کا بیٹا، فلاں کی بیوی۔ اب اگر ہر چیز ہر لحاظ سے خدا کی ہے تو پھر بیوی بھی خدا کی ہونی چاہیے۔ اور ہمارے تمام بھائیوں دوستوں پر اس کی ذمہ داری عائد ہونی چاہیے۔

وما اھل بہ لغیر اللہ کا صحیح مفہوم

اس آیت کا تعلق ذبح کرنے سے ہے۔ مراد یہ ہے کہ ذبح کے وقت جس جانور پر غیر اللہ کا نام لیا جائے مثلاً فلاں بزرگ یا بت کے نام سے ذبح کرتا ہوں تو ایسا جانور حرام ہے۔

اس کے برعکس اگر جانور پر ایصالِ ثواب کی نیت سے کسی بزرگ کا نام ہو جائے یا قربانی کے جانور پر قربانی دینے والے کا نام ہو جائے اور بعد میں ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا جائے تو یہ جانور بالکل حلال ہے۔ اسے کتے سے تشبیہ دینا بہت بڑی گستاخی اور تکلیف ہے۔ کتا پیدائشی حرام ہے۔ جب کہ بکرا پیدائشی حلال ہے۔ کتے اور بکرے کا [illegible] پر بسم اللہ پڑھنے سے دونوں حلال نہیں ہو سکتے جب کہ بکرے پر بسم اللہ پڑھنے سے [illegible]

حلال ہو جاتا ہے

کی بات ہے پوری امت کا اجماع اور اتفاق ہے کہ اس آیت کا تعلق ذبح کرنے سے ہے۔ تفسیر قرطبی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۲، تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۱۱۲، تفسیر مدارک علی حاشیہ خازن جلد ۱ صفحہ ۱۱۲، تفسیر بغوی جلد ۱ صفحہ ۲۰، تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ اور تفسیر جلالین صفحہ ۲۳ الغرض تمام مفسرین سے نقل ہے کہ اس آیت کا تعلق ذبح کے وقت سے ہے۔ مثلاً تفسیر بیضاوی جو ایک درسی کتاب ہے اس کے الفاظ یہ ہیں ای رفع به الصوت عند ذبحه للصنم یعنی ذبح کے وقت بت کا نام لینے سے جانور حرام ہو جاتا ہے حتیٰ کہ امام ابوبکر جصاص رازی (متوفی ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں کہ "لا خلاف بین المسلمین ان المراد به الذبیحة اذا اهل بها لغیر الله عند الذبح" یعنی مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ اس آیت میں وہ ذبیحہ مراد ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ (احکام القرآن للجصاص جلد ۱ صفحہ ۱۲۵)۔

اس موضوع پر حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اهل به لغیر الله" حضرت پیر صاحب علیہ الرحمۃ نے اس کتاب میں کئی مختلف وجوہ سے واضح فرمایا ہے اور تمام شکوک و شبہات کا ازالہ کر کے رد کیا ہے۔ اور ضمناً بہت سے دوسرے مسائل پر بھی خوب بحث فرمائی ہے۔ یہ کتاب عام دستیاب ہے۔

دن مقرر کرنا

کسی بھی مباح یا مستحب کام کے لیے دن مقرر کر لیا جاتا ہے وہ تو اسے شریعت نے منع نہیں کیا بلکہ نبی کریم ﷺ پیر کو نفلی روزہ رکھتے تھے (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۳۶۸)۔ گویا روزے کا یہ دن مقرر تھا۔ آپ ﷺ ہر ہفتے کو مسجد قبا میں تشریف لے جاتے تھے (مسلم، بخاری)۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی نجات کی (بقیہ صفحہ نمبر 17)

حسن و باسط مجید ☆

تہذیب جدید کے علمبرداروں کی سنالے
حق و باطل کے امتزاج کی گھناؤنی سازش

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں — نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

جدید تہذیب نے جہاں ہمارے بہت سارے معاشرتی اقدار کو بگاڑ کے رکھ دیا ہے وہاں اس کی خوبصورت معاشرہ سے ہمارے پختہ، مستحکم اور مسلم افکار بھی متاثر ہوئے ہیں۔ اس سے اگر تہذیب نے چند مغلوب طبقے کے ناسمجھ ذہن کو بھی نہیں چھوڑا ہے جنہیں ہمارا روشن خیال (Liberal, Newtal) طبقہ کہا جاتا ہے یہ وہی طبقہ ہے جس کی ترجیح اول، پالیسی ہوتی ہے دین و مذہب سے گریز رکھتے ہیں اور نیم مردہ سے دوسرے (Seculars) کا ہے جس کا مذہب سے دین کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں۔ وہ تو اس سے بہت آگے کی بات کرتا ہے جب کہ یہ وہ طبقہ ہے کہ ان کے برعکس طریقہ یہ ہے کہ دین کے خلاف عریانی، فحاشی اور بے شرمی کو یہ لوگ روشن خیالی کا نام دیتے ہیں اور اپنے آپ کو مہذب ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔

مہذب طبقے کے وہ اصول یہ ہیں

"کسی کو کچھ نہ کہو"

"سب ٹھیک ہیں کوئی غلط نہیں"

"جو جس طرف لگا ہے ٹھیک لگا ہے"

"آپ حق بیان کریں وہ باطل ہو تو ختم ہو جائے گا"

☆ 0333-4792593

کی وہ تمیز نہیں ہو پاتی [illegible] وغیرہ

اس نظریے کو رد کرنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین رہے کہ [illegible] کو استعمال میں لایا جاتا رہا ہے۔ چاہے وہ تاریخ ہو یا [illegible] اور ناقص عقل کو جسے قبول کرنا پڑتا ہے ظلم کی انتہا ہو گئی جب حق کو ان کے حقوق سے [illegible] گمراہی کا ثبوت دیتے ہوئے باطل کی حکومت [illegible] اور ہمیں وقت سے قانون کے ڈنڈے کا ناجائز استعمال کرنے کے وجوہ [illegible] صداقت [illegible] ناپاک کوشش کی اگرچہ وہ اپنی اس جسارت میں اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکے۔

نظریہ جدیدہ کو برحق ثابت کرنے کے لیے کئی ایک مجہول تاریخی واقعات سے بحثیں پکڑی جاتی ہیں۔ کچھ حالیہ تقاضوں کو بھی بنیاد بنا کر پیش کیا جاتا ہے لیکن بعض [illegible] دیکھنے [illegible] سے [illegible] ہوئے معرکے بھی قائم کر کے ان سے مثالیں اخذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ (یہ موضوع طویل تر تفصیل کا متقاضی ہے۔ ان شاء اللہ [illegible] کسی موقع پر بیان کیا جائے گا)

[illegible] میں ہر جگہ کتب [illegible] سے تعلق رکھنے والے [illegible] نظر آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ قوم جو انہی پر عمل پیرا ہو کر [illegible] تو ہر کوئی اپنے آپ کو [illegible] کرنے والوں سے بچ سکتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہر لحاظ سے اپنے مقصد میں پورے طریقے سے کامیاب ہے۔

لیکن کوئی سلیم الفطرت کامل العقل شخص ان نئے منافقانہ اصولوں کی کسی صورت جسارت نہیں کر سکتا کیونکہ حق اور باطل دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ یہ حق ہے اور یہ باطل اور ان میں کسی طور بھی میل نہیں ہے۔ یہی بنیاد ہے "دو قومی نظریے" کی اور یہی اسلام کا قانون ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا روز سے یہ فیصلہ رہا ہے کہ وہ حق و باطل کے درمیان ہمیشہ [illegible]

غلبہ عطا فرمائے گا اور اس نے آپ کی نسل سے حق میں کئی طاقت رکھ دی ہے۔ اب حق کی طاقت سے ہی باطل کو شکست دلوائے گا۔ وہ حق کو غالب کرے گا لیکن باطل کو ختم بھی وہ فرمائے گا۔ جہاں حق کا بول بالا فرمائے گا، وہاں باطل کا منہ کالا بھی فرمائے گا۔ حق میں باطل کی آمیزش سے قطعی گوارا نہیں۔ حق کے ساتھ اس کی تائید ہے، باطل پر اس کی پھٹکار ہے۔ اس نے اپنی کتاب فرقان میں کھلے لفظوں میں یہ اٹل فیصلہ سنا دیا ہے۔

وہ فرماتا ہے

وقل جاء الحقُّ وزهق الباطلُ ان الباطل كان زهوقاً (پارہ 15 سورۃ الاسراء 81)

’’حق آیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا‘‘ (ترجمہ از کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن)

اور فرماتا ہے

ويُريدُ الله ان يُحقَّ الحقَّ بكلماته ويقطع دابر الكافرين ليحقَّ الحقَّ ويُبطل الباطل (پارہ 9 سورۃ الانفال 7-8)

’’اور اللہ یہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات سے حق کو ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دے‘‘

اس سبب سے نبی ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی ایک محبوب صفت قرآن میں یہ بیان ہوئی ہے

محمد رسول اللہ والذين معه اشداءُ على الكفار رحماءُ بينهم (پارہ 26 سورۃ الفتح 29)

’’محمد (ﷺ) کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل‘‘ (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن)

بلکہ مثال کے طور پر قرآن کریم میں ہی ایک پسندیدہ قوم کا تذکرہ فرمایا، ان کا وصف عالی یوں بیان فرماتا ہے

اذلةٍ على المؤمنين اعزةٍ على الكافرين (پارہ 6 سورۃ مائدۃ 54)

مسلمانوں پر حرام اور کافروں پر جنت۔ (مفہوم ترجمۃ القرآن)

آخر میں فیصلہ تمام کر دیا فرمایا

لکم دینکم ولی دین۔ (پارہ 30 سورۃ الکافرون 6)

(اے قوم کفار) تمھارے لیے تمھارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔"

اب فیصلہ کیجیے قرآن سے تو جب حقائق حق کیا، تو حق اور باطل الگ ہے، تو وہ تعلیم کیسے درست ہو سکتی ہے، جو سراسر قرآن کے خلاف ہو؟ پتہ چلا کہ حق کو حق کہہ کر اور باطل کو باطل کہہ کر ہی جان چھوٹے گی، اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

پھر ان کی تہذیب کا ناس ہو ان سے تو ہمیں یہ پٹی پڑھا دی

کافر کو کافر مت کہو (ہو سکتا ہے وہ بعد میں مسلمان ہو جائے)۔

یعنی پھر تو مسلمان کو مسلمان بھی مت کہو (ہو سکتا ہے وہ زندگی کے کسی حصے میں وہ مرتد۔ کافر ہو جائے) اور اسی طرح دیگر مذاہب والوں کو بھی۔

لیکن قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جس جس جگہ کافر کو مخاطب کیا، کافر ہی کہا اور مسلمان کو مخاطب کیا تو مسلمان ہی کہا اور یہ بھی ان کا اصول ہے کہ کافر کو کافر نہیں کہیں گے تو پھر کیا کہیں گے؟ شاید جواب یہ ہو کہ "انسان کہیں گے"۔

جی ہاں یقیناً یہی جواب ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ آج کل انسانیت کا نام لے کر مذہب کی پہچان ختم کی جا رہی ہے۔ اسی لیے تو یہ نعرہ لگایا جاتا ہے

"انسانیت پہلے مذہب بعد میں"

مگر بحمد اللہ و بفضلہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کے لیے سب سے پہلے مذہب ہے کیونکہ مذہب ہی تو ہم کو انسانیت سے صحیح طرح روشناس کرتا ہے

اور دلیل کے طور پر ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو آپ کی جان میں چھپے ہوئے ہیں، ذرا غور فرمائیں کہ کافر کو "غیر مسلم" کافر کس کو کہا جاتا ہے؟ کسی کو تو جس کو کافر کہتے ہیں

کا کہنا ہے بھی جو کام نہیں نیکی اور دوستی کی … یہ بھی کی …
صادق ہے

اور حقیقت یہ ہے کہ تہذیب جدید کی خوبصورتی کی کھوکھلی ہے اس سے فنکار ہو
حاوی ہے کہ اس فکر کا وارث ہے اسے پہچانا … اپنے … مقصدوں کے برعکس
متعصب، محدود، … اور قدامت پرست ہونے کا طعنہ بھی دیتے ہیں ہم …
تہذیب کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ جب کوئی غلط ہے … تہذیب …
ٹھیک ہیں تو پھر … والے کیسے غلط ہو گئے؟ اور اگر کوئی غلط ہے بھی تو اس آپ
حق بیان … باطل خود ہی ختم ہو جاتا ہے … یہ ہے اس سوچ کی اصلیت

الحمد للہ ہمارا اتفاق ہے کہ دین اسلام کے ابدی اصول جو ہمیں بتاتے ہیں
وہی ہمارے اور … اور قیامت تک … کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہیں
ان کو اپنانے میں ہی ہم سب کی بھلائی ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کے …
ہم … کس نظریے اختراع کیے جا رہے ہیں جن کے باعث مسلم تصلب فی الدین
جیسی قیمتی نعمت سے محروم ہوتی جا رہی ہے … یہ ایک … سوال بن چکا ہے آخر اسلام اور
مسلمانوں کے خلاف یہ فتنہ … پر … ان کے پیچھے کس کا ہاتھ ہو سکتا ہے؟

تو یہ امر … بات … وثوق سے … ہے … کہ … ہر قسم کی سازشیں تیار
کرنے والے … ہیں … اور … قادیانی اور دوسرے بدعقیدہ فرقے
ہیں، جو کفر کی جنگ … پیش پیش رہے ہیں۔ یہ لوگ صیہونی اور دیگر طاغوتی طاقتوں
کے دست شفقت کے نیچے پلتے بڑھتے ہیں، … سازشیں تخلیق کرتے ہیں اور … کی
کے آشیرباد سے اسلام کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ … کی سب سے بڑی چال یہ ہے کہ یہ
… مسلمان بنتے ہیں … جب … کہ … کام کر رہے ہوتے ہیں
اب کچھ تھوڑا سا مغربی تعلیم کے تناظر پر بھی بات کرتے ہیں … تعلیم بھی کیا گل کھلا

رائی ہے۔ سر سید احمد خان (علی گڑھی) جنہیں برِّصغیر پاک و ہند میں علم و شعور و انقلاب کا حامی مانا جاتا ہے۔ دیکھئے وہ قوم کو مرزا غیرت اجاگر اس وقت پورے عالمِ اسلام اور تمام سچے مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا چیلنج ہیں یعنی بانی مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کے متعلق کیا سبق دے رہے ہیں۔ لکھتے ہیں

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیچھے لوگ کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر ان کے نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے، بہتر، ہم کو اس سے کیا فائدہ؟ ہم کو دین سے کام کا ہے۔ اور دنیا کے ان کا الہام ان کو مبارک رہے۔ اگر نہیں ہوتا اور صرف ان کے توہمات اور عقل و دماغ کا نتیجہ ہے تو ہم کو اس سے نقصان نہیں ہے۔ وہ جو جی چاہیں سو کہیں، آپ بھی ہیں۔"

(خطوط سر سید مرتبہ سید راس مسعود صفحہ 256)

مرزائی "کیسی تنگ نظری سے اہل حدیث و ختم نبوت بتا رہے ہیں"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا صاحب دین کے ساتھ جو چاہیں کریں ان کو کھلی چھٹی ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی جو چاہے تشریح کرتا پھرے باطل صرف اپنے مرزائی طریقے سے تشریح کرے، مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ کریں، اللہ و رسول کی گستاخی کریں، قرآن و حدیث کی توہین کریں، شعائرِ اسلام کا مذاق اڑائیں، دینِ اسلام کی دھجیاں بکھیریں اور دنیا کا کوئی ملحد بالکل اسلام کے ساتھ کچھ بھی سلوک کرے، ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ ہم ان کے خلاف آواز اٹھائیں۔ وہ جتنے مذاہب بنا کر جاری رکھے، ہم ان کی راہ کے کانٹے نہیں بنیں گے۔

بتائیے کس قدر ہولناک ہے اور یہی کچھ منافع انگریز نے جب اہل حق باطل سے مل کر ڈھیلی راہ اختیار کریں گے۔

خبردار مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈریں ... (دینی غیرت و ایمان) کی ... ری

ضروری ہے ساتھ ہی نہی عن المنکر (برائی سے منع کرنا) کا حکم بھی دیا گیا ہے ارشاد ہے

1- وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (پارہ 4 سورۃ النساء 104)

"اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے روکیں" (کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن)

2 كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (پارہ 4 سورۃ النساء 110)

"تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو" (کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن)

اگر صرف محبت کی بات کی جائے تو ان میں سے کسی ایک حکم پر بھی عمل نہیں ہوتا۔ یعنی نہ کسی کو یہ بتایا کہ وہ جو بات ہے غلط ہے، نہ یہ کہ کیا صحیح ہے، اس کو یونہی اس کی جگہ رہنے دیں خاموشی سے اور انہوں کو بھی پتا نہ تھا کہ جہنم کے گڑھے میں دھکیل دیا"

نیز فرمایا گیا ہے

المتکلم بالباطل شیطان ناطق والساکت عن الحق شیطان اخرس۔

"باطل بات کہنے والا بولنے والا شیطان ہے اور حق بات کہنے سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔"

جو شخص اس کم ظرفی کے دور میں حق و باطل کو پہچاننا چاہتا ہو اور اس میں فرق کرنا چاہتا ہو تو ہم سے ہے کہ اسلام سچا دین ہے اور اہل سنت سچا مسلک ہے۔ اب بھی اگر کسی کا دل مطمئن نہیں ہوتا تو وہ ان باتوں کو غور سے پڑھے جیسے اللہ نے نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے، صداقت کی جو بھی سچے دین و مسلک کی طرف رہنمائی فرمائے گا۔ دعا ہے

اَللّٰهُمَّ أَرِنِي الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنِي اتِّبَاعَهُ، اَللّٰهُمَّ أَرِنِي الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنِي اجْتِنَابَهُ

"اے اللہ! مجھے حق کو اس کی اصل صورت میں دکھا اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما اور اے اللہ! مجھے باطل کو باطل کی اصل صورت میں دکھا اور اس سے دور رہنے کی توفیق عطا فرما۔"

بعض دینی طبقوں سے معذرت کے ساتھ!

اختلاف ہر معاملے میں حسن ہے، سب کچھ جو بھی ذہن کسی معاملے میں [illegible] مسلک کی بات نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جو کام اس نہج پر کیا جاتا ہے، وہ بہتر طریقے پر سرانجام پذیر ہوتا ہے اور اس کے نتائج بھی دیرپا ہوتے ہیں، لیکن جو کام اس ڈگر سے ہٹ کر کیا جائے وہ تو وہ پورا نہیں ہوتا اور اگر پورا ہوتا بھی ہے، تو اُس کا وجود وقتی ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں کی مذہبی طبقوں سے یہ حالات دیکھنے میں آتے ہیں کہ جس طرح آزاد خیال طبقے کے لوگوں نے اپنا سارا کا سارا زور اس بات پر لگایا ہوا ہے کہ ہر دنیاوی معاملے میں دین سے کنارہ کشی نکالا اور جہاں دین کی بات آجائے، وہاں سے کسی طرح بھی بچا جائے [illegible] اعتراض سے بچاؤ کا [illegible] کرنا، عین چند دینی امور وضع کرتے ہوئے باقی تمام قسم کی دینی ذمہ داریوں کو پس پشت ڈال کر اختلافات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اپنا کل وقت، سرمایہ اور طاقت سب کچھ اسی اختلاف کو ہوا دینے میں صرف کیے جا رہے ہیں۔ اُن کی نظر میں اختلاف (در حقیقت "مخالفت" اور "کسی بات پر متفق نہ ہونا" جسے وہ اختلاف کا نام دے کر اپنے خیال میں مذہبی دعووں کو پورا کر رہے ہوتے ہیں) سے اہم اس دنیا میں کوئی کام نہیں۔ اسی باعث تو ہمارے ہاں عوام عمر بھر اپنے ہی عقائد سے ناواقف رہتے ہیں، حتیٰ کہ خود بعض علماء بھی اپنے عقائد کی حقیقت معلوم نہیں کر پاتے اور اگر کرتے بھی ہیں تو طویل عرصے کے مسلسل تجربات کے بعد انھیں یہ علم حاصل ہوتا ہے۔ تب تک بہت

سوں کی فکر ختم ہو جاتی ہے لہذا ہر مسلمان مقتدر صدر کی ... پائیں منصب
کی قدر پہچاں ... بات اس نشیں ... چاہیے کہ کسی کی بات کسی سے ... یہ ...
آخرت میں نجات کا وسیلہ بن سکتی ہے اور ... کے منہ سے نکلا ہو ... نی ... تیرے ... الفاظ ... ہو
مناسب رویہ ... مع متعلم کو ہدایت ... کے ... سے پہلے ... غلطا ... ہے
ہمیں حق و باطل کے متعلق دینی اسلام والا ... موقف ... کر ... سنجیدگی ... رخصت
عمل کے ساتھ اس ... ذمہ داری کو بھی ... صورت ہے اور اس کے ... ان
ہوئی ... موت کے اصولوں کو ملحوظ نظر رکھنا چاہیے۔ وباللہ التوفیق

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

بقیہ تذکرہ مولانا پیر محمد شریف نقشبندی علیہ الرحمہ

بڑی شکل سے آپ نے پڑھائی عید کے دن ہی گاؤں کی تمام مساجد سے ... پائی
اسی روپے ... باوجود کوئی افاقہ نہ ہوا بعد آپکو راولپنڈی سے ...
... طبیعت ... ہو ... حالت ... بگڑتی گئی ... 74 سال کی عمر میں 10 ...
1998ء بمطابق 10 ذیقعد 1418ھ کو واصل بحق ہو گئے۔ آپ کے جنازہ ...
... وعوام الناس کا ... کثیر ... دوستوں ... شریف ... پڑھا ...
بار شاہ ... سے جنازہ پڑھایا اور آپکو مسجد ... کے ... دفن کیا گیا۔
آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے آپکے مشن کو آگے بڑھا رہے
ہیں۔ بڑے صاحبزادے محمد شفیق الرحمن صاحب انگلینڈ میں اور مولانا محمد ... صاحب
گاؤں میں دینی مشن کی اشاعت کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال
گاؤں میں مارچ کے آخر یا اپریل کے شروع میں منایا جاتا ہے۔
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

[illegible] شاہد اعوان ☆

رحمۃ اللہ علیہ

تذکرہ مولانا حاجی محمد شرف نقشبندی مجددی

اللہ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ زندگی بھر اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں جب کہ دنیا سے چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کا ذکر لوگوں کی زبان پر جاری فرما دیتا ہے۔ ایسے ہی مطیع و فرمانبردار بندوں میں ایک ہستی بستی صوفی با صفا حضرت مولانا حاجی محمد شرف نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کی ہے۔

مولانا حاجی محمد شرف صاحب **1924ء** میں قصبہ لطیفال تحصیل و ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی میاں محمد تھا جو کہ نیک دیندار آدمی تھے۔ مولانا صاحب ابھی دو سال کے ہی تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ والد کے وصال کے بعد آپ کی والدہ محترمہ آپ اور آپ کے بڑے بھائی میاں احمد دین کو ساتھ لے کر اپنے والدین کے ہاں منتقل ہو گئیں۔ یہاں آپ نانا صوفی خدا بخش کے ہاں پرورش پاتے رہے۔ پرائمری تک تعلیم گاؤں کے پرائمری سکول میں حاصل کی۔ قرآن پاک اپنے نانا محترم سے ہی پڑھا۔ دینی تعلیم گاؤں کے مختلف علماء کی صحبتوں میں رہ کر حاصل کی اور اس کے ساتھ دینی کتب کا مطالعہ جاری رکھا۔ بہت ہی وسیع مطالعہ تھا۔ ضرورت کے متعلق مسائل کے بارے میں بخوبی آگاہ تھے۔

آپ نے شروع ہی سے گاؤں کے بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھانا معمول بنا لیا تھا۔ بعد ازاں اسے باقاعدہ ایک مدرسہ "تدریس القرآن" کا نام دے دیا۔ آپ نے تا دم آخر اس سلسلہ کو قائم رکھا۔ آخری عمر میں کچھ بچوں کو قرآن پاک حفظ کرانا شروع کر دیا تھا۔ مدرسہ "تدریس القرآن" کا قیام اپنی قیام گاہ پر ہی کر دیا تھا جو [illegible] تھی

☆ 0300-9129852

کر کے دوسری جگہ پر باقاعدہ مدرسہ کی صورت دی جائے۔ 6 مارچ 1987ء کو آپ نے گاؤں کی شمالی جانب 5 کنال کا قطعہ اس مقصد کے لیے خریدا۔ ابھی اس کی تعمیر کے لیے وسائل میسر آئے تھے کہ مسجد غوثیہ کے ساتھ ملحقہ حویلی خرید لی۔ آپ کی زندگی میں تو اس کی تعمیر کا کام شروع نہ ہو سکا لیکن آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے صاحبزادگان نے اس کی تعمیر مکمل کی۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے یہ عالی شان مسجد اور مدرسہ خوبصورت صورت مکمل ہو چکی ہے۔ اب مدرسہ کا نام "مدرسہ تعلیم القرآن" سے تبدیل کر کے "اشرف المدارس" رکھ دیا گیا ہے جو کہ مولانا محمد اشرف علیہ الرحمہ کے نام سے موسوم ہے۔

محافل کا قیام:

آپ مختلف مواقع پر دینی محافل کا انعقاد کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس حوالے سے مولانا عبدالغفور صاحب کو ایک خط میں لکھتے ہیں

"1945ء سے جلسہ منعقد کرنے کا بوجھ کندھوں پر اٹھا ہوا ہے محض اور محض اللہ تعالیٰ جل مجدہ اور حبیب رب العلیٰ ﷺ کو راضی رکھنے اور مخلوق خدا کو بھٹکے ہوئے راستوں سے صراط مستقیم پر چلانے کے لیے محافل قائم کی جاتی ہیں۔ ماہ محرم الحرام میں شہید کربلا، ماہ ربیع الاول میں عید میلاد النبی ﷺ، ماہ ربیع الثانی میں عرس محبوب سبحانی غوث الاعظم جیلانی خصوصاً ہر ماہ گیارہویں شریف، ماہ رجب المرجب میں معراج مصطفےٰ ﷺ، ماہ شعبان میں شب برات، ماہ رمضان المبارک میں شب قدر کے نام سے محافل قائم کی جاتی ہیں"

جلسہ جلوس عید میلاد النبی

حضرت مولانا محمد اشرف علیہ الرحمہ نبی کریم ﷺ سے خصوصی عشق تھا اور یہی ان کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ حیات تھا۔ اس محبت و عقیدت کا یہ تقاضا تھا کہ آقا کریم ﷺ کا یوم ولادت تزک و احتشام سے منایا جائے۔ چنانچہ آپ علیہ الرحمہ عید میلاد

النبی ﷺ کو خصوصی اہتمام کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے مناتے تھے۔ حضرت صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے پورے علاقے میں سب سے پہلے آپ نے عید میلاد النبی ﷺ کا جلسہ شروع کیا۔ بعد ازاں آپ کی پیروی میں علاقہ بھر میں جلسے منعقد ہونے لگے۔ شروع میں صرف جلسہ ہوتا تھا لیکن حضرت صاحب نے زمانے کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے عید میلاد النبی ﷺ کے جلوسوں کا بھی آغاز اپنی زندگی میں ہی فرما دیا تھا۔

1980ء میں پہلی دفعہ ایک عظیم الشان جلوس کا اہتمام فرمایا۔ آپ ناسازی طبع کے باوجود بھی خود جلوس کی قیادت فرماتے اگر طبیعت زیادہ خراب ہوتی تو موٹر سائیکل پر بیٹھ کر قیادت فرماتے۔ یہ حضرت صاحب کا فیض ہے کہ اب گردونواح کے دیہات میں بھی جلوس نکل رہے ہیں۔

بد مذہبوں کا رد

آپ عقائد کے معاملے میں بہت سخت تھے۔ اس حوالے سے کسی سے رو رعایت نہیں فرماتے تھے۔ اپنی تقریروں میں ہمیشہ بد مذہبوں کے عقائد کا رد فرمایا کرتے تھے اور اپنا عقیدہ قرآن و حدیث کی روشنی میں بڑی عمدگی سے بیان فرمایا کرتے تھے۔ جہاں بھی کوئی خرابی دیکھتے ڈٹ کر اس کی مخالفت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک اللہ کے فضل و کرم سے پورے علاقے میں صرف ہمارا گاؤں گنڈس بد مذہب کے زہر سے محفوظ ہے۔ جبکہ گردونواح کے تمام دیہات اس کا شکار ہو چکے ہیں۔

بیعت و خلافت

مولانا محمد اشرف نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ نے لکھو شریف میں حضرت پیر سید فتح حیدر شاہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ کو خلافت سے نوازا گیا۔ آپ ہر سال گاؤں میں اپنے پیر و مرشد حضرت پیر سید فتح حیدر شاہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کا عرس بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منایا کرتے تھے جس میں ملک کی

پنجاب و دیگر صوبوں کے علاوہ دیگر شہروں سے طلباء کی ایک کثیر تعداد شریک ہوتی تھی۔

زہد و تقویٰ

آپ شریعت مطہرہ کے مکمل طور پر پابند تھے فرائض و واجبات کی ادائیگی تو کجا نوافل کی ادائیگی بھی پورے اہتمام سے کرتے تھے۔ ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ سات سال کی عمر سے لے کر وصال تک آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہوتی تھی۔ رمضان المبارک میں ہمیشہ اعتکاف کا اہتمام فرماتے اور تقریباً 50 سال تک اس سعادت سے بہرہ مند ہوتے رہے۔

سیاسی خدمات

آپ نے اہل سنت کی مایہ ناز سیاسی جماعت جمعیت علمائے پاکستان میں بھی خدمات سرانجام دیں۔ فیلڈ مارشل ایوب خان کے دور میں 1964ء میں آپ بی ڈی ممبر بھی منتخب ہوئے۔ زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیں۔ ... کا نام چونکہ ... کی ... سے کا ... بھی ... کا ... بیان ہو سکی۔

روحانی مقام

... کا شہرہ تھا آپ ... طرح ... اجوار سے آپ کے پاس حاضر ہوتے اور شفایاب ہوتے۔ ... بھی آپ کے اس کمال کے معترف تھے

بیماری اور وصال

1998ء میں رمضان کے آخری دنوں میں آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی اور شدید

(تذکرہ 65)

بقلم: فیصل احمد ☆

(قسط ۲)

مجلہ الحدیث کی کشف ظلمات زبیر علی زئی

ترک رفع یدین کے مسئلہ میں راقم نے غیر مقلد عالم حافظ زبیر علی زئی صاحب کی کتاب نور العینین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اعتراضات کا جواب اپنی کتاب "رفع یدین کے موضوع پر غیر مقلد زبیر علی زئی کی کتاب کا تحقیقی تجزیہ" لکھی۔ مگر حافظ زبیر علی زئی صاحب نے اپنے ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر ۹۶ اور شمارہ نمبر ۹۷ میں میری کتاب کے جواب میں دو مختصر مضامین لکھے۔ راقم نے ان دونوں مضامین کا جواب اپنی دوسری کتاب "مسئلہ ترک رفع یدین پر غیر مقلد زبیر علی زئی کے مختصر مضامین کا جواب" میں دیا۔ مگر پھر دوبارہ حافظ زبیر علی زئی صاحب نے اس کتاب کا جواب "الاستطراق" کے نام سے قبیل التعلیق ٹریکٹ پر شائع کرایا۔ اس کتاب میں حافظ زبیر علی زئی صاحب نے جس قسم کی تاریخ بیان کی ہے اس سے ان کی ذہنی حالت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جواب میں راقم سخت الفاظ کہنے کا حق رکھتا ہے مگر اپنے اساتذہ کی تربیت کی وجہ سے میں ادب کا دامن تھامے رکھوں گا۔ حافظ زبیر علی زئی صاحب نے اپنی کتاب میں عوام الناس کو جو مغالطے دینے کی کوشش کی ان کی نقاب کشائی حاضر ہے

1 تدلیس کے مسئلہ پر حافظ صاحب نے الاستطراق صفحہ 7 پر ایک مرتبہ اصول حدیث اور مدلس کی عن والی روایت کا حکم دیا ہے۔ اور اس کے تحت لکھا ہے:

اصول حدیث کا مشہور و معروف مسئلہ ہے کہ مدلس راوی (یعنی جس کا مدلس

☆ 0321-5501977

ہوتا ثابت ہو جائے تو اس کی وہ روایت ناقابلِ حجت یعنی ضعیف ہوتی ہے

اور پھر اپنی کتاب کا حجم اور عوام الناس پر رعب ڈالنے کے لئے ۲۴۳ صفحات میں حوالے بھر

دیئے ہیں۔

جواب (۱) پہلی عرض تو یہ ہے کہ ان حوالوں کا انکار کس نے کیا ہے؟ وہ اصول ثابت کرنے کے لئے آپ نے ۲۴۳ صفحے سیاہ کئے ہیں ان حوالہ جات کا انکار ویسے ہی آپ نے خود تخصیصات اور استثناءات کے نام پر اڑا دیا ہے (طبقات صفحہ ۲۰۱، ۲۰۰) ۔ یعنی ۲۴۳ حوالہ جات کو پیش کرنے کے بعد پیر علی رئی صاحب لکھتے ہیں

"جس طرح بعض اصول وقواعد میں تخصیصات ثابت ہو جانے کے بعد عام کا حکم عموم پر جاری رہتا ہے اور خاص اس عموم سے باہر نکل جاتا ہے۔ اسی طرح اس اصول کی بھی کچھ تخصیصات ثابت ہیں"

پھر موصوف نے آگے صفحہ ۲۰۰ اور صفحہ ۲۰۱ پر چند تخصیصات لکھی ہیں، ملاحظہ فرمائیں

(I) صحیحین میں تمام مدلسین کی تمام روایات سماع یا معتبر متابعات اور شواہد پر محمول ہیں۔

(II) مدلس کی اگر معتبر متابعت یا قوی شاہد ثابت ہو جائے تو تدلیس کا اعتراض ختم ہو جاتا ہے۔

(III) بعض مدلسین کی روایت بعض شاگردوں کی روایت میں سماع پر محمول ہوتی ہے۔ مثلاً شعبہ کی قتادہ، اعمش اور ابو اسحاق سے روایت، شافعی کی سفیان بن عیینہ سے روایت اور یحییٰ بن سعید القطان کی سفیان ثوری سے روایت سماع پر محمول ہوتی ہے

(IV) بعض مدلسین بعض شیوخ سے تدلیس نہیں کرتے تھے۔ مثلاً ابن جریج عطاء بن ابی رباح سے اور ہشیم حصین سے تدلیس نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا ان کی معنعن روایات بھی سماع پر محمول ہیں۔

(V) اسی طرح اگر کوئی اور بات دلیل سے ثابت ہو جائے تو وہ بھی قابلِ قبول ہے۔

قائلین کا ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ زبیر علی زئی صاحب سے جو اصول ثابت کرنا ہے اس اصول کو کتب سے جو 5 تخصیصات کرنے کے باپ کی ہوں کی تو ہے۔ تبھی تو بات کی پیش رہے کہ ... کی روایت مصنف ... کیونکہ ... بردار تخصیصات بھی مدنظر رکھی ہوئی ہیں۔ لہذا غیر مقلد زبیر علی زئی صاحب امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول کہ جب امام سے کیا ... کی طرف سے کوئی حدیث قبول نہیں ... سند کی ... حدیث کی معرفت رکھے (کتاب الرسالہ فقرہ 1035) جو پیش کرتے ہیں۔ اس قول کی تخصیصات ثابت کر رہی ہیں۔ امام شافعی کے اصول کی تخصیص کر دی۔

راقم کا بھی یہی کہنا تھا کہ حافظ زبیر علی زئی صاحب جو امام شافعی علیہ الرحمہ کے قول سے مطلقاً استدلال کرتے ہیں وہ باطل غلط اور مردود ہے بلکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے اس اصول سے محدثین کرام متفق نہیں بلکہ خود امام شافعی نے اپنے اصول کو اپنی کتاب الرسالہ میں بھی ... کر دیا ... امام شافعی علیہ الرحمہ کے اس قول کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے مگر فی الوقت امام شافعی علیہ الرحمہ کے قول کو زبیر علی زئی صاحب جو مطلقاً نہیں مانتے بلکہ جزوی طور پر اس کا اقرار کرتے ہیں۔

مزید یہ کہ حافظ صاحب نے تخصیصات میں ... کے تحت جو لکھا ہے اسی طرح کوئی اور روایت ... سے ثابت ہو جائے تو وہ بھی قابل قبول ہے ... یہ ہم ... ہے کیونکہ یہ ... بڑی بات ہے۔ جس کا ... معلوم ... ہے ... کی ... سے ... ہونا ثابت ہو تو اس روایت کو بھی قبول کیا جا سکتا ہے۔

مزید یہ کہ جس طرح تحقیق میں ... زبیر علی زئی صاحب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے اصول میں تخصیصات ثابت کر سکیں اسی طرح ہمیں بھی حق حاصل ہے کہ ہم بھی حسب ضرورت احادیث اور اقوال محدثین ... امام شافعی کے اصول میں یہ تخصیص ثابت کر سکیں جو کہ ... ہیں۔

(i) حافظ ابن حجر وغیرہ محدثین کرام کی مدلسین کی طبقاتی تقسیم

(ii) مدلس کرم سے اقرب سے قبل المدلسین کی تدلیس قبول کرنا

(iii) تدلیس کی مختلف صورتوں کے مختلف احکام

(iv) ثقاہت سے تدلیس

(v) طویل رفاقت ہونا

(vi) مخصوص استاذ سے تدلیس

(vii) حافظ شاگردوں کا مدلس سے روایت۔

(viii) جہالت صحابی

(ix) محدثین کرام کا مخصوص قبول کرنا۔

(x) تعلیق بالجزم

دریں اثنا یہ بھی عرض کر دوں کہ ان تخصیصات کے علاوہ بھی محقق ڈاکٹر م خلف نے اپنی کتاب روایات مدلسین فی ... صفحہ ۲۶۳ صفحہ ۳ تقریباً ۲۳ سے زیادہ اسباب موجود لکھے ہیں جس کی وجہ سے مدلس کی روایت قبول ہے۔

میں سے جو مندرجہ بالا ۱۰ تخصیصات ثابت کیے ہیں ان میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع یدین والی حدیث میں سفیان ثوری کو تخصیص نمبر (i)، (ii)، (viii)، (ix) اور (x) حاصل ہے جبکہ یہ تخصیص بھی ثابت ہے کہ سے روایت صحیح اور قوی ہے

مزید یہ تحقیق کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سفیان ثوری کو غیر مقلد ... کی پیش کردہ ان تخصیصات سے تخصیص حاصل ہے۔ ... انوار الطریق صفحہ ۲ پر تخصیص نمبر ۵ کے تحت لکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی روایت وہاں سے ثابت ہو جائے تو وہ بھی قابل قبول ہے۔

[illegible] بات [illegible] سے [illegible] شیخ [illegible] الحمیدی [illegible] سے [illegible] [illegible] میں

اما من عرف بالتدلیس فمعرفته بذلک کافیة فی التوقف فی
حدیثه حتی یتبین الامر ([illegible] ص [illegible] ۲۲)

[illegible] مگر جو مدلس سے [illegible] معروف ہو تو [illegible] معلوم ہو جاتا اس سے [illegible]
[illegible] حدیث میں توقف کیا جائے [illegible] واضح ہو جائے۔

[illegible] شخص [illegible] محدث [illegible] رشید الحمیدی سے [illegible]
[illegible] شخص [illegible] ہیں۔

[illegible] بات تو [illegible] متقدمین اور محدثین [illegible] حدیث [illegible]
حدیث پر [illegible] کسی ایک محدث سے بھی اس حدیث پر سفیان ثوری کی
تدلیس [illegible] عبد اللہ عبد [illegible] علی
[illegible] علم [illegible] شخص [illegible] محدث [illegible] کوثری کے [illegible]
[illegible] تدلیس [illegible] حیثیت [illegible] محدثین [illegible] سے
[illegible] ہے۔

دوم [illegible] تک کسی محدث سے یہ صراحت بھی نہیں [illegible] یہ حدیث [illegible]
[illegible] کی [illegible] متعدد [illegible] سے متعلق محدثین [illegible] سے
[illegible] ہیں [illegible] محدث [illegible] حدیث [illegible] تدلیس کا
شبہ [illegible] حضرت عبد اللہ بن مسعود [illegible] حدیث کے متعلق محدثین [illegible]
خاموشی کیسی؟

سوم یہ ہے کہ [illegible] کی [illegible] یہ حدیث [illegible] سے
سفیان ثوری سے [illegible] محدثین [illegible] ہیں۔

(۱) [illegible] علامہ [illegible] ص ۳۲

(ii) [illegible] ۳۲۸

(iii) [illegible] باب غسل ۳۲۸

(iv) [illegible] حدیث ۲۵۸

(v) [illegible] ۱۰۳۱۵

(vi) [illegible] ۳۲۸/۱

(vii) [illegible] ۳۲۸/۳

[illegible] روایت عاصم بن کلیب [illegible] "ثم لا یعود" کی صراحت [illegible] حدیث [illegible]

[illegible]

[illegible] حدیث [illegible] عاصم بن کلیب [illegible]

[illegible] عاصم بن کلیب [illegible]

[illegible] حدیث [illegible]

(i) [illegible] حدیث [illegible]

(ii) [illegible] حدیث [illegible]

(iii) [illegible]

[illegible]

[illegible]

علاوہ غیر مقلدین کو نظر ہی نہیں آتی؟ جو صرف و صرف مخالف کا بغض ہے

تمام اہل علم سے اس نکتہ (جو میں سمجھ چکا ہوں) غیر مقلد زبیر علی زئی سے مناظرہ ... کرائیں جواب لکھوائیں، یہ ہی کوشش ہے

"جب سفیان ثوری کو اپنے استاذ عاصم بن کلیب سے روایت کرنے میں وہم ہو سکتا ہے تو پھر دوسرے مجہول یا مجروح راوی سے روایت کرنے میں وہم کیوں نہیں ہو سکتا کہ ثوری نے عاصم بن کلیب سے یہ روایت مذکورہ کی تھی تو پھر سماع کی تصریح کہاں ہے؟ (نور الطریق صفحہ ۷۸-۷۹)

جواب: اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ سفیان ثوری پر اس حدیث میں وہم کا الزام ہے اور وہ بھی صرف ثم لا یعود کے الفاظ پر ہے باقی ساری روایت پر نہیں۔ میں نے اپنی دونوں کتابوں میں لکھا ہے کہ ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر بھی احناف کا موقف ثابت ہوتا ہے اور میں نے ان تمام کا تحقیقی جواب دے دیا ہے لہٰذا تفصیل کے لئے میری دونوں کتابوں کی طرف مراجعت کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن دوسرے مجہول یا مجروح راویوں کی روایت میں اگر وہم دلائل سے ثابت ہو جائے تو ہم اس کے قائل ہو جائیں گے۔ ہم اصولوں کو مانتے ہیں اور ہم اصولوں کے تحت ہی تحقیق کرتے ہیں۔ آپ کی طرح نہیں کہ ایک جگہ ایک موقف اور دوسری جگہ دوسرا موقف۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اس سب اصول و رجوع کا نام دیں۔ جناب یہ باتیں عوام یا احناف کو تو دے سکتے ہیں مگر علمی میدان میں نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ حدیث کی سماع کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ حدیث ہی سے ثابت ہو یا سماع کی تصریح کرے۔ کیونکہ مدلس راوی کی روایت میں سماع صحیح معلوم ہو جائے تو تدلیس کا الزام باطل اور مردود ہو جاتا ہے۔ اور اس کا اعتراض ختم ہو جاتا ہے۔

زبیر علی زئی کا عوام الناس کو مغالطہ

قارئین کرام! [illegible] زبیر علی زئی غیر مقلد کا وہ [illegible] صفحہ ۹۷ پر پڑھتا ہے۔ [illegible]
تضاد کہاں ہے؟ ایک مجموعہ ومتضاد ہے۔ کیونکہ زبیر علی زئی عوام الناس کو دھوکا دینے
کی کوشش کرتے ہیں۔ لہذا اس کا مقدمہ کی تحقیق حاضر خدمت ہے

زبیر علی زئی کا پہلا رخ

غیر مقلد حافظ زبیر علی زئی صاحب نے "[illegible] حدیث" کے صفحہ ۱۳۲ پر لکھا تھا: "کہ سفیان ثوری کی حدیث میں یحییٰ القطان کے ثقات ہیں۔ کیونکہ وہ صرف مسموع روایت بیان کرتے تھے (کتاب [illegible] صفحہ ۲۳۶) اور مزید لکھتے ہیں امام یحییٰ بن سعید القطان سے فرمایا میں نے سفیان ثوری سے صرف وہی کچھ لکھا ہے جس میں سماع سے حدثنی اور حدثنا کہا ہے سوائے دو حدیثوں کے (کتاب العلل ۱/۲۰۷)۔

اس بات کا جواب راقم نے اپنی دوسری کتاب [illegible] مصنفین کا جواب صفحہ ۱۳۰ پر لکھا ہے۔ یہاں ہم عرض کر دیں کہ امام یحییٰ بن سعید کی بے شمار ایسی حدیثیں صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں جس میں وہ سفیان ثوری کی عن (یعنی معنعن) روایت بھی لیتے ہیں۔

زبیر علی زئی کا دوسرا رخ

پہلے سے مندرجہ بالا اعتراض کا جواب غیر مقلد زبیر علی زئی نے نور العینین صفحہ ۱۳۲ پر لکھا [illegible]
لکھا ہے:

جب یحییٰ القطان کی معین سے مراد روایت سماع پر محمول ہے تو پھر ان کی روایت بیان کرنا ہی معتبر نہیں اور یہ عنعنہ ثوری کی طرف سے نہیں بلکہ امام یحییٰ بن سعید القطان کے شاگردوں کی طرف سے ہے۔

قارئین کرام! [illegible] کہ کس طرح زبیر علی زئی نے اپنا رخ تبدیل کیا اور کس طرح یحییٰ سے عنعنہ کا فائدہ لیا امام سے [illegible] سے ثابت کر دو کہ یہ روایت

سفیان ثوری نے عاصم بن کلیب سے نقل کی ہے تو امام سے کانوں تک تحریک کا ذکر ہے یحییٰ بن سعید القطان سے مروی ہے کہ شعبہ کو قابل قبول روایتیں ہی سے ثابت ہوتی ہیں۔

تحقیق ابو محمد کی یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ جب ثابت ہو گیا کہ سفیان نے یہ روایت عاصم بن کلیب سے کی ہے تو عنعنہ مضر نہیں ہوگا بلکہ یہ عنعنہ سفیان ثوری سے کسی شاگرد کی طرف منسوب ہے۔ اس روایت میں عنعنہ روایت میں تدلیس ہونے کو ثابت نہیں کرتا۔ اسی طرح ان کی حدیث پر اثر باطل اور مردود ہے اور سفیان ثوری کی روایت میں امام سے سماع کی تصریح نقل ہے مذکور ہے منہ جمع القرآن ... سفیان ثوری ... ہے جب ... سے پوچھا ... یحییٰ القطان ... روایت ... ثوری کی طرف سے ہے تو یہ معیار ... رفع الیدین والی حدیث میں ... امام ... سفیان ثوری سے عاصم بن کلیب سے کی ہے ... یحییٰ بن ... امام دارقطنی ابن تیمیہ اور ابن قطان سے ثابت ... مقلد ... سوال ... سماع کی تصریح بیان ... مسلکی تعاون ... جناب ... قارئین پر چھوڑتا ہوں ... سوچیں اور سمجھیں۔

اعتراض غیر مقلد ... حافظ ... مجموعہ ... طبقاتی تقسیم ... صفحہ ۲۲ پر لکھتا ہے ... حافظ ابن حجر ... طبقاتی تقسیم ... سے غلط ہے۔

1. یہ طبقاتی تقسیم جمہور محدثین کے اصول تدلیس سے خلاف ہے۔
2. یہ تقسیم خود حافظ ابن حجر کی شرح نخبۃ الفکر ... اصول سے خلاف ہے۔

[illegible]

۲ تقسیم [illegible] حافظ ابن حجر کی [illegible] ۹/۳ [illegible]

۳ [illegible] اصول حدیث [illegible] تقسیم

[illegible]

۴ [illegible]

حافظ ابن حجر [illegible] تقسیم [illegible] اصول [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حافظ ابن حجر [illegible] تقسیم [illegible] حافظ ابن حجر [illegible]

[illegible] کتاب طبقات [illegible]

[illegible]

[illegible] کی کتاب طبقات [illegible]

[illegible] حافظ ابن حجر [illegible]

۱ تقسیم [illegible] اصول [illegible]

[illegible]

۲ [illegible] حافظ ابن حجر [illegible]

[illegible]

[illegible]

۳ اہم بات یہ ہے کہ حافظ ابن حجر کے طبقات [illegible] تقسیم [illegible] قابل [illegible]

[illegible]

(۱) [illegible] ابن حجر [illegible]

(۲) [illegible]

(iii) حافظ یحییٰ گوندلوی (رسالہ ... مجموعہ ۱۹۹)

(iv) حافظ عبداللہ روپڑی (فتاویٰ اہل حدیث ۱/۳۴۸)

(v) علامہ محب اللہ شاہ راشدی

(vi) علامہ قاسم راشدی

(vii) حافظ عبدالرؤف غیر مقلد (رسالہ الاعتصام ۱۹۹۰ نمبر ص ۲۰)

(viii) غیر مقلد علامہ محمد حبیب (الاعتصام اگست ۲۰۰۸ء ص ۶)

(ix) ارشاد الحق اثری غیر مقلد (توضیح الکلام ۱/۵۹ے)

(x) حافظ ثناء اللہ اسعدی

(xi) مولانا [illegible]

(xii) حافظ عبدالمنان نورپوری

(xiii) شمس الحق عظیم آبادی وغیرہ

یہاں پر عرض یہ ہے کہ جدید قسم کے علماء غیر مقلدین مناظروں میں یا جوابی کتابوں میں غیر مقلد روایت کے قائل ہیں، ان کی بھی کوئی تحقیق نہیں ہے لہذا ایسے جدید غیر مقلدین کا جواب بالکل غلط اور خلاف تحقیق ہے۔

علاوہ ازیں علماء اہلسنت بریلوی اور دیوبندی سے جو بھی اس کا التزام وارد کیا ہے وہ سب کے سب الزامی جواب ہیں۔ بیچارے غیر مقلدوں پہ معلوم ہونا چاہیے کہ الزامی جواب مناظروں میں تو کام آسکتے ہیں مگر تحقیقی میدان میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور ان علماء احناف سے عملی طور پر الزامی جواب بھی نہیں بلکہ یہ سوال ہے کہ آپ حضرات مسئلہ کی روایت پر اعتراض کریں مگر خود ان روایات سے استدلال بھی کریں۔ علماء اہلسنت سے ایسے تمام الزامی جوابات میں سے پہلی اور دوسری کتاب ترک رفع یدین مفصل کا جواب صفحہ ۶۰ تا صفحہ ۱۸ پر دیئے گئے ہیں البتہ تفصیل یہاں ملاحظہ کریں۔

[illegible]

[illegible] مقصد [illegible] جماعت [illegible]

جماعت سے ایک بڑی ہی لطیف اصول [illegible] ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] امام [illegible]

[illegible] جماعت [illegible] مقصد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا کام [illegible] مقصد [illegible]

[illegible] مقصد [illegible] محدث کا [illegible] اہل حدیث [illegible]

[illegible]

تحقیق سے [illegible] مقصد [illegible] حدیث [illegible]

[illegible] اصول کی روشنی میں [illegible] (باقی آئندہ)

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

قادیانیت انگریزی استعمار کی ضرورت اور پیداوار

جب انگریز ہندوستان پر مسلط ہوئے تو ہر قسم کے مظالم اور جبر و تشدد کے باوجود ہندوستانی مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو ختم نہ کر سکے تو 1869ء کے اوائل میں برٹش گورنمنٹ نے برطانیہ کے ممبران پارلیمنٹ، برطانوی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد سر ولیم ہنٹر کی قیادت میں ہندوستان بھیجا تاکہ ہندوستانی مسلمانوں کو کس طریقے سے رام کیا جا سکے۔ برطانوی وفد نے ایک سال تک ہندوستان میں رہ کر مختلف پہلوؤں سے تحقیقات کیں۔ 1870ء میں وائٹ ہال لندن میں اس وفد کا اجلاس ہوا جس میں اس وفد نے برطانوی ریاست کی ہندوستان میں آمد (The arrival of the british empire in India) کے عنوان سے دو رپورٹیں پیش کیں۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مسلمان اپنے سوا تمام مذاہب والوں کو کافر سمجھتے ہیں اور سب سے بڑھ کر کافروں کے خلاف مسلح جنگ و جہاد کو قرآنی حکم اور جہاد کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں کے مذہبی عقیدے کے مطابق انگریزی حکومت کافر حکومت ہے اس لئے مسلمان اس حکومت کے خلاف بغاوت اور جہاد میں مصروف رہتے ہیں جو برطانوی حکومت کے لئے مشکلات کا سبب ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی اور مذہبی پیشواؤں کی اندھا دھند پیروی کرتی ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص مل جائے جو انگریزی حکومت کے ہاتھ مضبوط کرے اور ان کے خلاف جہاد کے حرام ہونے کی بات بطور نبی کے پیش کرے تو ایسے شخص کی سرکاری سرپرستی میں

اس نے چونکہ اس راج سے برطانوی مفادات کے لیے عقیدہ جہاد کو منسوخ کیا اور بے مثال وفاداری،

مد نظر رکھ کر برطانوی حکومت نے تحریر کیا ہے کہ وہ ایسے شخص کی تلاش شروع کرے جو برطانوی

حکومت کے مقاصد کے لیے مفید ہو سکے، جس سے ہندوستان میں حسب منشاء حکمرانی کی

مدد ہو سکے۔ اس شخص کی تلاش کی مہم برطانوی ایجنٹ پارکنسن (PARINKSON)،

کے ذریعے کی گئی۔ جس نے برطانوی مفادات کے لیے ایک خصوصی ٹیم کی مدد سے ہر جگہ سے

چار اشخاص کو نبی ہونے کا دعویٰ کرنے کے لیے منتخب کیا۔ پھر ان میں سے مرزا غلام احمد

قادیانی کو برطانوی مفادات کے تحفظ کے لیے نامزد کر دیا گیا اور اس کی سرکاری سرپرستی

شروع کر دی گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی مفادات کے تحفظ کے لیے موزوں ترین

شخص تھا؟ اس لیے کہ اس کا خاندان شروع سے ہی برطانوی سامراج کی خدمت اور کاسہ

لیسی میں مشہور تھا۔ سلطنت برطانیہ سے وفاداری مرزا قادیانی نے اپنی متعدد تحریروں میں بیان کی ہے بطور ثبوت

چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

٭ گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ خاندان

میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام

مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی

تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں

انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور

گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ

سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم

ہو گئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی

ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری

میں مصروف رہا اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ

سرکار انگریزی کی طرف سے ایک نشان رحمت ہیں (کتاب البریہ ص 5,4,3 مصنفہ مرزا روحانی خزائن جلد 13 ص 6,5,4 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

☆ پچاس برس سے وفادار جاں نثار خاندان

سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا (مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص 21 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

☆ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں پچاس الماریاں

میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں (تریاق القلوب ص 28,27 مصنفہ مرزا روحانی خزائن جلد 15 ص 156,155 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

☆ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ایمانی مسئلہ، جو اس کا انکار کرتا ہے

میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے (مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص 19 از مرزا غلام احمد قادیانی)

برطانوی گورنمنٹ کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے

میں احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ (شہادت القرآن ص 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا قادیانی)

جیسی خدا تعالیٰ کی اطاعت ویسی اس سلطنت کی اطاعت

میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے (شہادت القرآن ص 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا قادیانی)

انگریزی سلطنت ایک رحمت و برکت ہے

یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص 584 از مرزا غلام احمد قادیانی)

قادیانیت کا مقصد گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی

تمام دنیا میں ترقی کے ساتھ [illegible] اور [illegible] کی گورنمنٹ
کی برکت ہے جس کے زیر سایہ ہم [illegible] گورنمنٹ [illegible] ہمارا مقصود ہے ہم اس کی
[illegible] اس کو پسند نہیں کرتے اور [illegible] گورنمنٹ [illegible] ایسے وقت میں مدد
کرنے سے بچتے [illegible] خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر
سایہ ہمیں رکھا ہے۔ (کتاب البریہ ص 17 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897 مندرجہ روحانی
خزائن جلد 13 ص 18 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ان حوالہ جات کی روشنی میں قادیانیت کی وجہ تخلیق کا جواب [illegible] ہو جاتا ہے اور یہ
بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی استعماری سیاست کا خود کاشتہ پودا تھا۔ انگریز نے اپنے
[illegible] ضرورت کے تحت قادیانیت کو [illegible] پروان چڑھایا۔ جناب [illegible] بھی
[illegible] استعماری سیاست کا [illegible] خود کاشتہ پودا ہے [illegible]
[illegible] ہندوستان میں [illegible]
[illegible] حکومت
[illegible]
[illegible] عقیدہ [illegible] غیر مسلم قوم [illegible] طاقت [illegible]
[illegible] عقیدہ [illegible]
[illegible] اللہ کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کے تحت [illegible] کی اطاعت [illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible] مسلمانوں کی [illegible]
[illegible]

یت کو فروغ دینے سے ہے مرزائی جماعت اور اس کے بانی ... انگریز کے ...

... تعجب ... سے ... مرزائی ... حکومت نے ...

... کی ... شروع ... 1919ء میں جب ... مولانا محمد علی جوہر ...

حالت ... ترکی کی شکست سے ... مسلمانوں کو انگریزوں ... وقت سے

... اور ارض مقدس ... ہاتھ میں چلے ... تحریک ...

خلافت کے نام سے مسلمانوں ... مسلمان ... محمد علی ...

... اسلامی حکومت ... انگریزی حکومت سے ...

... ہو گئے تو مرزائی جماعت نے ...

... مرزا انگریزی ... مسلمان ... کا ...

... موجود ہیں جو مرزا ... انگریز ... عقیدہ ...

... ریاستان میں ... 25 تا 27 ... [illegible]

☆ ☆ ☆

0300-9136825

0321-8592052

نوبل شوز

ہمارے ہاں ہر قسم ... کے علاوہ ہر قسم کی ... دستیاب ہے

دوکان نمبر 2 ... چوک ...

١٤/رسک مینجمنٹ (Risk Management)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور تاریخ انسانی کا مطالعہ بھی یہ بتاتا ہے کہ انسان ماضی سے پیش آمدہ خطرات و مسائل کی روشنی میں موجودہ وقت پر مستقبل کے ممکنہ خطرات و مسائل سے بچاؤ کے لئے مختلف قسم کی تدابیر اختیار کرتے اور جب خطرات واقع ہو جاتے تو انہیں کم کرنے یا پھر کسی حد تک ختم کرنے کی بھرپور کوشش کرتے۔ تاریخ انسانی کے بنظر غائر مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پرانے زمانے کے لوگوں نے اپنی اپنی بساط اور علم و سمجھ کی بنیاد پر رسک مینجمنٹ (Risk Management) کا سہارا لیا اور خود کو خطرات سے بچانے کی کوششیں کیں۔ جسم کو موسمی اثرات کے مضر اثرات سے بچانے کے لئے مختلف قسم کے لباس اور رہائش کا انتظام کیا، کسی جگہ کا انتخاب بیرونی حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے کیا تاکہ وبائی امراض سے بچ سکیں۔

اگر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری سے قبل یعنی زمانہ جاہلیت کے معاملات کو دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ اہل عرب میں بھی خطرات (Risks) کو کم یا کسی حد تک ختم کرنے کے لئے مختلف نوعیت کے طریقے کار مروج و معروف تھے مثلاً عاقلہ، ضمان خطر الطریق اور قبیلہ اشعر کا عمل وغیرہ۔ مذکورہ صورتوں میں سے بعض کو رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوں کا توں (As it is) باقی رکھا اور بعض کو کچھ ضروری ترمیم (Alteration) یا اصلاح (Rectification) کے ساتھ قبول کر لیا۔ علاوہ ازیں ان سے ہٹ کر بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں ہمیں بھی رہنمائی فرمائی۔ قارئین کرام کی معلومات کے لئے عاقلہ، ضمان خطر الطریق اور قبیلہ اشعر کے عمل کی تفصیل

بھی دوسری صورت میں ادا کی جاتی ہے، اس میں سے عاقلہ کے تحت یہ ہوتا تھا کہ قبیلے کا کوئی شخص کسی دوسرے قبیلے کے کسی فرد کو غلطی سے قتل کر دیتا تو قاتل سے دیت (جو سو اونٹ یا اس کے برابر درہم یا دینار وغیرہ ہوتی ہے) کی قیمت سب بات تھی جو قاتل کے لیے ادا کرنا ممکن نہیں ہوتا تھا، بلکہ اس کے قبیلے کے افراد مجموعی طور پر اس کو سے علیحدہ کر لیتے تھے، اس طریقہ کار سے ایک شخص کا نقصان پورے قبیلے میں تقسیم ہو جاتا، جس کی وجہ سے وہ شخص اسے آسانی سے برداشت کر لیتا تھا، ورنہ کسی ایک شخص کے لیے برداشت یا اس کی قیمت کا ادا کرنا ممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے۔ خطرات (Risks) کو تقسیم کرنے کا یہ طریقہ کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بھی جاری رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی رائج تھا، اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دیت طلب کی اپنے قبیلے کی طرف سے عاقلہ کے تحت دیت ادا کی تھی۔ جبکہ ضمان خطر الطریق بھی خطرات کو کم کرنے اور ایک سے دوسری طرف منتقل کرنے کا ایک طریقہ تھا، جس کے تحت یہ طے پاتا کہ حضرات تجارت کو محفوظ طریقے سے کسی راستے سے جانے کی ضمانت دی جاتی تھی اگر اس قسم کا مالی نقصان ہو جاتا تو اس کا (Guarantor) ضامن ہوتا تھا۔ خطرات کو کم کرنے کا یہ طریقہ اسلام میں جائز رکھا گیا، عصر حاضر میں ٹریولنگ انشورنس (Travelling Insurance) ضمان خطر الطریق کی مثال ہے، اگرچہ اس کی صورت شرعی اعتبار سے درست نہیں۔ جہاں تک قبیلہ بنی اشعر کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں روایتوں میں آتا ہے کہ قحط سالی خصوصاً جہاد کے موقع پر اس قبیلے کا ہر شخص اپنا بچا کچھ [illegible] میں ڈال دیتا تھا اور بعد میں ان تمام سامان کو خلط ملط (Mix) کر کے [illegible] آپس میں برابر تقسیم کر لیتے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اشعر کے اس عمل کو پسند فرمایا اور ارشاد

[illegible] ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ [illegible] ☆ ☆ ☆ ☆ [illegible]

فرمایا [illegible] ہیں [illegible] سے ہیں اور وہ مجھ سے ہیں [illegible]

طرف سے دل سے [illegible] حضرت [illegible] کیا کرتے تھے۔

اسی طرح قرآن مجید میں بھی [illegible] مجبوری [illegible] جو [illegible]

[illegible] حالات میں [illegible] ایمان پر قائم رہتے ہوئے [illegible]

بر کلمہ کفر کہنے کی اجازت [illegible] نظیر ہے [illegible] فقہائے کرام (Islamic

Jurist/Experts of Islamic Law) سے جانت [illegible]

(Constraint) سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: من کفر باللہ من

بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر

صدرا فعلیہم غضب من اللہ ولہم عذاب عظیم ☆ ترجمہ: [illegible]

[illegible] بعد اللہ کے ساتھ کفر [illegible] ان پر اللہ کا غضب اور ان کے لئے بڑا عذاب

ہے) مگر [illegible] اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے [illegible]

[illegible] سورۃ النحل آیت نمبر ۱۰۶ [illegible] یہ آیت حضرت [illegible]

[illegible] مشرکین نے [illegible] مجبور کیا [illegible]

[illegible] پھر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے دل کو کس حال

پر پایا [illegible] ایمان پر بالکل مطمئن [illegible] ارشاد فرمایا کہ اگر وہ پھر [illegible]

ایسا ہی [illegible] ایمان پر مطمئن رہنا چاہیے۔ اسی طرح [illegible] جنگ میں [illegible]

[illegible] حالات [illegible] کا حکم بھی [illegible] کی ایک

[illegible] مثال ہے، جیسا کہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا: واذا کنت فیہم فاقمت لہم

الصلاۃ فلتقم طائفۃ منہم معک ولیاخذوا اسلحتہم فاذا سجدوا

فلیکونوا من ورائکم ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا فلیصلوا معک

وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ
وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى
مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ
لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ☆ ترجمہ: اور (اے محبوب) جب آپ ان میں (موجود) ہوں اور
(خوف کے وقت) انہیں نماز پڑھائیں تو چاہیے کہ ان میں سے ایک جماعت آپ کے ساتھ
(نماز میں) کھڑی ہو اور وہ لوگ اپنے ہتھیار لئے رہیں پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو (اے مسلمانو!) وہ
آپ کے پیچھے چلے جائیں اور دوسری جماعت جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تو انہیں چاہیے
وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں اور وہ بھی اپنی حفاظت کا سامان اور اپنے ہتھیار لئے
رہیں، کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم غافل ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے تو وہ
تم پر یکبارگی حملہ کر دیں اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار
ہو (اس بات میں) کہ اپنے ہتھیار (اتار کر) رکھ دو اور اپنی حفاظت کا سامان لئے رہو
بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب۔ (سورۃ النساء، آیت ۱۰۲)
(ترجمہ ماخوذ از انوار البیان القرآن الحکیم) مذکورہ آیت کریمہ میں مسلمانوں کو صلوٰۃ الخوف کی
صورت بتائی گئی ہے اور صلوٰۃ خوف اس وقت ادا کی جاتی ہے جب مسلمان اور
اور کافروں کے درمیان میدان جنگ میں برسر پیکار ہوں اور ایک سجدے کی غفلت مسلمانوں
کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہو۔ صلوٰۃ الخوف کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں مثلاً فوج
دو گروہوں میں تقسیم ہو جائے جن میں سے ایک گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہے تاکہ انہیں
حملہ کرنے کی صورت نہ ہو اور ایک گروہ آپ کی امامت میں پیچھے نماز ادا کرے اور جب یہ گروہ
نماز سے فارغ ہو جائے تو پہلے کی جگہ مورچہ سنبھال لے اور پہلا گروہ نماز کا موقع پائے اسی
طرح نماز کی تکمیل کرے۔ صلوٰۃ خوف کے اس طریقے سے بھی اسلام میں ڈسپلن
پر روشنی پڑتی ہے۔

قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کی بیان کردہ تشریح سے اقتصادی رسک مینجمنٹ
کی مثال موجود ہے کہ انہوں نے مستقبل میں پیش آمدہ رسک (خطرات) کو دور
(Cover) کرنے کے لئے تاریخ کے دور کی تدبیر بتائی۔ قرآن مجید میں ارشاد باری
تعالیٰ ہے: قال تزرعون سبع سنین دأبا فما حصدتم فذروه في سنبله إلا
قليلا مما تأكلون۔ ترجمہ: فرمایا (یوسف نے) تم حسب عادت سات برس متواتر
کھیتی کرو گے تو جو کھیتی تم کاٹو اسے اس کی بالیوں میں چھوڑ دو مگر تھوڑا سا جتنا تم کھاؤ۔ (سورہ
یوسف، آیت نمبر 47، ترجمہ ماخوذ از تبیان القرآن الکریم)۔ سورۃ یوسف کی آیت
مذکورہ پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے
تعبیر کا علم عطا فرمایا تھا، انہوں نے جان لیا کہ قوم آئندہ آنے والے سالوں میں ایک
خطرے سے دوچار ہوگی۔ صرف انہوں نے قوم کو اس خطرے سے آگاہ ہی نہیں کیا بلکہ
خطرے سے بچنے کی تدبیر بھی بتائی کہ قوم سات سال تک متواتر کاشتکاری کرے اور جو غلہ
تیار ہو اسے کاٹ کر بالیوں سمیت ہی ذخیرہ رہنے دیا جائے، بس ضرورت کے مطابق رکھ لو۔ جب قحط
سالی پڑے تو وہ ذخیرہ شدہ غلے کو استعمال کریں۔ اسی طرح سورہ کہف میں مذکور حضرت
موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام سے کشتی والے واقعہ میں بھی رسک مینجمنٹ کا تصور موجود
ہے یعنی کہ ممکنہ خطرے کے تدارک سے کہ بادشاہ اچھی کشتی کو غصب کر لیتا تھا،
حضرت خضر علیہ السلام نے مسکینوں کی کشتی کو عیب دار بنا دیا۔

بعض علماء نے رسک مینجمنٹ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کو
رسک مینجمنٹ کی بہترین عملی مثال قرار دیا ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کاشانہ اقدس کا جب دشمنوں نے محاصرہ کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ
عنہ کو اپنے بستر پر لٹا کر چادر مبارک سے ڈھانپ دیا تا کہ دشمنوں کی توجہ اس طرف رہے اور
آپ بڑی آسانی سے بالکل صحیح سلامت نکل گئے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ

(بقیہ صفحہ نمبر 37 پر)

[illegible]

مسائل شرعیہ اور ان کا حل

سوال نمبر 1۔ [illegible] کیسا ہے؟ سائل: حافظ [illegible] (چونڈہ [illegible] تک)

جواب: اللہ تعالیٰ کی ذات بہت ارفع و اعلیٰ اور بڑی وبالا ہے۔ کوئی شے اس کی مثل نہیں ہے۔ اسمائے الٰہی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) "تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں۔" ([illegible]) سورۃ کی دوسری آیت میں فرمایا (ترجمہ) "اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے نکلتے ہیں وہ جلد اپنا کیا پائیں گے۔" (کنز الایمان) سورۃ الاعراف آیت ۱۸۰۔ تفسیر جلالین کے حاشیہ میں ہے (ترجمہ) حسنیٰ ہونے کا معنی ہے کہ وہ اسماء الٰہی تقدیس، تعظیم، تمجید، بزرگی اور صفات جلال و جمال پر مشتمل ہیں۔ (تفسیر جلالین ص ۲۳۹) "میاں" کے متعلق مزید معلومات میں یہ لکھتے ہیں "[illegible] [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) جناب، جناب عالی۔ (۵) [illegible] دوست، بھائی۔ (۶) [illegible] (۷) [illegible] [illegible] ص ۳۹۰ [illegible]) ان میں کئی معانی [illegible] شان کے لائق نہیں ہیں۔ تفسیر مظہری [illegible] ص ۲۳۸ [illegible] میں بھی ہے کہ اسماء الٰہی تعظیم پر مشتمل ہوں۔ امام احمد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لکھتے ہیں: [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

سامنے سے گزرنا منع ہے ... ویسے نمازی کے آگے سے گزرنا جائز نہیں ہے ... مطلقاً
محفوظ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 7، مطبوعہ ...) بہتر طریقہ یہ ہے کہ پیچھے سے
ہی گزرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال نمبر 2: نماز شروع کرنے سے پہلے اگر موبائل بند کرنا بھول جائے اور دوران
نماز کال آجائے تو کیا حالت نماز میں ہی اسے بند کر سکتے ہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو
کس طرح؟ سائل: مسعود ...

جواب: فقہائے کرام علیہم الرحمۃ نے صراحت کی ہے کہ عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی
ہے۔ اور عمل قلیل ... ایسا کام کرنا کہ دیکھنے والا یہ گمان کرے کہ یہ شخص نماز نہیں
پڑھ رہا ... اسے بند کر سکتا ہے تو کرے ... نماز ٹوٹنے سے بچنے کے لیے ...
... اوقات ... خیال رکھا جائے ... پھر بھی اگر اوقات
نماز میں ... کال آجائے تو ... بند کرے ...
جائے تو بہت بہتر ہوگا یعنی ... کی آسانی ... کے بعد
فون بند کر دے

سوال نمبر 3: بعض لوگوں نے قرآنی آیات کو اپنے موبائل میں بطور ٹون رکھا ہے۔ جب
کال آتی ہے تو آیت کی تلاوت شروع ہوتی ہے۔ جب بٹن دبایا جاتا ہے تو آیت نامکمل رہ
جاتی ہے اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ سائل: چوہدری ریاض ...

جواب: آج کے جدید دور میں موبائل فون پر مختلف طرح کی ٹونز ہوتی ہیں۔ بعض کے
خیال میں چونکہ موبائل ... جیب میں ہوتا ہے اور ... جاتا ہے ...
... میں بھی لے جایا جاتا ہے۔ ... شعار کی توہین ...
جب ... نہ ہو ... تلاوت درمیان سے بند کرنا بھی ...
سمجھا جا سکتا ہے ... ہو سکتا ہے ...

4 مسجد میں [illegible] جماعت کے انتظار میں بیٹھے لوگوں کو [illegible] سلام [illegible] ؟

سائل: [illegible] محمد شکیل [illegible]

[illegible] سلام [illegible] سلام کے آداب و مواقع ہیں۔ مذکورہ صورت کے متعلق فتاوی [illegible] تلاوت قرآن مجید [illegible] بیٹھے ہوتے ہیں وہ [illegible] [illegible]

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

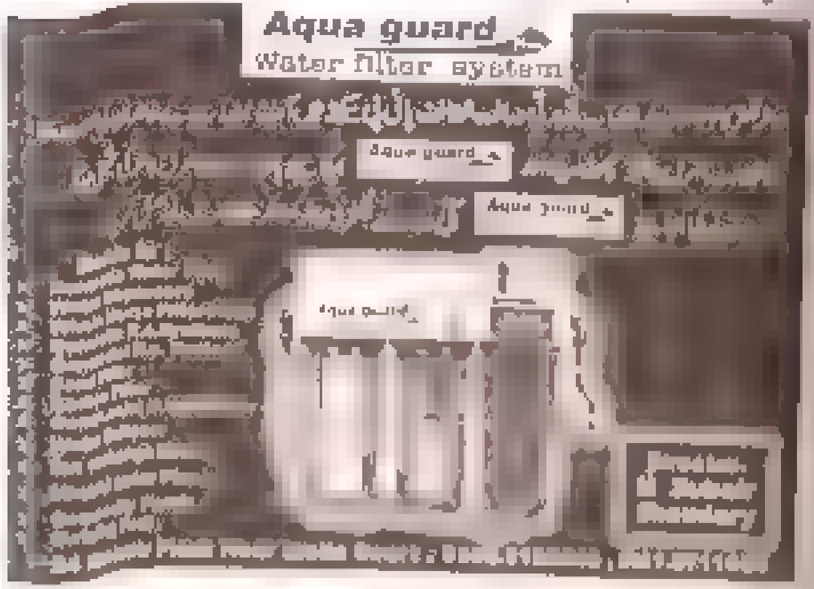

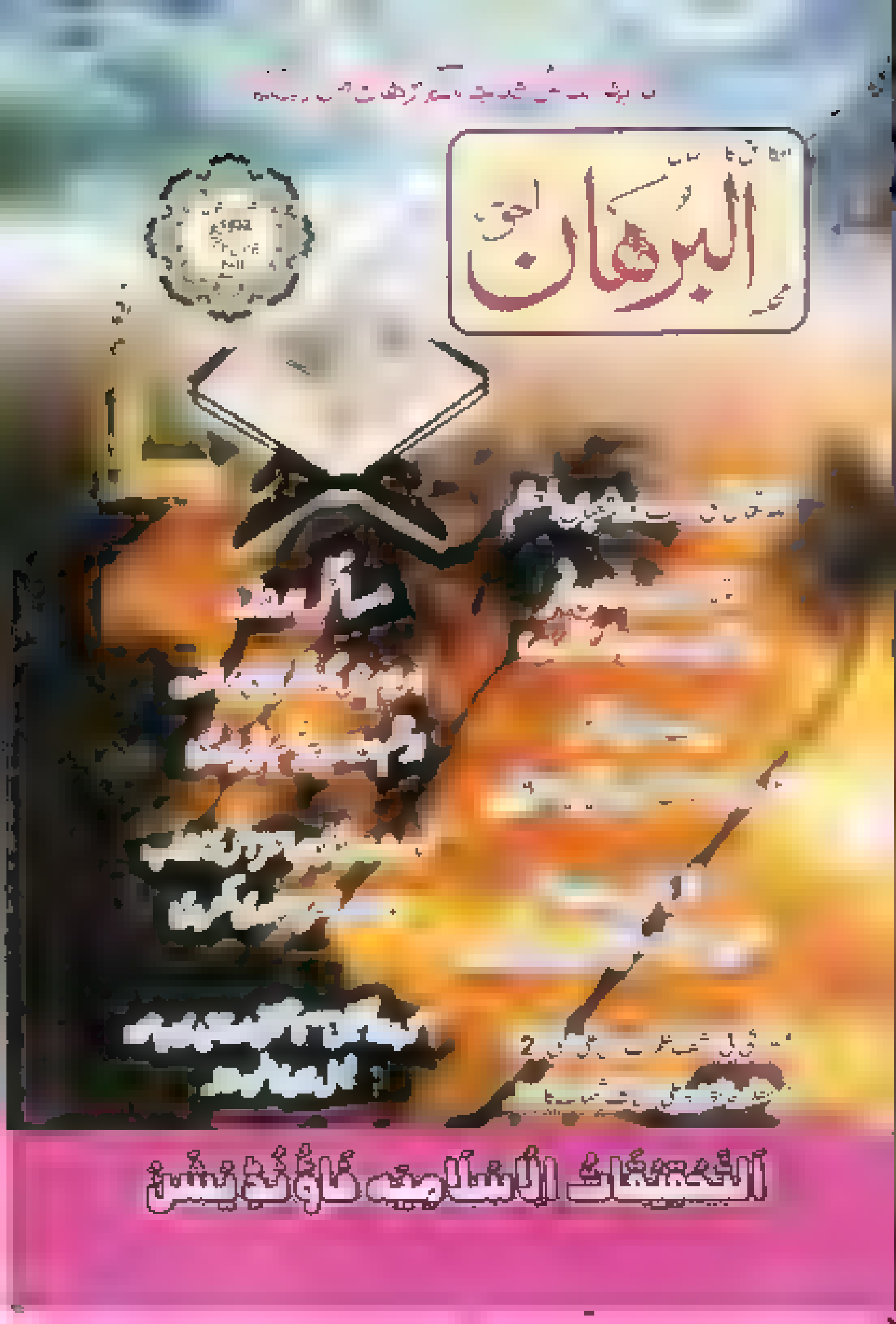
البرہان
التحقیقات الاسلامیہ فاؤنڈیشن

مجلہ **البرہان** واہ کینٹ

شمارہ 3

0300-9129852

سید پرویز شاہ ...

0300-5097394

مفتی رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

علامہ پیر غلام رسول قاسمی نقشبندی

سید صابر حسین شاہ بخاری

علامہ مفتی سید صابر حسین

0344 7519992

غلام غفور

Email: alburhanwah@gmail.com

Email: [illegible]@gmail.com

0343-5942217

[illegible]

	[illegible]	[illegible]	03
1	[illegible]	[illegible]	07
2	[illegible]	افضل شاہد الحسن	16
3	مسائل [illegible]	[illegible]	27
4	[illegible]	[illegible]	29
5	[illegible]	[illegible]	47
6	[illegible] (2)	جمیل خان	55
7	[illegible]	ابو حامد مظفر القادری [illegible]	66
8	[illegible]	علامہ [illegible]	71
9	مسائل شرعیہ [illegible]	مفتی [illegible] مصطفیٰ [illegible] القادری	74
10	[illegible]	جمیل خان	82
1	[illegible]	افضل شاہد الحسن	85

اداریہ

صدائے دل

ہماری پالیسی

[illegible]

[illegible]

ہم کیا کہیں؟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شعبان المعظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم O

[illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] ہیں۔ [illegible] شعبان المعظم [illegible] رجب [illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible] شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان وهو شهر ترفع فيه الأعمال الى رب العالمين فاحب ان يرفع عملي وانا صائم

ترجمہ: [illegible] کی بارگاہ میں [illegible] شعبان المعظم میں [illegible] رجب اور رمضان [illegible] اعمال رب العالمین کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں [illegible] میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل پیش ہو جائے تو میں حالت روزہ میں ہوں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شعبان المعظم کی وجہ تسمیہ

[illegible]

تحویل قبلہ کا مہینہ

[illegible]

[illegible]

درود کی کثرت کا مہینہ

[illegible]

پندرہ شعبان کی رات

شعبان المعظم میں ایک رات ایسی ہے جس کو عام طور پر شب برات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ رات شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہے۔ اور [illegible] مسلمان اس رات [illegible] کی سعادت [illegible] عبادات [illegible] میں مشغول ہوتے ہیں اور اس رات کو عظمت و فضیلت والی رات [illegible] جاتے ہیں مگر آج کل کچھ لوگ اس کی فضیلت کے قائل کو بدعتی کہتے ہیں۔ جو سراسر ظلم اور جہالت ہے۔ آیئے دیکھیں اس رات کی عظمت کیا ہے۔ کسی چیز کے ناموں کی کثرت بھی اس کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ جو نام علماء سے ثابت ہیں وہ ذکر کیے جاتے ہیں۔

۱۔ لیلۃ البرأۃ ۲۔ اللیلۃ [illegible] ۳۔ لیلۃ [illegible]

۴۔ لیلۃ الرحمۃ (تفسیر الکشاف ۳ ۲۲۲، اللباب فی علوم الکتاب [illegible] ۳۰۴)

۵۔ لیلۃ التکفیر ۶۔ لیلۃ القسمۃ ۷۔ لیلۃ الاجابۃ ۸۔ لیلۃ عید الملائکۃ

۹۔ لیلۃ الشفاعۃ ۱۰۔ لیلۃ التقدیر ۱۱۔ لیلۃ التعظیم ۱۲۔ لیلۃ [illegible]

۱۳۔ لیلۃ الحیاۃ ۱۴۔ لیلۃ [illegible] ۱۵۔ لیلۃ [illegible] (شعبان الزاد للاخوفی بحث الدخان [illegible] ۳ کتاب [illegible] فی [illegible] ص ۹)

کل مخلوق کے لیے پندرھویں شعبان کی رات تحفہ ہے

جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا عن معاذ بن جبل عن النبی ﷺ قال یطلع [illegible] الی [illegible] لیلۃ [illegible] شعبان فیغفر لجمیع خلقہ الا لمشرک او مشاحن۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات اپنی مخلوق کی طرف توجہ فرماتا ہے [illegible] مشرک اور کینہ پرور کے سوا تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتا ہے [illegible]

میں جلد ۳ ص ۱۸، مسند الشامیین جلد ۱ ص ۱۲۸، شعب الایمان للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۲، صحیح ابن حبان جلد ۱۲ ص ۴۸۱، باب

ما جاء فی ... جلد ۱ ص ۲۲۳)

امام ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ۸: ۶۵)

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عبد اللہ بن عمرو، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عوف بن مالک، حضرت ابو ثعلبہ خشنی، حضرت ابو امامہ، حضرت کثیر بن مرہ رضی اللہ عنہم سے اسی قسم کے مضمون کی روایات ہیں۔

امام طوسی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے پندرہ شعبان کی رات اور دن میں عمل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: میں اس رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک حصہ میں نانا جان ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کہ اس نے حکم دیا ہے "اے ایمان والو! نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرو" دوسرے حصے میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے کہ اس نے حکم دیا ہے "اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ ان کو عذاب دے جبکہ وہ استغفار کرتے ہوں"۔ (سورۃ الانفال ۳۳)

تیسرے حصے میں نماز پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے "سجدہ کر اور قرب حاصل کر"۔

میں نے عرض کیا جو شخص یہ عمل کرے اس کے لئے کیا ثواب ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے پندرہ شعبان کی رات کو زندہ رکھا اس کا شمار مقربین میں ہوگا، یعنی ان لوگوں میں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فاما ان کان من المقربین O" (سورۃ الواقعہ ۸۸)

یعنی ... ہو جاتا ہے۔ (القول البدیع امام سخاوی ص ...)

سال بھر مرنے والوں کے فیصلے کی رات

حضور ﷺ ... ارشاد فرماتے ہیں:

... [illegible] ... شعبان ...

أحب ... [illegible] ... عمل صالح ... تاریخ بغداد

... ۲۲۲ ...

ترجمہ: ... [illegible] ... اس کی موت شعبان میں لکھی جاتی ہے ... جب میری موت لکھی جائے تو میں اپنے رب کی عبادت ... مصروف رہوں۔

دوسری روایت میں ہے:

حضور اکرم ﷺ شعبان المعظم ... [illegible] ... کیونکہ اس میں ... [illegible] ... (تاریخ ابن عساکر ...)

یہ روایت حضرت عائشہ ... [illegible] ... حضرت ابو ہریرہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں

عبادت کی رات

اس رات میں اللہ تعالیٰ کی ... [illegible] ... بخشش کی امید رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ ... [illegible]

... [illegible] ...

نبی ... [illegible]

ترجمہ: حضرت ... رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ... [illegible]

... [illegible] ...

... [illegible] ...

[illegible] پڑھتے ہیں

[illegible] ضعیف روایات [illegible]

[illegible] ماہ شعبان [illegible]

[illegible] (المغنی عن الحفظ والکتاب ...)

غیر مقلدین (اہلِ حدیث) کے شیخ ... کا فتویٰ

سوال: پندرہ شعبان کی شب قدر والی رات ہے ... اس شب ... عبادت ... کیا ہے؟

جواب: اس ... سے متعلق ... ضعیف ہیں ... بلکہ محکم ... الاعمال بالنیات ... [illegible]

[illegible]

[illegible] اسلام

[illegible]

تحریر و تحقیق: افضل شاہد اعوان

اختتام سحر اور اذانِ فجر

علماء و خطباء کے لیے ایک توجہ طلب مسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اسلام میں جن عبادات کے لیے وقت مقرر کیا گیا ہے ان عبادات کو اسی وقت پر ادا کرنا انتہائی ضروری ہے ورنہ وہ عبادت قضا سمجھی جائے گی اور صحیح ادا نہ ہونے کی مصداق بن جائے گی۔ ان عبادات میں روزہ اور نماز سے پہلے اذان بھی شامل ہے۔

روزہ کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے۔ اگر اس وقت کی پابندی نہ کی جائے تو کسی صورت روزہ درست نہیں ہوگا اور سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ یعنی اگر کوئی مسلمان صبح صادق کے بعد یا غروب آفتاب سے پہلے قصداً کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔ اسی طرح نماز کے لیے بھی وقت متعین ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتٰباً موقوتاً۔ یعنی نماز مقررہ وقت پر مومنوں پر فرض کی گئی ہے۔ نماز سے پہلے اذان جو کہ نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد دی جاتی ہے سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ یقیناً اذان کے لیے بھی وقت کی پابندی انتہائی ضروری ہے ورنہ وہ اذان سنت نہیں ہوگی اور اگر وہ بھی وقت مقرر سے پہلے دی گئی تو وہ بھی ادا نہ ہو سکے گی۔

اسی تناظر میں اور خصوصاً رمضان میں ... اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں ... روزہ کا وقت صبح صادق سے پہلے ... اذان کا وقت صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے ... کوئی صورت ... اہم مسئلہ ... بند کرنے کے لیے ... ہوتا ہے اور نماز کے لیے ... اذان کا وقت

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے قبل الفجر اذان دے دی تو حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ بلند مقام پر چڑھ کر یہ اعلان کریں کہ عبد (بلال) سو گیا تھا اور [illegible] ہو گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کیا اور وہ کہنے لگے کاش بلال کو اس کی ماں نہ جنتی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے صبح صادق ہونے پر دوبارہ اذان دی۔

یہ طحاوی مستدرک و بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں

"ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت بلال نے فجر سے پہلے اذان دے دی حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے اس پر ابھارا۔ عرض کی حضور سو کر اٹھا تو میں نے گمان کیا کہ صبح صادق ہو گئی۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ مدینہ میں تین بار اعلان کریں کہ بندہ سو گیا تھا، بندہ ابھی نیند کی حالت میں تھا۔ پھر حضور ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بٹھا لیا یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی"

اس حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اذان قبل الفجر مشروع و مسنون نہیں ہے [illegible] غلطی سے ہو گئی تو وقت ہونے پر دوبارہ دی جانی چاہیے۔" [illegible] جلد [illegible] ص۲۱۵)

ہمارے ہاں [illegible] کے ساتھ [illegible] یہ غلطی [illegible] ہو رہی ہے [illegible] چھوٹے قصبے کے تو مسجد میں [illegible] چھوٹی مساجد [illegible] جامع مساجد اور بڑی مدارس جہاں جید علماء و فضلاء موجود ہیں وہاں بھی یہ غلطی دیکھنے میں آتی ہے۔ حد یہ ہے کہ [illegible] بھی اس صف میں شامل نظر آتے ہیں [illegible] مسلک [illegible] مساجد [illegible] مساجد کی بھی یہی [illegible] آپ [illegible] لکھتے ہیں۔

"فقہ [illegible] حدیث اور کتب احناف کا مطالعہ کیا جائے تو [illegible] پہنچتی ہے کہ [illegible] صبح صادق سے پہلے [illegible]

بعد ہے۔ چنانچہ دیوبندی مکتبہ فکر کے امام مفتی محمد شفیع "دوسرے کے مسئلے میں احتیاط کا حکم" کے عنوان کے تحت "حتی یتبین لکم الخیط الابیض" کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اسی طرح سحری کھانے میں احتیاط وقت ختم ہونے سے اتنا پہلے ختم کر دینا اور افطار میں دو تین منٹ مؤخر کرنا بہتر ہے اس میں بے پرواہی اور کاہل نگاری اس ارشاد خداوندی کے خلاف ہے" (معارف القرآن جلد اول ص ۴۵۶)

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر"

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر۔ (کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ میں رات کو سیاہ ڈورے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس قادری اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ روزہ کا اذان فجر سے کوئی تعلق نہیں یعنی فجر کی اذان کے دوران کھانے پینے کا کوئی جواز ہی نہیں اذان ہو یا نہ ہو۔ آپ تک آواز پہنچے یا نہ پہنچے۔ صبح صادق ہوتے ہی آپ کو کھانا پینا بالکل ہی بند کرنا ہوگا"۔ (فیضان رمضان ص ۱۹۲ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

مولانا محمد حنیف اختر لکھتے ہیں:

"اکثر لوگ فجر کی اذان ہونے تک سحری کھاتے پیتے رہتے ہیں اور اس طرح اپنا روزہ ضائع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ روزہ کا تعلق اذان فجر سے نہیں بلکہ صبح صادق سے ہے اور صبح صادق سے پہلے کھانا پینا بند کرنا ضروری ہے"۔ (... ماہ رمضان ...) (مسائل و فضائل ماہ رمضان مصطفیٰ ...)

[illegible]

[illegible] بھی چاہیے کہ سحری کا جو وقت ختم ہوتا ہے اس سے پانچ منٹ پہلے ہی روزہ بند کر لیں تاکہ گھڑیوں کے آگے پیچھے ہونے [illegible] صادق [illegible] کیونکہ [illegible] کے بعد [illegible] مغرب کا وقت ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے [illegible] وقت [illegible] بھی [illegible] پانچ منٹ تاخیر [illegible]

[illegible]

قاضی [illegible] لکھتے ہیں:

"سحری [illegible] آخری وقت میں افضل ہے [illegible] طلوع [illegible] کے مطابق [illegible] گھڑی [illegible] احتیاط [illegible] منٹ پہلے ختم [illegible] (رمضان المبارک [illegible])

[illegible] لکھتے ہیں:

"صبح صادق ہونے [illegible] وقت [illegible] صادق کے بعد [illegible] وقت [illegible] پہلے [illegible] مسجد [illegible] کا وقت [illegible] پانچ منٹ پہلے سحری [illegible] (ص [illegible])

مولانا [illegible] صاحب [illegible] لکھا ہے:

"[illegible] تحری [illegible] جاتی [illegible] صادق سے پہلے [illegible] کا ایک وقت [illegible]

سحری بند کرنے کا وقت بتایا جائے اور مناسب وقفہ سے صبح صادق سے چند منٹ بعد کی

جائے۔ (... کی کتاب، ... مطبوعہ ...)

نیز مولانا صاحب ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں

رمضان شریف میں اذان فجر صبح صادق سے پہلے دی جاتی ہے اور جمعی ...

والی سے بعد ہوتا ہے ... ہیں ... چند منٹ کی ...

جائیں۔ (ایضاً ...)

روزہ سے متعلق ایک خطرناک غلطی:

مذکورہ بالا عنوان کے تحت ... غور طلب ... وہ عنوان ... کی ... چند

سالوں ... ہے ... ایک ... شائع ... جس کی تحریر ...

ملی ہے۔

... سے ... دینے ... اور ... سے ... سے

حضرت ... شروع ہونے تک سحری کھانے کا ... ملتے ہیں ... بعض ... سے

... ختم ہونے ... بعض لوگ سحری ... بعض ... اذان ہونے تک سحری

کھاتے ہیں ... گئے ہیں ... سحری ختم کرنے کا تعلق اس سے نہیں ... صبح صادق

... ہے ... کو ... صبح صادق سے شروع

ہوتا ہے ... حقیقت ... سے ... ہے ... اس

صادق ... بعد ... اور ... کی ... کیا ... گا ... صبح

صادق ... پہلے ... اس فجر ... سے ... ہے ... اس

سحری ختم ... صبح صادق سے پہلے ... کی ...

... اور ... طرح ... اور ... درج شدہ ...

... سحری ختم ہونے ...

تحریر: ... مصطفیٰ ...

مسائلِ روزہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قبر سے حصول فیض (آخری قسط)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] 48-D [illegible] 0300-5570547

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہیں ہو سکتے [illegible] سے کیا خوب ہے

[illegible] مسلمان [illegible]

[illegible] کے اندر [illegible]

[illegible] کے تجربے [illegible]

[illegible] گروپ کی [illegible] محبت میں [illegible]

[illegible]

میں جھونک رہے ہیں۔

میں پچھلے کافی عرصے سے کسی ایسے شخص کی تلاش میں ہوں جس کا [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے [illegible]

[illegible]

[illegible] کرنا چاہتا ہوں۔ [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ سے [illegible]

[illegible]

[illegible] اس کے بعد [illegible]

[illegible]

[illegible] الحمد للہ [illegible]

[illegible] الحمد للہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تشخیص [illegible] کا [illegible] اگر یہ [illegible] تو جس طرح مرشد پہلے انہیں [illegible] مسائل سمجھتے ہیں اسی طرح [illegible] اس کے متعلق سوچیں گا [illegible] تفصیل لکھنے کا مقصد آپ [illegible] ہم میں سے کسی بھی شخصیت [illegible] قابلیت ہونی چاہیے کہ وہ صاحب [illegible] شخصیت سے [illegible] بھی [illegible] یا وہاں [illegible] ہم ظلمت میں سے [illegible] بھی [illegible] ؟

کوئی ایسا [illegible] شخص جس کے متعلق گمان [illegible] ان کو [illegible] سے [illegible] کی [illegible] شخص کا [illegible] سب سے پہلے اس بارے میں تحقیق کی ضرورت [illegible] بھی [illegible] ہم [illegible] ہو گئے ہیں [illegible] کسی صاحب سے متعلق [illegible] کہ بہت [illegible] سب [illegible] جاتے ہیں [illegible] محسوس [illegible] حضرت [illegible] مقامات [illegible] بیٹھے ہیں [illegible] آپ [illegible] سوچئے [illegible] شخص [illegible] ہے؟ [illegible] محسوس [illegible] ہم [illegible] عوام [illegible] بہت [illegible] عبادت سے متعلق کہتے [illegible] معاف [illegible] ﷺ [illegible] قلندر صاحب [illegible] پوچھئے کہ وہ شخص [illegible] ہے؟

[illegible] کی [illegible]

[illegible] سب سے پہلے اپنے [illegible] میں [illegible] جب تک

[illegible] کو یہ مقام حاصل ہوا تب تک وہ ان سے صحبت [illegible] تحقیق یہ ہے کہ لوگوں

کی صحبت میں بیٹھ کر بھی ایمان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ [illegible] فرماتے ہیں

اگر مجھ سے کسی وقت خلاف شریعت کام ہو جائے تو مرید کو چاہیے کہ اس امر میں میری

تقلید نہ کرے۔ (مکتوبات شریف جلد [illegible] 313 [illegible])

[illegible] پیشوا [illegible] شریعت لکھنے کی [illegible] تم میں سے تھے تو حضور

سے استفادہ کا طریقہ [illegible] اور [illegible] آپ کی تقریر یا صحبت سے سیکھا؟ حضرت

محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف [illegible] جس میں آپ مرشد کامل حضرت توکل شاہ

انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کے مشاہدات [illegible] رقم طراز ہیں

آپ [illegible] اس بات کا [illegible] قبروں سے فیض ہوتا ہے یا نہیں اور جو قبروں سے فیض

لیتے ہیں [illegible] بتاتے ہیں [illegible] منکر ہوتا ہے [illegible] ہم

نے بھی بہت قبروں سے فیض پایا ہے ایک دفعہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روح مبارک سے

فیض لے رہے تھے [illegible] ہمیں فیض پہنچ رہا تھا [illegible] کھلنے لگ

گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] ہاتھ کی انگلیاں جھٹک [illegible]

پھر [illegible] ہاتھ کی انگلیوں [illegible]

فرمایا ایک دفعہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فیض لے رہے تھے ہم نے دیکھا

[illegible]

طرح معلوم ہوا؟ پھر ہمیں خیال آیا [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] فیض لے رہے تھے وہ

ہمیں [illegible] فنا ہوئی تھی [illegible] معلوم [illegible]

اس تجلی [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] فیض [illegible]

[illegible] شہرہ آفاق تصنیف [illegible]

بات نہیں بلکہ واقعہ نقل کی ہے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ ایسا ہوا کہ مجھے کسی وجہ سے کافی [illegible]
میں جمعرات کو [illegible] جہاں ایک [illegible] مولوی صاحب [illegible]
سوال سے ایک [illegible] حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کوئی
درخواست یا خواہش منظور نہ فرماتے تو وہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی
درخواست پیش کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منظور کروا لیتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بی بی فاطمہ رضی اللہ
عنہا کی درخواست بڑی خوشی سے منظور فرماتے

جمعرات کے بعد نوافل میں نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح
مبارک کو ایصال ثواب کی نیت سے پڑھ کر دعا کی کہ یا اللہ میں درخواست کرتا ہوں کہ حضرت
بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا [illegible] میری ایک درخواست آپ
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کر کے منظور کروا لیں۔ میں نے دل ہی دل میں [illegible]
[illegible] واقعی حقیقت ہے تو مجھے اس سے [illegible]
[illegible]

چند روز کے بعد [illegible] ایک عجیب خط موصول ہوا [illegible]
[illegible] تھیں اور بہت اونچی [illegible] صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ انہوں نے لکھا تھا:

The other night I had the good fortune to see "Fatimah" daughter of the Holy Prophet (Peace be Upon Him) in my dream. She talked to me most graciously and said, "Tell your brother in law Qudrat Ullah Shahab, that I have submitted his request to my exalted Father who has very kindly accepted it."

[illegible]

[illegible]

1۔ سیاست … تعلقات وغیرہ

2۔ تعویذات … کامیاب … کرے

3۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

4۔ [illegible]

[illegible] مثلاً حضرت خواجہ معین الدین [illegible]

[illegible] بیان کیا جاتا ہے کہ

[illegible]

حضرت صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] 1990 [illegible] رجب 1410ھ صفحہ 64)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس سے یہاں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قبر پر چراغ جلانا چاہیے اور کچھ لوگ اسے مناسب نہیں سمجھتے ... [illegible]

حضرت امام احمد ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

جہاں ... [illegible] ... درود شریف ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... 150 ... 522 ... [illegible]

[illegible]

جواب ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

بات ان لوگوں سے [illegible] حضرت [illegible] محبوب

عالم اور مولانا محمد عبد [illegible] رحمۃ اللہ علیہ

حضرت [illegible] رضی [illegible] صحابی رسول ﷺ ہیں [illegible] متعدد [illegible] کی

سب سے بڑی [illegible] کے پاس [illegible] میں مدون ہیں [illegible]

[illegible] مشہور [illegible]

پتہ چل جاتا ہے۔ انہیں میں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار [illegible]

[illegible] نسبت [illegible]

[illegible] کے [illegible]

[illegible] رسول ﷺ [illegible]

[illegible] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا [illegible]

[illegible] حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] عمل کی شدت کے

[illegible] عمل اور [illegible]

[illegible] جہاں میں [illegible] حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible]

[illegible] تحریر [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] حضرت [illegible] محبوب عالم [illegible]

[illegible]

[illegible] confirmation کی

[illegible]

حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible] جاتا ہے

[illegible] ظفر اللہ [illegible]

کچھ علم حدیث کے بارے میں (قسط 3)

علم حدیث سے ناواقف لوگوں [illegible] عام مسلمانوں کو علماء سے خصوصاً حضرات [illegible] [illegible] جس [illegible] یہ حدیث [illegible] [illegible] کی وجہ [illegible] [illegible] [illegible] علوم کے [illegible] اور [illegible] تعلیم [illegible] مشکل [illegible] کا [illegible] علم حدیث کا اہم [illegible] [illegible] کہ علم حدیث [illegible] علم [illegible] [illegible] کی [illegible] ہے۔

ضعیف حدیث کا بیان

لغوی تعریف: لغت کے اعتبار سے ضعیف قوی کی ضد ہے۔ ضعف حسی بھی ہوتا ہے اور معنوی بھی۔ یہاں ضعف سے مراد معنوی ضعف ہے۔

اصطلاحی تعریف: ہر وہ حدیث جس میں حدیث صحیح اور حدیث حسن کی صفات جمع نہ ہوں، حدیث ضعیف ہے۔ (مقدمہ ابن الصلاح صفحہ ۲۰ النوع الثالث معرفۃ الضعیف من الحدیث)

حافظ ابن حجر عسقلانی [illegible] فرماتے ہیں: کل حدیث لم تجتمع فیہ صفات القبول (ہر وہ حدیث جس میں صفات قبول جمع نہ ہوں وہ حدیث ضعیف ہے)

ضعیف حدیث کی قسمیں: ضعیف حدیث کی [illegible] قسمیں ہیں۔

پہلی قسم یہ ہے کہ اس کا ضعف [illegible] [illegible] مثلاً ضعف [illegible] راوی [illegible] حفظ [illegible] کی وجہ سے ہے۔ [illegible] حدیث ضعیف متابعات اور شواہد کے [illegible] [illegible] ضعف [illegible] [illegible] حسن لغیرہ [illegible]

[illegible] وہ ضعیف حدیث ہے [illegible] [illegible] [illegible]

۱۔ [illegible] حدیث [illegible] میں [illegible]

۲۔ [illegible] حدیث [illegible] حدیث ضعیف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] موضوع [illegible]

۳۔ [illegible] حدیث [illegible] فضائل میں بھی اس کا [illegible] اعتبار نہیں [illegible] حدیث [illegible] حدیث [illegible]

قارئین [illegible] حدیث ضعیف کی دو قسمیں [illegible] دونوں قسموں کا حکم اور [illegible] ضعیف [illegible]

[illegible]

حدیث ضعیف فضائل میں معتبر ہے حدیث ضعیف فضائل اعمال اور مناقب کے باب میں بالکل قابل قبول ہے۔ چنانچہ امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف ما لم يكن موضوعا (الاذكار المنتخبة من كلام سيد الابرار للنووی صفحہ ۷)

محدثین، فقہاء اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال، ترغیب و ترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جبکہ موضوع نہ ہو۔

اسی طرح شارح امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فضائل کے سلسلے میں حدیث ضعیف پر عمل کے سلسلے میں [illegible] کرتے ہوئے کہا: اتفق العلماء على جواز العمل بالحديث الضعيف في فضائل الاعمال لانه ان كان صحيحا في نفس الامر فقد اعطي حقه من العمل والا لم يترتب على العمل به مفسدة تحليل ولا تحريم ولا ضياع حق للغير (الفتح المبين شرح الاربعين)

ترجمہ: سب متفق ہیں فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز پر بلکہ وہ اقوال ہے کہ اگر یہ
حقیقت میں صحیح ہے تو اس پر عمل کرنے سے اس کا حق ادا ہوگا اور اگر ایسا نہیں تو اس پر عمل کرنے سے حلال
کو حرام کرنے اور دوسرے کے حق کو ضائع کرنے کا خطرہ نہیں ہے

فتح القدیر میں ہے: "الضعیف غیر الموضوع یعمل به فی فضائل الاعمال"

(فتح القدیر، ۱/۳۰۳، مطبوعہ مصر)

ترجمہ: فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا بس اتنا چاہیے کہ وہ موضوع نہ ہو۔
اسی طرح مقدمہ امام ابو عمرو ابن الصلاح، مقدمہ جرجانیہ، شرح النخبہ، ... تقریب النووی
اور اس کی شرح تدریب الراوی میں ہے: محدثین وغیرہم علماء کے نزدیک ضعیف سندوں میں
تساہل ... سوا موضوع کے ہر قسم حدیث کی روایت اور اس پر عمل فضائل اعمال
وغیرہا امور میں جائز ہے جنہیں عقائد و احکام سے تعلق نہیں۔ امام احمد بن حنبل و امام عبد الرحمن
بن مہدی و امام عبد اللہ بن مبارک وغیرہم ائمہ سے اس کی تصریح منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب
ہم حلال و حرام میں حدیث روایت کریں تو سختی کرتے ہیں اور جب فضائل میں روایت کریں تو
نرمی کرتے ہیں۔ (تدریب الراوی ... مطبوعہ ... الرسائل ... مطبوعہ ...)

اسی طرح مقاصد حسنہ صفحہ ۲۰۵، موضوعات کبیر ملا علی قاری ص ۲۳، قوت القلوب امام
ابو طالب محمد بن علی مکی ... ۲۲۶، مقدمہ ابن الصلاح ص ۴۹، کتاب الاذکار امام ... محمد
شافعی، مرقات شرح مشکوٰۃ ۲/۳۱۳ میں ہے۔ تفصیل کے لیے فتاوی رضویہ جلد ۵ میں رسالہ منیر العین
فی حکم تقبیل الابہامین مطالعہ فرمائیں۔

حدیث ضعیف کی تقویت کی وجوہ: کبھی حدیث ضعیف متعدد اسناد سے مروی ہو کر حسن
بن جاتی ہے، کبھی صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ امام عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں
"بے شک جمہور محدثین نے حدیث ضعیف کو کثرت طرق سے حجت مانا ہے اور اسے
کبھی صحیح اور کبھی حسن سے ملحق کیا ہے" (میزان الشریعۃ الکبریٰ ... مطبوعہ مصر)

اسی طرح مرقات شرح مشکوۃ ۳/۱۰۲ ملا علی قاری مطبوعہ ملتان ۲۳۶ فتح القدیر ۲/۲۶۶ میزان الکبریٰ للشعرانی ۱/۲۸ ... التعقبات علی الموضوعات ص ۱۲ میں بھی ہے۔

۳۔ کسی حدیث ضعیف پر اہل علم کا عمل اس کو حسن بنا دیتا ہے۔ یعنی علماء کا ایسی ضعیف حدیث پر عمل کرنا شروع کر دیں تو وہ ضعیف نہ رہے گی بلکہ حسن ہو جائے گی

مرقات شرح مشکوۃ میں ہے: "یعنی امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ یہ بھی مناسب ہے امام نووی سے نقل کیا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے تو گویا امام ترمذی عمل اہل علم سے حدیث کو قوت دینا چاہتے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم" (مرقات شرح مشکوۃ ۲/۲۰۱ مطبوعہ ملتان)

اسی طرح تعقبات ص ۳ میں ہے

۴) مجتہد جس حدیث ضعیف سے استدلال کرے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ "ردالمحتار" میں فرماتے ہیں "ان المجتہد اذا استدل بحدیث کان تصحیحا له کما فی التحریر وغیرہ" "مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ جس طرح تحریر میں امام ابن ہمام نے فرمایا۔

۵) اسی طرح امام عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں کبھی تجربہ اور کشف سے بھی ضعیف حدیث کو قوت مل جاتی ہے۔ جیسا کہ مرقات ۳/۲۲۲ و میزان الکبریٰ للشعرانی ۱/۲۵ میں ہے

ضعیف ترین سندیں ( )۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سمت سے ضعیف ترین سند یہ ہے "صدقة الدقیقی عن فرقد السبخی عن مرۃ الطیب عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ"۔

۲)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سمت سے ضعیف ترین سند یہ ہے "عمرو بن شمر عن جابر

الجعفی عن الحارث عن علی رضی اللہ عنہ۔

۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے ضعیف ترین حدیث: السری بن اسماعیل عن داود بن یزید الاودی عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے ضعیف ترین حدیث: نسخة عند بصرة بین الحارث [illegible] عن ام النعمان عن عائشة رضی اللہ عنہا۔

۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے ضعیف ترین حدیث: شریک عن ابی فزارة عن ابی زید عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے ضعیف ترین حدیث: داود بن المحبر بن قحذم عن ابیہ عن ابان بن ابی عیاش عن انس رضی اللہ عنہ۔

([illegible] تدریب الراوی [illegible])

موضوع روایات:

لغوی تعریف: موضوع "وضع" سے ماخوذ ہے جس کے معنی گرانے اور چھوڑنے کے ہیں۔ موضوع روایت کو اس لیے موضوع کہتے ہیں کہ یہ اپنے رتبے سے گر جاتی ہے [illegible] حافظ ابن حجر عسقلانی [illegible] "النکت" میں لکھتے ہیں: [illegible] لغوی معنی کا تعلق ہے تو [illegible] موضوع کے معنی غلط طور پر منسوب بات سے کیا جاتا ہے [illegible] سے منسوب کی [illegible] لیکن اس کے معنی چھوڑنا اور گرانا بھی ہے [illegible] زیادہ مناسب ہیں۔

اصطلاحی تعریف: حافظ ابن صلاح موضوع کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: [illegible] المختلق المصنوع [illegible]

ملا علی قاری [illegible] شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں: "الموضوع هو الحديث [illegible]

الغرض حدیث [illegible] موضوع وہ حدیث ہے جس میں کذب راوی کی وجہ سے طعن ہو

([illegible])

روایت کا موضوع ہونا جیسے کہ ثابت ہوتا ہے امام احمد [illegible] طویل [illegible] روایت میں [illegible] کی وجہ سے [illegible] کی طرف راوی [illegible] ہے ہاں موضوعیت یوں ثابت ہوتی ہے کہ اس روایت کا مضمون

یا قرآن عظیم (۲) یا سنت متواترہ (۳) یا اجماع قطعی قطعیات الدلالۃ

(۴) یا عقل صریح (۵) یا حس صحیح (۶) یا تاریخ یقینی کے ایسا مخالف ہو کہ احتمال تاویل وتطبیق نہ رہے

(۷) یا معنی شنیع وقبیح ہوں جن کا صدور حضور پرنور صلوات اللہ علیہ سے منقول نہ ہو جیسے معاذ اللہ کسی فساد یا ظلم یا عبث یا [illegible] باطل یا مدح [illegible] پر مشتمل ہونا

(۸) یا ایک جماعت جس کا عدد حد تواتر کو پہنچے [illegible] میں احتمال کذب [illegible] اس کے کذب وبطلان پر گواہی [illegible]

(۹) یا خبر کسی ایسے امر کی ہو کہ اگر واقع ہوتا تو اس کی نقل وخبر مشہور و مستفیض ہو جاتی مگر اس روایت کے سوا اس کا کہیں پتا نہیں

(۱۰) یا کسی حقیر فعل کی مدحت [illegible] اور اس پر وعدہ وبشارت یا صغیر امر کی مذمت اور اس پر وعید وتہدید میں ایسے مبالغے ہوں جنہیں کلام معجز نظام نبوت سے مشابہت نہ رہے [illegible] صورتیں [illegible] موضوع کی ہیں

یا یوں [illegible] موضوع کہی جاتی ہے [illegible] لفظ رکیک [illegible] ناقل مدعی [illegible]

[illegible]

[illegible] (فتاویٰ رضویہ [illegible])

حدیث کے دو حصے ہیں

سند حدیث سے ۱۲ علوم — متن حدیث سے ۷ علوم

سند (روایت حدیث)

1. متصل
2. مرسل
3. معضل
4. [illegible]
   - [illegible]

(۵) روایت الاکابر عن الاصاغر

(۶) روایت الآباء عن الابناء

(۷) روایت الابناء عن الآباء

(۸) روایت الاقران و مدبج

(۹) سابق و لاحق

(۱۰) علم جرح و تعدیل

(۱۱) علل حدیث

(۱۲) اسمائے رجال

متن (درایت حدیث)

(۱) غریب الحدیث

(۲) فقہ الحدیث

(۳) مختلف الحدیث

(۴) مشکل الحدیث

(۵) ناسخ حدیث و منسوخ

(۶) اسباب ورود حدیث

(۷) مصحف و محرف

تحقیق و تحریر: [illegible] فیصل خان☆

منحة الحی فی کشف ظلمات زبیر علی زئی (قسط 2)

امام شعبی اور مسئلہ تدلیس کی تحقیق

گزشتہ مضمون میں ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح ثابت کر دیا ہے اور غیر مقلد زبیر علی زئی [illegible] تمام کوششوں کے باوجود بھی ناکام ہو رہے ہیں [illegible] کا [illegible] اپنی غلطی [illegible] پر چلتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سفیان ثوری کی تدلیس ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا [illegible] اپنی جماعت کے خلاف حقیقت امام شعبی کو مدلس بنا کر پیش کیا [illegible] روایت کو ضعیف کہنا شروع کر دیا [illegible] غیر مقلد [illegible] امام شعبی [illegible] غیر مقلد نے اپنی کتاب [illegible] ص [illegible] پر امام شعبی اور مسئلہ تدلیس کے نام سے ایک مضمون لکھا ہے فرماتے ہیں!

امام شعبی رحمہ اللہ [illegible] جس [illegible] معلوم ہوا کہ آپ سے مدلس کی [illegible] ۳۴۲

موصوف مزید ارشاد فرماتے ہیں!

اس کے بعد امام شعبی نے فرمایا [illegible] اس حدیث کو نہیں سنا [illegible] (۳۴۵)

[illegible]

امام شعبی [illegible] راوی [illegible]

[illegible] روایت [illegible]

موصوف نے اس مضمون میں کل [illegible] حوالہ جات پیش کیے ہیں [illegible] حوالہ جات کا مختصر [illegible]

☆ 0321-6501977

[illegible]

امام شافعی کے قول کی تحقیق

پایا ہے۔

(i) ... جو مقدمہ پیش کیا ... حوالہ جات میں ... بات محدثین کرام کے ہیں۔

(ii) پیش کردہ محدثین کرام کے ان ... حوالہ جات میں ... حوالے ہیں محدثین کرام کے ہیں

جن میں سے صرف امام نسائی رحمہ اللہ کی "کتاب الضعفاء والمتروکین" نقل کر کے سکوت کیا

ہے جس سے آپ ان حوالوں کی کیا حیثیت ہے "گا ... ہوں گے۔ کیونکہ امام نسائی کے

حوالہ پر محدثین کرام کا سکوت ہے اور ... محدثین کرام صرف ناقل ہی ہیں اور کسی بات پر سکوت کو

ہم ... سمجھنا تو ... بھی ... نہیں ہے۔ اگر ... ہے تو پھر ... سے ... ہے کہ

جب محدثین کرام نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر سکوت کیا تو ... نے بھی

... صحیح کی ... نہیں۔ حالانکہ ... سکوت ... صحیح سمجھے ... اعتراض کیا ہے یہ

... کا ... ہے ... نقل کرنا ... بات نہیں ہے بلکہ ان کی بات اس

وقت تک قابل قبول ... جب تک ... طبقات کا ... ثابت ... کریں ... جو ... نقل

کرنا جس میں صرف امام نسائی کا ... کی ... کے اصول ... حافظ

ابن حجر اور دیگر محدثین نے تصریحات ثابت ہیں ... جب تک وہ طبقات کا ... ثابت نہیں

کریں ... حوالہ جات ... ابن حجر ... امام نسائی کا قول نقل کر

کے طبقاتی تقسیم کی ہے۔

(iii) ... کے ... میں ... حوالے ... کے ہیں ... حقیقت کی ... ملاحظہ فرمائیں۔

(iv) ... کے حوالوں میں ... جن کا ... کی ... چاہیے مگر ... کی ... کے ... ان حوالوں کو ...

... جو سراسر ... اور جھوٹ کا پلندہ ہے

امام شافعی کے قول کی تحقیق:

اب ہم اصل مسئلہ پر بحث کرتے ہیں۔ پہلے تو یہ عرض کرتا ہوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا کتاب الرسالہ (فقرہ ۱۰۳۵) والے اصول کو مطلق اور کلی اصول ماننا ہی غلط ہے۔ کیونکہ [illegible] خود اپنی کتاب "[illegible] الطریق" میں [illegible] اس اصول میں تخصیصات اور استثناء کے قائل ہیں۔ لہذا امام شافعی کے اصول کو اس طرح سے قاعدہ کلیہ بنا کر پیش کرنا اور عوام الناس کو مغالطہ دینا مردود اور باطل ہے۔ یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ امام شافعی کا اصول کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں تخصیص اور استثناء موجود ہے۔ اس تخصیص اور استثناء میں مندرجہ ذیل دیگر امور بھی شامل ہیں

(i) مدلسین کے طبقات (ii) مدلس کی کثرت تدلیس

(iii) ثقات سے تدلیس (iv) [illegible]

(v) مخصوص اساتذہ وغیرہم

لہذا ان مندرجہ بالا تخصیصات کو امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کے خلاف کہنا غلط اور جناب کے اپنے اصول کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا اپنا عمل بھی اس اصول سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الرسالہ (فقرہ ۱۰۳۵) میں یہ اصول لکھا ہے کہ مدلس کی صرف وہ روایات لی جائیں گی جس میں حدثنی یا سمعت کا لفظ موجود ہو مگر امام شافعی رحمہ اللہ نے متعدد مدلسین سے عن والی روایت نقل کی ہیں۔ لہذا مندرجہ ذیل مدلس راویوں سے امام شافعی نے اپنی کتاب الرسالہ میں روایت کی ہیں۔

(i) محمد بن مسلم الزہری رحمہ اللہ (طبقہ ثالثہ کے مدلس) فقرہ [illegible]

(ii) محمد بن عجلان رحمہ اللہ طبقہ ثالثہ کے مدلس۔ الرسالہ فقرہ نمبر [illegible]

(iii) ابن جریج رحمہ اللہ (طبقہ ثالثہ کے مدلس) الرسالہ فقرہ نمبر [illegible]

چہارم: امام شافعی رحمہ اللہ کی اپنی کتاب الرسالہ میں عمل والی روایت پر سکوت اختیار کیا تو یہ مقلد دیوبندی کی خواہش ہو سکتی ہے مگر دیوبندی غیر مقلد محدثین رحمہم اللہ کے موقف سے امام شافعی کی کتاب الرسالہ فقرہ: ۱۲۳۵ کا حوالہ دیتے ہیں اس پر بھی صدق کیا ہے؟ الخ معلوم ہوا کہ دیوبندی غیر مقلد عوام الناس کو مغالطہ دے رہے ہیں۔

پنجم: دیوبندی کا امام شافعی کی کتاب الرسالہ کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی طرح سمجھنا غلط ہے اور یہ لکھنا کہ ... میں ہے کہ دعا کی تصریح خود امام شافعی سے صراحتاً ثابت ہو بلکہ دوسری کتاب میں اس کی صراحت کافی ہے جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے مسئلہ کی مرویات کے بارے میں علمائے کرام کا عمل ہے ... صاحب کی یہ بات باطل و مردود ہے کیونکہ اول تو کتاب الرسالہ کو صحیحین پر قیاس کرنا مردود ہے۔ دوسرا یہ کہ جس طرح صحیح بخاری و صحیح مسلم کے بارے میں محدثین کرام کے اقوال موجود ہیں اس طرح کے اقوال امام شافعی کی کتاب الرسالہ کے بارے میں ثابت نہیں۔ غیر مقلد دیوبندی کے ذمہ ہے کہ وہ ایسے ... کی شہادت غیر مقلد دیوبندی پیش کرے۔ اگر سچے ہیں تو کسی ایک محدث سے ثابت کریں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الرسالہ کی ہر روایت محمول علی الصحۃ ہے۔ مزید یہ کہ یہ بات خود امام شافعی رحمہ اللہ کے اپنے اصول کے مخالف ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ ... راوی کی ... (...) لکھنے کے حق میں نہیں ہیں۔ ... اعتراض ... باطل و مردود ہے۔

قارئین کرام! مسئلہ صرف یہ ہے کہ کیا امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الرسالہ فقرہ: ۱۲۳۵ والی روایت پر عمل کیا ہے؟ اگر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے تو امام شافعی علیہ الرحمہ کا اپنا عمل کیا ہو سکتا تھا۔

اعتراض: ۱۴۸ ... صاحب مناظرہ دیوبندی اپنی کتاب ... ص ۲۵ پر تحریر فرماتے ہیں!

دوسرے یہ کہ امام شافعی سے کتاب الام میں محمد بن اسحاق کی سند سے ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ
الاسلمی وغیرہ کی سند سے وغیرہم سے متصل روایت بھی موجود ہے تو پھر کیا یہ بھی [illegible]
قدیم ہی ساقط ہو چکی ہے۔

جواب: [illegible] غیر مقلدین [illegible] عموم [illegible] نص موضوع [illegible]
چل رہی ہے [illegible] جواب کیا [illegible] غیر مقلدین [illegible] کے مذہب [illegible]
[illegible] امام شافعی رحمہ اللہ سے جو [illegible] روایت [illegible] امام شافعی [illegible]
[illegible]

دراصل میں [illegible] کتاب الام [illegible] امام شافعی رحمہ اللہ [illegible]
[illegible] امام شافعی کا [illegible]
امام شافعی رحمہ اللہ کے [illegible] قاعدہ [illegible] غلط ہے [illegible]
[illegible] تخصیص کے قائل ہیں [illegible]
[illegible] محمد بن اسحاق [illegible] مسلم [illegible]
[illegible] امام شافعی رحمہ اللہ کا [illegible]
[illegible] مناظر [illegible] آپ کا [illegible]
جان [illegible] غیر مقلدین [illegible]
[illegible] اصل [illegible] حقیقت [illegible]
مناظر [illegible]

اعتراض: [illegible] امام شافعی رحمہ اللہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] (تو راہ الطریق ص 75)

جواب: یہ مقلد بریلوی کی روایتی ڈھٹائی پر مبنی جواب ہے۔ اپنی عادت کے مطابق جس کی تقریر سے ان کی امت پریشان ہے اس بدتمیزی کا جواب دیں تو یہ جو بات قابل مذمت اور قابل شرم بات ہے وہ تمہارے علماء اس امت کے بارے میں جو جھوٹ اور بہتان کی داستان ہے اس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ مگر جب جناب کو آپ کے اصول کے مطابق بات سمجھائی تو جناب کو غصہ آ گیا۔ ہماری ہمت کو داد دیں کہ آپ کے اس اصول بدتمیزی کا جواب ہم اسی طرح دے رہے ہیں۔

مقلد جناب سے عاجز ہیں تو میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اور حمایت جاہلیت میں جو اتحاد ہے ان کے اصول کے مطابق صحیح کر کے دیں۔ حال سے جھوٹ جائے گی اور علمی حمایت کا اصول بھی برعام پھیلنے سے بچ جائے گا۔

جو ادارہ الحدیث ص ۳۳ ... پر دیکھیں کہ آپ نے حافظ ابن حجر سے نقل کیا ہے یا نہیں؟

"یہ مطلق تقسیم تو حافظ ابن حجر کے اصول ... سے متعارض ہونے کی وجہ سے بھی ناقابل قبول اور مردود ہے۔"

جناب آپ کون ہوتے ہیں حافظ ابن حجر کے اقوال میں تعارض ثابت کرنے والے؟ جب آپ یہاں حسی کی بات ہوتو قرآن میں تعارض ثابت کرتے ہیں اور جب اپنی مرضی کے خلاف ہو تو علماء پر بدتمیزی کرتے ہیں۔ جناب آپ تو صاحب الرائے کی جواب دینے میں تحقیق کے میدان میں پیچھے رہ گئے ہیں۔

قارئین کرام! مقلد اہل حدیث بریلوی صاحب کی اس بدتمیزی سے آپ اندازہ لگا لیں کہ ان کے پاس میری بات کا کوئی جواب نہیں ہے۔ بریلوی صاحب کی بدتمیزی کے جواب میں اصولی بات ہے قابل غور ہے کہ اصول کی بات جو ان کی دوڑ میں ... بریلوی صاحب کو ...

خلاصہ یہ ہے کہ ہم بھی کسی پر تنقید کر سکتے ہیں مگر یہ کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل ہے کئی بزرگ آپ سے قبل اور غیر مقلدین علماء میں سے بھی پہلے گزرے ہیں ان علماء کرام میں سے چند ایک لوگ شامل ہیں

1) شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن بن سعد (تحقیق التقلید عند اہل الحدیث ص ۲۳)

2) ناصر بن محمد الحمید (تحقیق التقلید عند اہل الحدیث ص ۲۳)

(3) شیخ محمد طلعت (معجم المدلسین ص ۲۹)

(4) ابو عبیدہ مشہور بن حسن (شاگرد البانی) (جزء علم الحدیث)

(5) محمد حبیب احمد غیر مقلد (رسالہ محدث ص ۲۰)

(6) مسفر بن سعد محمد (التدلیس واحکامہ ص ۱۲۹)

لہٰذا جناب راقم پر اعتراض کرنا ناانصافی ہے بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مدلس کی عن والی روایت نہیں لیتے تھے جیسا کہ ان کی کتاب "الرسالہ" اور "کتاب الام" سے ظاہر ہے۔ اور یہ بھی عرض کر دوں کہ کیا بات ہے کہ زبیر صاحب نے متعدد مقامات پر جلیل القدر محدثین کرام مثلاً ابن حبان، حافظ ابن حجر رحمہم اللہ کے قول میں تضادات پیش کیے ہیں اگر جو تضادات ان کے اصول کے مطابق ہیں تو آپ سے بھی ان کی تعبیر کریں۔ مشہور شعر ہے کہ

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا — سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

جناب بات اصول کی روشنی میں ہی جچتی ہے۔ محدثین تو اپنی جگہ محدثین کرام ہیں آپ بھی ہیں اور شرم بھی ہے۔ وہ صرف یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی بھی شخص کا قول غیر مقلد یا حضرات کی روایت کو رد کریں۔ یہ ایک علمی موضوع ہے لہٰذا اس موضوع پر علمی اور عاجزانہ گفتگو سے مجھے مطالعہ کے بعد جو چیز صحیح ہوئی وہ عرض کر دیا ہے۔ ہاں یہ مانتا ہوں کہ آپ کی اپنی مرضی ہے مگر یہ عرض کر دوں کہ مشہور علماء غیر مقلدین حضرات آپ کے موقف سے متفق نہیں ہیں۔ لہٰذا آپ کے

آپ کے تلامذہ میں بدیع الدین شاہ راشدی، محب اللہ شاہ راشدی صاحب بھی شامل ہیں جن سے آپ کی حدیث کی سند ملتی ہے آپ کی روایت کے قائل ہیں۔ جبکہ آپ کے استاد محب اللہ شاہ راشدی نے اپنے مضمون جو رسالہ [illegible] میں چھپ چکا ہے آپ کو رجوع کرنے کا کہا تھا مگر رجوع کے بجائے آپ اپنے خود ساختہ اصول پر اڑے ہوئے ہیں۔

زبیر صاحب اپنے رسالہ الحدیث شمارہ نمبر ۷۶ "[illegible]" میں ۴۳ اور اپنی کتاب [illegible] طریق میں [illegible] ۲۰۵ پر سفیان بن عیینہ کی عن والی روایت کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بطور فائدہ عرض ہے کہ سفیان بن عیینہ سے امام شافعی کی تمام روایات سماع پر محمول ہیں" (الفتح [illegible] الزرکشی ص ۸۹)

عرض یہ ہے کہ غیر مقلد زبیر علی زئی کو اپنے خود ساختہ اصول کو ثابت کرنے کے لئے یہ حق تو حاصل ہو کہ وہ علامہ الزرکشی رحمہ اللہ کے حوالے سے امام شافعی کی سفیان بن عیینہ (مدلس) سے عن والی روایت [illegible] سماع پر محمول [illegible] حاصل نہ ہو کہ امام حافظ ابن حجر اور حافظ علائی [illegible] کے بعد محدثین کرام کے نزدیک سفیان [illegible] کی عن والی روایت کو قبول کرتے تھے۔

قارئین کرام کیا یہ بھی دیانت داری ہے کہ جب اپنا موقف ثابت نہ ہو تو پھر کوئی سا بھی قول قابل قبول اور مگر [illegible] نہ ہو تو پھر اکابر کے اقوال کا بھی رد کر دیا جائے۔ مزید عرض کر دوں کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے طبقات المدلسین امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کے علاوہ نہیں بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول میں تخصیص اور استثناء ہے لہذا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے طبقات کو جمہور کے خلاف کہنا باطل [illegible] زبیر علی زئی نے مقلد علامہ الزرکشی کے حوالے سے سفیان بن عیینہ کی روایت کو محمول کی السماع [illegible] تخصیص کا [illegible] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے طبقات کو جمہور کے خلاف [illegible] کا نام تحقیق ہے؟ یہ تحقیق ہے تو پھر آپ کی [illegible] یہاں مختصر [illegible] الزرکشی نے النکت میں ۸۹ پر امام شافعی [illegible] عیینہ سے [illegible]

تحریر: [illegible] عطاری [illegible]

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی پر ایک اعتراض کا جواب

اعتراض [illegible] ملفوظات اعلیٰ حضرت [illegible]

[illegible]

جواب قارئین محترم [illegible]

[illegible]

مخالفین کی چال بازی [illegible]

[illegible] ملفوظات اعلیٰ حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible] ([illegible])

[illegible]

[illegible] تفصیل [illegible]

[illegible] ان کی وفات [illegible]

[illegible]

[illegible] وفات پائی۔

[illegible]

[illegible]

1) [illegible]

2) حضور ﷺ [illegible]

3) حضرت [illegible]

4) [illegible]

گزارش دل

کیا حضور ﷺ [illegible] والا صحابی [illegible]؟

یا حضور ﷺ [illegible]؟

یا حضرت [illegible]؟

یا حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]؟

[illegible]

ایک غلط فہمی اور اسکا ازالہ

ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ [illegible]

[illegible]

تعالیٰ اعلم بالصواب

اسلام میں گداگری کی ممانعت

[illegible]

192 ... 332

[illegible]

صدقہ [illegible]

[illegible]

0300-6491308

سوال کرنے کی مذمت

مفتی [illegible] ☆

مسائل شرعیہ اور ان کا حل

سوال: بعض سادات جب غیر سید سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں سید ہوں اور تو شیخ ہے۔ اسی طرح بعض غیر سید جب سید سے مخاطب ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں شیخ ہوں اور آپ سید ہیں۔ یعنی شیخ کے مقابلے میں سید، سید کے مقابلے میں شیخ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ شرعی طور پر [illegible] کہنے میں کیا حکم ہے۔ کیا سید شیخ نہیں؟ (السائل: حافظ محمد مسعود)

الجواب: ایسا کہنا سادات کے لیے [illegible] ہے اور غیر سادات کے لیے [illegible] سادات شیخ ہوتے ہیں [illegible] ہیں۔

سوال: دونوں ہاتھ جوڑ کر سلام کرنا درست ہے یا نہیں؟ (سائل: ظفر محمود قریشی)

الجواب: سلام [illegible] کے بعد دونوں ہاتھ جوڑنا پاکستان کے بعض علاقوں میں مروج ہے، [illegible] اہل علم بھی ایسا کرتے نظر آتے ہیں۔ جبکہ بوقت ملاقات صرف مسنون طریقے سے سلام [illegible] کرنا چاہیے، ہاتھ جوڑنا نامناسب ہے۔

سوال: [illegible]

جواب: قرآن مجید [illegible]

مجلہ [illegible]

چنانچہ [illegible] لکھتے ہیں [illegible]

☆ [illegible] دارالعلوم [illegible]

ہے کیونکہ جلانے میں ایک قسم کی اہانت ہوگی کہ جس سے ادب نہ رہ جائیگا۔ (مرقات ج ۲ ص ۱۳۳)

دفن کرنے میں اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوسکتی، امر تو یہ ہے کہ دفنانا بجائے خود کسی پاک جگہ پر دبا دینے کے سلسلے میں ایک طرح کی عزت ہے۔

علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں: ہمارے علمائے حنفیہ نے فرمایا جب مصحف اتنا بوسیدہ ہو جائے کہ اس سے فائدہ حاصل نہ کیا جاسکے تو اس کو کسی پاک جگہ دفن کر دیا جائے۔ (روح المعانی [illegible] ص ۱۰)

[illegible] لکھتے ہیں: بوسیدہ مصحف پاک زمین میں دفن کیا جائے جلایا نہ جائے۔ (فتاوی [illegible] ص ۲۰)

پانچ سو علماء کا فتویٰ سلطان اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے دور حکومت میں موصوف سلطان کے تحت جلیل القدر پانچ سو علماء کے مرتب کردہ فتاویٰ میں ہے: "مصحف جب پرانا ہو جائے اور اس سے تلاوت نہ ہو سکے تو اسے کپڑے میں لپیٹ کر دفن کیا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۲۳)

اسی میں ہے: مصحف جب پرانا ہو جائے اور اس سے تلاوت نہ کی جاسکے اور اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ [illegible]

علامہ شامی لکھتے ہیں: مجتبیٰ میں لکھا ہے: جب مصحف پرانا ہو جائے اور بوسیدہ ہو جائے تو اس کو دفن کیا جائے جیسے [illegible] (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور اولیاء (علیہم الرضوان) کو دفن کیا جاتا ہے اور یہی حکم ان کتابوں کا ہے جب وہ بوسیدہ ہو جائیں [illegible] یہی حکم [illegible] کا ہے [illegible] سے [illegible] میں سے اصل [illegible] بھی [illegible] جاتے ہیں [illegible] جب مصحف [illegible] ہو جائے تو اس [illegible] میں دفن کیا جائے گا [illegible] کی طرف [illegible] کی [illegible] مناسب یہ ہے کہ [illegible] میں [illegible] جائے [illegible]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا فتویٰ

دینا بعد محو ہو جانے یا ان پر مرحم درہم ہو جانے کے، بشمول ملائکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اجمعین کے جائز ہے کما فی الدر المختار الکتب التی لا ینتفع بہا یمحی عنہا اسم اللہ وملائکتہ ورسولہ ویحرق الباقی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ عز اسمہ اتم

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے ناقابل استعمال پرانے نسخے اور بوسیدہ اوراق کی حفاظت جس سے اس کا تقدس اور ادب زیادہ محفوظ رہ سکے یہی ہے کہ ایسے نسخوں اور اوراق کو کسی بہتر جگہ طریقے سے دفن کیا جائے یا ں چونکہ مختلف پاک ناپاک جگہ سے گذرتا اور ٹھہرتا ہے حتیٰ کہ جانور نالی میں پیشاب وغیرہ کرتے ہیں وسائل پاکی ناپاکی کی حالت میں نہاتے اور کپڑے دھوتے ہیں بہتے پانی میں بہانے جائیں جہاں تک جلانے کا تعلق ہے اسے جہاں علماء نے ناپسند کیا ہے وہاں عوام الناس بھی ایسے فعل کا اچھا تصور نہیں کرتے بلکہ ایسے فعل کے مرتکب کے خلاف شدید نفرت و احتجاج بلند کرتے ہیں۔

چنانچہ رسم المفتی میں ہے من لم یعرف احوال زمانہ فہو جاہل یعنی جو شخص اپنے زمانے کے حالات سے بے خبر ہو وہ جاہل ہے کہ مطابق اس کو چاہیے کہ وہ ہر گروہ سے کنارہ کش رہے۔

دورِ عثمانی میں احراق مصاحف پرانے مصاحف اور اوراق کو جلانے کے جواز کے قائلین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں مصاحف کے جلانے والے عمل کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں جس کا پس منظر یہ ہے کہ اسلام جب دور دراز تک پھیل گیا تو نئے مسلمانوں نے قرآن کریم اپنے اساتذہ سے جس طرح تلفظ اور قرات سے سیکھا تھا ان میں اور دوسرے علاقوں کے مسلمانوں میں جن کو دوسری قرات میں تعلیم دی گئی تھی اختلاف پیدا ہونے لگا چنانچہ حضرت حذیفہ نے حضرت عثمان سے کہا کہ اس امت کو یہود و نصاریٰ سے پہلے کہ ان میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف پیدا ہو (بخاری، فضائل القرآن، باب جمع القرآن)

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ صحابہ کرام کے سامنے پیش کیا اور ان کے اتفاق رائے سے حضرت حفصہ سے منگوائے ہوئے نسخوں سے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

ختم کر دیا گیا تھا اور قرآن مجید کے وہ نسخے نذر آتش کر دیے جو مختلف حضرات کے پاس موجود
تھے

جلانے کی وجوہات و اسباب شارح بخاری علامہ کرمانی علیہ الرحمہ اس جگہ لکھتے ہیں "اگر تو کہے کہ قرآن مجید کو جلانا کیونکر جائز ہو سکتا ہے تو میں کہوں گا کہ جلایا وہ گیا تھا جو منسوخ تھا یا جو غیر قرآن کے ساتھ مخلوط ہو چکا تھا" (کرمانی ج ۱۸ ص ۹ عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۱۸)

ملا علی قاری فرماتے ہیں "حضرت عثمان نے نذر آتش اسے کیا جو قرآن نہ تھا یا قرآن سے منسوخ ہو گیا تھا [illegible] جنہیں [illegible] اور مصحف سے جلانے ہی کو اس لیے ترجیح دی کہ [illegible] سے یہ شبہ دور ہو جاتا ہے کہ انہوں نے بعض قرآن چھوڑ دیا کیونکہ گر وہ قرآن ہوتا یا منسوخ نہ ہوتا تو کوئی مسلمان اسے جلانا پسند نہ کرتا" (مرقات ج ۲ ص ۶۳۱)

[illegible] طبری نے شعیب سے روایت کی ہے "جناب عثمان نے ہر وہ مصحف نذر آتش کرنے کا حکم دیا جو ان مصاحف کے خلاف تھا جنہیں [illegible] بھیجا گیا" (بحوالہ تاریخ [illegible] کتاب المصاحف [illegible] ص ۴۹)

علامہ کرمانی فرماتے ہیں "وہ مصاحف نذر آتش کیے گئے جن میں غیر قرآن قرآن سے مخلوط تھا یا قرأت شاذہ یا وہ قرأتیں تھیں جو منسوخ ہو چکی تھیں انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس لیے نذر آتش کرایا کہ اختلاف ختم ہو جائے" (کرمانی ج ۱۸ ص ۹)

[illegible] ایسا ہو کہ کوئی شخص ان مصاحف کو پیش کر کے مسلمانوں میں پھر اختلاف و انتشار پیدا کرے [illegible] وہ تمام ایک قرآن [illegible] معلوم ہوا کہ آپ کا یہ اقدام ضرورت کے تحت تھا [illegible]

[illegible]

علامہ عاصی عباسی کی تحقیق [illegible]

[illegible]

[illegible]

علامہ ابن حجر کی رائے [illegible]

[illegible]

کسی نے انکار نہ کیا [illegible]

حضرت علی بھی یہی کرتے [illegible]

اعلان علی [illegible]

[illegible]

تشہیر و استحصال [illegible]

[illegible]

تحقیق و تحریر: فیصل خان ☆

زبدۃ التحقیق کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ افضلیت شیخین جو کہ اہل سنت والجماعت کے ہاں متفق علیہ ہے تقریباً کچھ عرصے سے اہل سنت کے بعض حلقوں میں متنازعہ بنا دیا گیا ہے۔ جیسا کہ اس مسئلہ پر جناب محترم قبلہ سید عبدالقادر جیلانی صاحب کی کتاب "زبدۃ التحقیق" چند عرصہ پہلے منظر عام پر آ چکی ہے۔ محترم قبلہ شاہ صاحب نے اپنی کتاب زبدۃ التحقیق میں اپنا عقیدہ و نظریہ یوں ظاہر فرماتے ہیں۔

"اپنا عقیدہ و حیثیت کی کے جناب ابوبکر صدیق کے بارے میں بحیثیت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہونے کے افضل الامت ہونے کا ہے مگر ان کے بعد ... ولایت و روحانیت سے عاری نہیں ہو جائیں گے۔ جو کہ ان کے اس موقف سے منسوب کیے جاتے ہیں۔"

قبلہ محترم شاہ صاحب کا یہ موقف دو نکات پر مشتمل ہے کہ:

1 ان کا اپنا عقیدہ حضرت ابوبکر صدیق کو افضل الامت ہونے کا ہے

2 جس صاحب نے ابوبکر صدیق کو افضل الامت نہیں مانا ان کو سنیت سے خارج نہیں کیا جا سکتا ہے

قبلہ محترم شاہ صاحب کے اس موقف کے دونوں پہلو تحقیق و وضاحت کے طالب ہیں تاکہ معاملہ واضح اور آشکار ہو سکے۔ قبلہ محترم شاہ صاحب ایک طرف تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل الامت ہونے کا کہتے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ زبدۃ التحقیق میں ... حضرت ابوبکر صدیق سے افضلیت بیان کرنے کے بعد ... احادیث پر اعتراض بھی کرتے ہیں جس کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اہل سنت کا استدلال کمزور ہو جاتا ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ ایک طرف تو قبلہ شاہ صاحب زبدۃ التحقیق میں لکھتے ہیں کہ "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت بحیثیت خلیفہ، شہرت کے ساتھ حق ہے اور اس حیثیت سے آپ افضل الامت ہیں"۔ مگر ساتھ ہی ساتھ شاہ صاحب زبدۃ التحقیق میں حضرت ابوبکر کی افضلیت والی احادیث پر اعتراضات بھی وارد کرتے نظر آتے ہیں۔

بحیثیت طالب علم میں محترم قبلہ سید عبداللہ شاہ صاحب سے ایک سوال ضرور کروں گا کہ حضور آپ نے جو ...

[illegible]

[illegible] 484 [illegible] 2011 [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عمر بن عبدالعزيز [illegible]

[illegible] الصحابة [illegible]

[illegible]

[illegible] (جامع البيان [illegible])

[illegible] اختلاف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قاسم بن محمد [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ السلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] والشافعی [illegible]

[illegible] الأوزاعی [illegible]

[illegible] الخلاف [illegible]

[illegible] الكتاب والسنة والإجماع [illegible] على الصواب [illegible]

[illegible] بالكتاب والسنة

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے اور [illegible] ممکن ہو تو بھی اس مسئلہ میں کسی بڑے عالم کی تقلید کرنی چاہیے

4 [illegible] صحیح پہلو سامنے آ جائے تو جس طرف [illegible] دل [illegible] اس قول پر عمل کر لینا چاہیے مگر یہ [illegible] لوگوں کے لئے ہی ہے جو عوام الناس کے زمرہ [illegible] علمی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ مگر [illegible] [illegible] کی صورت میں علماء کے فتویٰ کی پیروی لازمی ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] یہ بات اہم ہے کہ [illegible] عوام [illegible] لوگوں کیلئے ہے۔ [illegible] کے [illegible] اور [illegible] ہیں جس کا [illegible] جاتا ہے۔

5 [illegible] معلوم ہوں کہ عالم یا جاہل [illegible] کسی عالم [illegible] پر عمل کرنا چاہیے مگر یہ بھی یاد رکھیں کہ فتویٰ بھی [illegible] قابل قبول نہیں ہوتا۔ فتویٰ صرف [illegible] قابل قبول ہوتا ہے جس میں کتاب و سنت [illegible] سے واقفیت اور [illegible] حاصل ہو۔ [illegible] اس میں اجتہاد کی قابلیت بھی ہو۔

7 [illegible] کے قول سے یہ بھی واضح ہو کہ [illegible] اصحابی کالنجوم سے استدلال کرنا غلط ہے۔ چونکہ کسی بھی صحابی کے کسی بھی [illegible] کو [illegible] کرنے سے [illegible] ایک بڑے طبقہ اور جمہور علماء [illegible] ضعیف کہا اور [illegible] امت [illegible] کر دیا۔

[illegible] کے [illegible] سے جو مقصود ہے؟ مسئلہ التصیب میں قبلہ محترم [illegible] شاہ صاحب سے [illegible] [illegible] اصحابی کالنجوم [illegible] ہے محترم [illegible] شاہ صاحب کا استدلال گذشتہ سطور میں [illegible] [illegible] کا استدلال [illegible] نصوص متعارضہ مسئلہ التصیب میں صحابہ [illegible] سے وارد ہوئے ہیں اور صحابہ کرام کے نصوص متعارضہ میں سے کسی ایک پر بھی [illegible] عمل [illegible] ہدایت اور حق پر ہوگا کیونکہ تمام صحابہ [illegible] ہیں اور کسی کے بھی ایک قول پر عمل [illegible] اہل سنت سے خارج [illegible]

اگر [illegible] کے قول سے [illegible] ہو گیا کہ متعدد اقوال میں سے حق ایک ہی ساتھ ہوگا [illegible] مطلب یہ کہ مسئلہ التصیب میں نصوص متعارضہ میں سے کسی ایک ہی صحابی کا قول حق ہوگا [illegible] مسئلہ میں [illegible] قرآن و سنت اور متفقہ اصولوں پر [illegible] اور [illegible] اصحابی کالنجوم سے استدلال بھی صحیح نہیں [illegible] علماء [illegible] اس حدیث کو ضعیف کہا [illegible] [illegible] کہ اس حدیث سے مطلب [illegible] سے [illegible] [illegible] محترم [illegible] شاہ صاحب نے پیش [illegible] بالفرض [illegible] صحیح بھی ہوں [illegible] محترم [illegible] شاہ صاحب سے [illegible] اقوال متعارضہ [illegible] میں [illegible] بھی نہیں ہیں کیونکہ [illegible] شاہ صاحب کے پیش کردہ دلائل میں سے

[illegible]

90% [illegible] صحیح [illegible] تحقیق [illegible] جائے گا اور بقیہ 10% [illegible] بھی [illegible] حضرت ابوبکر صدیق [illegible] عصبیت [illegible] طرف [illegible] حضرت ابوبکر صدیق [illegible] عصبیت [illegible] کرنے کا حکم [illegible] معلوم ہے۔

۳ بالفرض [illegible] مسئلہ العصبات [illegible] حضرت ابوبکر صدیق [illegible] عصبیت [illegible] صدیق [illegible]

۴ [illegible]

۵ اگر کسی [illegible] مسئلہ العصبات [illegible]

[illegible] العصبات [illegible]

[illegible] حضرت ابوبکر صدیق [illegible]

[illegible] 2011 [illegible]

[illegible]

[illegible] بلکہ اصول اسماء الرجال کی روشنی میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

... اسماعیل بن یحیی المزنی ...

[illegible]

[illegible]

1 [illegible]

2 [illegible]

3 [illegible]

4 [illegible]

5 [illegible]

6 [illegible]

7 [illegible]

صحیح ہوں یا ان کا معارضہ ہو تو ان پر عمل کیا جائے۔ (سنن الدارقطنی رقم ۱۷۹۱، مصنف ابن ابی شیبہ ۲۹۳۷۹)

الغرض اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام نے بھی حق کی دلیل کو مانا اور یہ نہ کہا کہ ہم بھی ہدایت پر ہیں اور تم بھی ہدایت پر ہو۔ لہٰذا یہ موقف اختیار کرنا محل نظر ہے کہ صحابہ کرام کی جس حدیث کو بھی لیا جائے وہ صحیح ہوگی۔

عالموں کے دو متضاد اقوال پر عمل کی تحقیق:

ہمارے اس دور میں یہ بات بڑی ہی عجیب اور اصول کے خلاف ہے کہ مسئلہ افضلیت میں فلاں کا قول فلاں سے مختلف و متعارض یا متضاد ہے تو پھر اس پر کیا حکم لگایا جائے۔ کیا مسئلہ افضلیت ابوبکر صدیق پر ان علماء کرام کو اہل سنت سے خارج کر دو گے۔ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ فتوی لگانا تو مفتی کا کام ہے ہر عالم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ فتوی لگائے کیونکہ اگر مطلق ان فتووں پر چلیں تو آج کے دور میں شاید ہی کوئی آپ کو سنی نظر آئے سوائے چند شخصیات کے۔ چونکہ مسئلہ افضلیت پر باقاعدہ تحقیق شدہ اسباب موجود ہیں اور تفضیلیت کی اتنی بھرمار ہو رہی ہے وہ قواعد و ضوابط اور مسلمہ اصول کے سراسر خلاف ہے۔ چنانچہ اس قسم کی فتوی بازی سے گریز کرنا چاہیے مزید یہ عرض کروں کہ فتوی ایسے شخص پر لگایا جاتا ہے جس کی نظر میں تمام دلائل اور ثبوت ہوں اور پھر وہ اس کا انکار کرے۔ اگر کسی کی نظر یا مطالعہ میں دلائل ہی نہ ہوں تو ایسے موقف پر فتوی لگانا بڑی جرأت کا کام ہے اور وہ اس مسئلہ پر ماجور سمجھا جائیگا۔ اب اس مسئلہ تفضیلیت میں جس عالم کے مطالعہ میں جس قسم کے دلائل تھے انہوں نے اس مسئلہ افضلیت پر اسی قسم کا موقف اختیار کیا۔ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ علماء کرام اور مجتہدین کے بھی مراتب تھے۔ لہٰذا ان مراتب کا خیال رکھتے ہوئے ان کے اقوال کو پرکھنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بعض عالم کسی ایک فن کا ماہر ہوتا ہے تو دوسرا کسی دوسرے فن کا ایک عالم علم تفسیر کا ماہر ہوگا تو دوسرا علم حدیث کا۔ ایک عالم منطق کا ماہر ہوگا تو دوسرا فلسفہ کا اور ان تمام عالموں سے مجتہد کی شان اور فضیلت سب سے بڑھ کر ہے اور مجتہد کے بھی کئی مراتب ہیں۔

اقوال متضادہ اور امام حرمی: امام حرمی شافعی امام شافعی کا دو علماء کے متضاد اقوال کے بارے میں قول ذکر کرتے ہیں: "سلم تصح هذا الرأي انه ليس المختلفين ؟ فقلت منهما ما أشبه الدليل وبطل ما أخطأ الدليل" (جامع بیان العلم ۲/۱۵۵)

ترجمہ: "دو اختلاف رکھنے والے دونوں عالموں کے اقوال سے صحیح یہی ہے کہ ان میں سے جو قول دلیل سے صحیح ثابت ہو جائے اسے لو اور جو دلیل سے خطاء ہو اسے چھوڑ دو۔"

حافظ ابن عبدالبر کا فیصلہ: امام مزنی کے اس قول پر حافظ ابن عبدالبر ان الفاظ میں فیصلہ صادر کرتے ہیں: "ما قاله المزني عندي لازم" (جامع بیان العلم ۲/۱۰۱)

یعنی امام مزنی کا استدلال بالکل درست ہے اور میں بھی یہی کہتا ہوں۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ علماء کرام کے متعارض اقوال میں سے ایک کا قول قرآن و سنت اور آثار کی روشنی میں اخذ کرنا ضروری ہے۔

حدیث اصحابی کالنجوم کا تحقیقی جائزہ: محترم قریب شاہ صاحب کے موقف کی بنیاد حدیث اصحابی کالنجوم کا بھی قارئین کرام کے لئے مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

1۔ امام مزنی حدیث اصحابی کالنجوم کے بارے میں لکھتے ہیں: "إن صح هذا الخبر فمعناه فيما نقلوا عنه وشهدوا به عليه فكلهم ثقة مؤتمن على ما جاء به لا يجوز عندي غير هذا وأما ما قالوا فيه برأيهم فلو كانوا عند أنفسهم كذلك ما خطأ بعضهم بعضاً ولا أنكر بعضهم على بعض ولا رجع منهم أحد إلى قول صاحبه فتدبر" (جامع بیان العلم ۲/۱۱۶)

ترجمہ: امام مزنی نے حدیث اصحابی کالنجوم کی تشریح میں کہا ہے اگر یہ حدیث صحیح ہے (جو کہ ضعیف ہے) تو معنی یہ ہیں کہ روایت دین میں تمام صحابی ثقہ اور معتبر ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی معنی میرے نزدیک درست نہیں کیونکہ اگر تو صحابہ اپنی رائے کو حدیث صاحب اور غلطی سے مبرا سمجھتے ہوتے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کی تغلیط کرتے اور نہ ہی اپنے کسی قول سے رجوع کرتے، حالانکہ بے شمار موقعوں پر صحابہ کرام ایسا کر چکے ہیں۔

2۔ محدث بزار حدیث اصحابی کالنجوم کے بارے میں لکھتے ہیں: "هذا الكلام لا يصح عن النبي ﷺ" (جامع بیان العلم ۲/۱۱۱) یعنی یہ کلام (اصحابی کالنجوم) نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس روایت میں راوی ضعیف ہیں مگر طوالت کی وجہ سے اس مقام پر صرف محدث بزار کا حوالہ نقل کر دیا ہے۔ اگر کسی نے اس حدیث پر کلام کیا تو ان شاء اللہ تفصیل منظر عام پر ہوگی۔

مزید یہ کہ محدث بزار نے حدیث اصحابی کالنجوم کو حدیث عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين بعدي کے بھی خلاف لکھا ہے۔ (جامع بیان العلم ۲/۱۱۱)

نتیجہ: قارئین کرام اس تفصیل سے یہ واضح ہوا کہ اگر کسی مسئلہ میں نصوص یا اقوال متعارض ہوں تو دلائل کی روشنی میں ایک قول کو ترجیح ہوتی ہے اور یہ کہ حدیث اصحابی کالنجوم بھی ضعیف ہے۔ لہٰذا محترم قلیل شاہ صاحب کا اپنی کتاب زبدۃ التحقیق میں اقوال متعارضہ مذاہب الخلفیۃ میں نقل کر کے یہ ارشاد فرمانا کہ ان اقوال میں سے کسی ایک کو

تبصرہ نگار: محمد شاہد عوان

تعارف و تبصرہ کتب

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ ادارہ کا کتاب کے مضمون سے کلی طور پر متفق ہونا ضروری نہیں۔

۱) مقالات سلطانیہ

مصنف: شیخ الاسلام خواجہ حافظ سلطان محمود دریاوی مدظلہ العالی

صفحات: ۳۸۳ ہدیہ: ۱۵۰

ناشر: بزم سلطانیہ (0300-5193811۔ صاحبزادہ محمود احمد)

شیخ طریقت حضرت علامہ حافظ سلطان محمود دریاوی دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ دریا کے رحمت شریف حضرو ضلع اٹک کو اللہ تعالیٰ نے یہ وصف عطا فرمایا ہے کہ آپ خانقاہی ذمہ داریاں بحسن و خوبی سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ دینی کتب کے مطالعہ اور مختلف تازہ مسائل کی تحقیق میں لگے رہتے ہیں۔ پیر صاحب قبلہ نے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ ادا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپ نے نہ صرف تقریر میں بدعقیدہ لوگوں کا رد کیا ہے بلکہ مختلف اوقات میں مختلف مسائل پر علمی تحقیقی کتابچے اور اشتہارات بھی شائع کیے ہیں۔ جن میں آپ نے اجمالی مختصر انداز میں مسلک حق کو مخالفین پر واضح کیا ہے۔ ان رسائل و اشتہارات کے مطالعہ سے آپ کے وسیع المطالعہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب "مقالات سلطانیہ" حضرت پیر صاحب کے مختلف ادوار میں شائع ہونے والے کتابچوں اور اشتہارات کو مزید اضافوں اور تخریج کے ساتھ "مقالات سلطانیہ" کے نام سے دوبارہ یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے۔ یہ مقالات انتہائی تحقیقی اور معلومات افزا ہیں۔ یہ کتاب علماء اور عوام دونوں کے لیے یکساں مفید ہے۔

۲) مفتاح الجنۃ

مصنف: آغا حسن بلال درانی کراچی (0332-8989271)

صفحات: ۱۰۰ ہدیہ: دعائے خیر ناشر: دربار کریمی لوسر شریف واہ کینٹ

بنیادی طور پر یہ کتاب فرمودات و معمولات کریمیہ پر مشتمل ہے۔ اس میں فلسفۂ طریقت و شریعت، عصر حاضر کے مسلمانوں کے جملہ مسائل کا حل، نماز تہجد، کریمیہ سلسلے کا وظیفہ، فضیلت ذکر، فضیلت درود پاک، ختم کریمی، ختم خواجگان اور شجرہ نقشبندیہ مجددیہ کریمیہ کے علاوہ ضمناً کئی دوسرے گوشوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳) مولود کعبہ کون؟

مصنف: علامہ قاری محمد اقبال (0300-6235167) صفحات: ۸۰ ہدیہ: ۵۰

ناشر: ادارۃ التحقیق جامعہ محمدیہ فاروقیہ رضویہ شادیوال گجرات

۴) سوئے حجاز یا سوئے ایران

تحریر: صاحبزادہ محمد ضیاء الحق قادری رضوی

صفحات: ۲۳ ناشر: مرکزی جماعت اہل سنت تحصیل گوجر خان

ملنے کا پتہ: مکتبہ غوثیہ مہریہ رضویہ، میلاد چوک غلہ منڈی مین بازار گوجر خان

۵) پیر سید مہر علی شاہ اور تحریک خلافت

مصنف: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ

صفحات: ۳۲ ہدیہ: ۲۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ

ملنے کا پتہ: ادارۂ مظہر اسلام ... پوسٹ کوڈ ...

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆